

# اخلاق صالحین

یعنی

510

سُف صالحین رضی اللہ عنہم کے اخلاقِ حسنہ پر ۸۳ روح پرور  
و نیز مقالات جو عارفِ ربانی امام عبد الوہاب الشعرانی علیہ الرحمہ  
نقد تصنیف "تنبیہ المعتبرین" سے منتخب کر کے نہایت  
پیرائے میں ترجمہ کئے گئے ہیں۔

ترجمہ و تصنیف  
محمد لطیف ملک ایم اے

شعاع ادب • لاہور



جملہ حقوق محفوظ

۲۹۷۵۴۴

۱۵۷۷

۱۲۱۶۹

تعداد

ایک ہزار

ناشر

محمد علیم

طابع

اشرف پریس - لاہور

قیمت

آٹھ روپے

اپنی لائبریری ایڈیشن

پانچ روپے

ستمبر ۱۹۶۴ء



شعاع ادب - لاہور

# فہرست مضامین

صفحہ	عنوان	پیش لفظ
۹		دیباچہ
۱۱		باب اول
۱۶	کتاب و سنت کی ملازمت	خلق ۱
۲۰	توکل و فعل میں توقف	خلق ۲
۲۳	معاملات کی تفویض الی اللہ	خلق ۳
۲۵	علم و عمل میں اخلاص	خلق ۴
۲۶	جاہ طلب لوگوں سے ترک احتیاط	خلق ۵
۱۹	ترک نفاق	خلق ۶
۵۴	حکام کے ظلم پر صبر	خلق ۷
۵۹	محرمات کی تحقیق پر غیرت	خلق ۸
۶۳	متارع دنیا سے ناخوشی	خلق ۹
۶۶	موت کی تمنا	خلق ۱۰
۷۱	خوف الہی	خلق ۱۱
۷۹	مظالم پر عذاب الہی کا خوف	خلق ۱۲
۸۵	اہل ال قیامت کے ذکر پر خوف الہی	خلق ۱۳
۸۹	موت سے قبل توبہ	خلق ۱۴
۹۷	دنیا پر ہجرت کی نظر	خلق ۱۵
۱۰۰	عفو و انتقام	خلق ۱۶



صفحہ	عنوان
۱۰۳	مسلمانوں کی حرمت
۱۰۵	حسن ادب
۱۱۰	قیام ریل
۱۱۸	کسر نفس
۱۲۰	فاقہ کشی
۱۲۲	ترویج علم میں استقامت
۱۲۳	استغفار الاکابر
۱۲۴	استاد کا ادب
۱۲۶	تحائف سے بے اعتنائی
۱۲۸	کھانے پینے میں احتیاط
۱۲۹	نفوس کی جانچ پر تنال
۱۳۲	مال دنیا سے نفرت
۱۳۵	اعمال اخروی کا تقدیم
۱۳۷	اولاد کے لئے بہترین ورثہ
۱۴۱	زیارت قبور
۱۴۶	ذکر الہی سے موانست
۱۵۰	رقت قلبی
۱۵۲	طاعات میں کوتاہی
۱۵۹	کھول امل سے اجتناب
۱۶۴	مخلوق پر شفقت
۱۶۸	موجودہ پر قناعت
۱۷۱	رزق کے لئے عدم اہتمام
۱۷۳	رنج و مصیبت کو ترجیح



دنیاءکی روگردانی پر خوشی

خلق ۴۰

امراء کی مخالفت

خلق ۴۱

باب سوم

سوء خاتمہ کا خوف

خلق ۴۲

آداب مسجد

خلق ۴۳

احکام معاملات کا علم

خلق ۴۴

کثرتِ حلم

خلق ۴۵

دعا میں تاخیر

خلق ۴۶

ترک الہی پر خوفِ خدا

خلق ۴۷

حقوق الہی میں کمی پر غم

خلق ۴۸

مصابہ پر کامل صبر

خلق ۴۹

فضل الہی پر کثرتِ تسلیم

خلق ۵۰

شکرِ نعمت

خلق ۵۱

تقویٰ میں کمالِ تحقیق

خلق ۵۲

حقیقی ورع

خلق ۵۳

کمالِ عقل

خلق ۵۴

حکمت

خلق ۵۵

ترکِ حسد

خلق ۵۶

یادہ گوئی سے احتراز

خلق ۵۷

اسرار کی حفاظت

خلق ۵۸

عیب جوئی

خلق ۵۹

حسنِ خلق

خلق ۶۰

مروت

خلق ۶۱

احسان

خلق ۶۲



صفحہ	عنوان
۲۶۲	محبت فی اللہ ۶۳
۲۶۱	اکل حلال ۶۴
۲۶۵	سائل سے حسن سلوک ۶۵
۲۶۸	کثرتِ مدارات ۶۶
۲۸۲	نصیحت آمیز مراسلات ۶۷
۲۸۳	باب چہارم ۶۸
۲۹۳	اختلاط کی مذمت ۶۹
۲۹۸	تواضع ۷۰
۳۰۷	توبہ و استغفار ۷۱
۳۱۵	امر بالمعروف ۷۲
۳۲۲	نکبتہ ۷۳
۳۳۱	ترکِ شہوات ۷۴
۳۳۶	تلاوتِ قرآن ۷۵
۳۴۰	نماز میں حضورِ قلب ۷۶
۳۴۲	پاسِ ادب ۷۷
۳۴۴	حیا ۷۸
۳۴۶	محبتِ الہی ۷۹
۳۴۸	زہد فی الدنیا ۸۰
۳۵۰	کسبِ معاش ۸۱
۳۵۲	محبتِ مساکین ۸۲
۳۵۴	زبور کے مواعظ ۸۳
۳۵۶	حسنِ تالیف ۸۴



## پیش لفظ

عارف ربانی شیخ سعید الدیاسب بن احمد الشعرانی رحمۃ اللہ علیہ (۱۳۷۳ھ) اپنے زمانے کے مشہور ائمہ عارفین ہیں۔ اسے عفتے۔ آپ کی زندگی کا بیشتر حصہ قاہرہ ہی میں گزرا۔ معلوم شریعت میں کامل تبحر ہو جانے کے بعد آپ نے دشت تصوف میں قدم رکھا اور مجاہدہ نفس میں مشغول ہو گئے۔ "علم طریقت میں آپ کے اساتذہ میں شیخ علی الخواص رحمۃ اللہ تعالیٰ کا نام خاص طور پر قابل ذکر ہے۔ آپ دس سال تک متواتر ان کی مجالس میں شریک ہو کر کسب فیض کرتے رہے۔ دنیا سے اسلام میں امام شعرانی کی شہرت کا مداہ آپ کی کثیر تصانیف کی وجہ سے ہے جو نہ زیادہ تر متصوفانہ رنگ میں لکھی ہوئی ہیں۔ ان میں سے اہم تصانیف کی تعداد ساٹھ سے متجاوز بیان کی جاتی ہے۔ انداز بیان عام فہم اور دلکش ہونے کے باعث آپ کی کتابیں زندگی ہی میں مطبوع عام ہوئی تھیں۔ امام صاحب کا سب سے بڑا کارنامہ یہ ہے کہ آپ نے اپنی تصنیفات کے ذریعے تصوف اور فقہ میں امتزاج پیدا کرنے کی کوشش کی۔

امام شعرانی کی مشہور تالیف "تنبیہ المغترین" جس کے منتخب مقالات کا ترجمہ ہدیہ قارئین کیا جا رہا ہے۔ متقدمین صوفیہ اور سلف صالحین کے اخلاقی دستور العمل کی آئینہ دار ہے۔ اردو میں اس کتاب کے دو ترجمے راقم الحروف کی نظر سے گزرے ہیں۔ ایک ترجمہ "اخلاق سلف" کے نام سے ۱۹۱۱ء کے قریب اسلام آباد سٹیٹ پریس لاہور کی جانب سے شائع ہوا تھا۔ یہ ترجمہ زبان و اسلوب کے اعتبار سے بہت قدیم ہو چکا ہے۔ دوسرا ترجمہ مولوی حبیب احمد صاحب کیرالوی نے کیا تھا جو ہند



”احوال الصادقین“ کے نام سے ۱۳۵۵ھ میں جمال پرنٹنگ ورکس دہلی میں طبع ہوا تھا لیکن اس میں اصل کتاب کے صرف پہلے دو ابواب کو ترجمہ اور تشریح کے ملے جھکے انداز میں پیش کیا گیا ہے۔

زیر نظر انتخاب و ترجمہ میں ”تنبیہ المغترین“ کا اصل عربی نسخہ جو قاہرہ میں ۱۹۳۷ء میں طبع ہوا تھا اور متذکرہ صدر دونوں تراجم کو پیش نظر رکھا گیا ہے اور کتاب کے مطالب کو اسی سلیس و شگفتہ پیرائے میں منتقل کرتے کی کوشش کی ہے جو اصل عبارت سے مترشح ہوتا ہے، علاوہ ازیں قاری کی سہولت کے لئے ہر موضوع کا ایک مستقل عنوان قائم کر کے اس میں ذیلی مباحث کا تعین کیا گیا ہے۔ موضوعات کے انتخاب میں اسلامی معاشرے کے موجودہ تقاضوں کو بالخصوص مد نظر رکھا گیا ہے اور ان موضوعات کو جن کی اصل کتاب میں تکرار ہوئی ہے بخوف طوالت و ثقالت نظر انداز کر دیا گیا ہے۔

امید ہے کہ قارئین کرام اس کتاب کے مطالعہ سے مخطوط و مستفید ہوں گے اور اصلاح اخلاق و معاملات میں سلف صالحین کے طرز عمل کو شعار حیات بنائیں گے۔ واللہ الموفق

لطیف ملک

لاہور

۱۳ اگست ۱۹۶۴ء



بسم اللہ الرحمن الرحیم

## دیباچہ

الحمد لله رب العالمين، واصلي واسلم على سيدنا محمد وعلى آله وصحبه  
والموسلين وعلى آله وصحبه اجمعين، واقول: سبحانك لا علم لنا الا ما علمتنا انك  
انت العليم الحكيم۔

الاجلہ یہ ایک نفیس کتاب ہے جو حجم میں چھوٹی لیکن قدر و قیمت میں بہت بڑی ہے۔  
میں نے اس میں وہ عمدہ عمدہ باتیں لکھی ہیں جو سلف صالحین کے ان معاملات میں دستور العمل  
تھیں جو اللہ تعالیٰ اور اس کی مخلوق سے تعلق رکھتے تھے۔ میں نے اس کتاب کو کلام اللہ اور  
سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق یوں مرتب کیا ہے جس طرح سونے اور جواہر کو پرکھ کر  
کھرا کیا جاتا ہے اور میں نے یہ عمل زمانہ تالیف میں اپنے فہم کے موافق انجام دیا ہے لہذا یہ کتاب  
ایسے ہو گئی ہے جیسے کہ امام نووی کی کتاب منہاج فقہ میں ہے پس جس طرح علمائے عصر اس  
کتاب کے مسائل اور ترجیحات کے مطابق علوم فقہ میں فتوے دیتے ہیں اسی طرح علمائے صوفیہ  
رضی اللہ عنہم کو اس کتاب کی عمدہ اور منفتح نقول کے مطابق فتویٰ دنیا چاہیے کیونکہ میں نے اس کتاب  
میں مندرجہ اخلاق کو سلف صالح صحابہ و تابعین اور علمائے عابدين رضی اللہ عنہم اجمعین کے افعال  
سے اور نیز اپنے ان اخلاق سے مستحکم کیا ہے جن کے ساتھ موصوف ہونے کا اللہ تعالیٰ نے طریق  
محبت صوفیہ میں داخل ہوتے ہی مجھ پر احسان کیا ہے اس خیال سے کہ مبادا بعض غورہ گیر  
کہیں کہ یہ شخص ہمیں سلف کے اخلاق سے موصوف ہونے کا کیسے حکم کرتا ہے  
جب کہ وہ خود ان اخلاق سے موصوف نہیں ہے۔ اسی لئے میں نے ان  
اخلاق میں جو بفضلہ تعالیٰ مجھ میں موجود ہیں لیکن میرے ہمعصران سے بہرہ مند



نہیں ہیں یوں کہہ کر تصریح کر دی ہے کہ یہ خلق ناموس ہے اور میں نے اس زمانہ میں اپنے سوا اور کسی میں نہیں دیکھا۔ یہ کہنا صرف اس خیال سے ہے کہ لوگ میرا حال جانیں کہ میں جن اخلاق کے لئے اُن سے کہتا ہوں وہ مجھ میں موجود ہیں۔ اگر یہ مقصود ہوتا تو ان اخلاق کو اپنے باقی اعمال کی طرح جن کی کوئی تقلید نہیں کرتا پوشیدہ رکھنا ہی مناسب تھا کیونکہ اظہار اعمال میں مجرور باتوں کے اور کوئی فائدہ نہیں ہوتا، یا تو اس لئے کہ لوگ ان اخلاق سے موصوف شخص کی اقتداء کریں اور یا بطور شکران کا اظہار کیا جائے اور پس۔

① میری زبان ساری ہر نکتہ چین سے کہتی ہے اے بھائی میرے اخلاق میں نظر کر۔ پس جن اخلاق سے تم مجھے متصف دیکھتے ہو اس سے تم بھی موصوف ہو جاؤ اور اس حالت میں تمہارے لئے کوئی عذر نہیں، اور جن اخلاق سے مجھے موصوف نہیں پاتے ان میں جو میرا عذر ہے وہی تمہارا عذر ہے۔ اکثر اوقات میں نے ایک خلق کو قرآن مجید اور کتب اولہ میں سے صحیح بخاری وغیرہ کی اقتداء کرتے ہوئے نیز اس خلق کے ساتھ عثمانی شان کے لئے اور اس کے ترک کے سبب لوگوں کے کثرت تساہل کی وجہ سے مختلف عبارتوں میں بار بار بیان کیا ہے چنانچہ کبھی یوں لکھا ہے کہ یہ خلق اس زمانہ میں نایاب ہو گیا ہے اور مجھے اپنے سوا کوئی محض اس سے متصف نظر نہیں آتا۔ اس سے میرا اشارہ اپنے معصروں میں سے اُن لوگوں کی کمی کی طرف ہے جو اس کے ساتھ متصف نہیں ہیں نہ کہ اپنے بھائیوں کی تنقیر جیسا کہ سرسری نظر میں خیال کرتا ہے معاذ اللہ کہ میں البتہ قصد کروں۔

اور اس کتاب کی تالیف کا سب سے بڑا سبب یہ ہوا کہ میں نے دسویں صدی کے نصف آخر میں اپنے مولا سلطان سلیمان بن عثمان کی جماعت کو دیکھا کہ جو کچھ عمال وغیرہ نے انہیں خزانے میں خیانت کی تھی یہ لوگ سلطان کی حمایت کی خاطر بڑی سرگرمی سے اس کی تقبیل میں لگے ہوئے تھے اور میں نے علمائے شریعت میں سے کسی کو بھی رسول اللہ ﷺ کی بیاد و حکم کی حمایت کے لئے اخلاق محمدیہ کے مٹے ہوئے نشانات کی اس طرح تقبیل کرتے



نہ دیکھا جیسا کہ ہمارے مولا سلطان کی جماعت نے کیا۔ اس پر مجھے غیرت ایمانی نے مجبور کیا کہ میں ایک ایسی کتاب لکھوں جس میں اخلاق محمدیہ کے وہ نشانات ظاہر کر دیئے جائیں جو علمائے ظاہر و باطن کے عہد میں مٹ چکے ہیں پس یہ کتاب اس زمانہ میں ہر فقہ و صوفی کو یکساں مفید ہے اور اس کے مطالعہ سے ان میں سے کوئی بھی مستغنی نہیں، چنانچہ کتاب کے مطالعہ سے خود معلوم ہو جائے گا انشاء اللہ تعالیٰ۔

میں نے اس کتاب کو ان واقعات کے موافق تالیف کیا ہے جو میرے اور میرے دوستوں کو پیش آئے ہیں، اور جو خلق میں نے اس میں ذکر کیا ہے وہ کسی ایسے سبب کی بنا پر واقع ہوا ہے جس کو میں جانتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ اس شخص پر رحم کرے جو اس کتاب میں کوئی غلطی دیکھ کر اعانت علی النجیر کے طور پر اس کی اصلاح کر دے کیونکہ یہ کتاب اصالتہ کسی کتاب سے منقول نہیں ہے بلکہ قرآن مجید اور سنت نبوی اور اقوال ائمہ سے مستنبط ہے اور جو روایات اس میں بیان کی ہیں وہ فقط ان مضامین کے لئے شواہد و دلائل کے طور پر ہیں جو میں نے اس میں ذکر کئے ہیں چنانچہ تمہیں معلوم ہو جائے گا انشاء اللہ تعالیٰ۔

مجھے اللہ کے فضل سے امید ہے کہ یہ کتاب ان صلحاء رضی اللہ عنہم کے ہاتھ سے اخلاق کی بین ہوگی جو دسویں صدی ہجری کے نصف اول میں وفات پا چکے ہیں میں نے بحمد اللہ تعالیٰ تقریباً ایک سو شاخ کی زیارت کی ہے جن میں سے ہر ایک اس مرتبہ کا تھا کہ جس کے وسیلے سے لوگ دعائے استسقاء کرتے تھے جیسے سیدی علی المرصی، سیدی محمد ثناءوی، سیدی خیر بن داؤد، سیدی ابو بکر جدیدی، سیدی عبد الباقی بن مصلح، سیدی ابو سعید جانی، سیدی تاج الدین ذاکر، سیدی محمد بن عثمان و سیدی علی خواص رحمہم اللہ اور ان کے علاوہ دوسرے حضرات جن کا ہم نے کتاب طریقات العلماء والوفیہ میں ذکر کیا ہے یہ تمام لوگ زہد و عبادت و ورع کے اعلیٰ مراتب



پہنچتے اور اپنے ظاہری و باطنی اعضاء کو مشغولات سے روکنے میں بڑے مستعد تھے۔

پس ان مشائخ کے حال کو زمانہ حال کے مشائخ سے کیا نسبت ہے جو مصر یا

حجاز یا شام سے سفر کر کے روم اور عراق میں آتے ہیں اور بادشاہ سے وظائف اور

جاگیریں اور منصب کی درخواست کرتے ہیں حالانکہ ان کو اپنے وطن میں بھی بقدر کفایت

گذارہ مل جاتا ہے۔ انہیں مناسب یہ تھا کہ اگر بادشاہ ان کو کچھ دینا بھی چاہتے تو انکا

کر دیتے اور ملکی مصالح کے مال میں بادشاہی لشکر کے مزاحم نہ ہوتے جیسا کہ ان کے سلف

صالحین کا مسلک تھا بلکہ جن مشائخ کو ہم نے پایا ہے ان کے مریدوں میں سے بھی کسی

کو نہیں دیکھا کہ اپنے شہر سے طلب دنیا کے لئے سفر کرنا چاہے خود مشائخ ایسا کریں،

کیونکہ جیسا کہ معلوم ہے طریقت میں مرید کا پہلا قدم یہ ہے کہ اپنے تمام مال و متاع کو

اپنے قبضہ سے نکال کر ناامیدی کے دریا میں پھینک دے۔۔۔

میں لے اس کتاب کو میزان کے طوطے پر بنایا ہے جس کے ذریعے تونیک و بد

اور مفید و مضر میں تمیز کر سکتا ہے۔ پس اسے برادر توہان اخلاق کو اس زمانے کے مشائخ

ظاہرین پر پیش کر جس کی صحبت تو اختیار کرنی چاہتا ہے اور اگر وہ ان اوصاف حمید

سے موصوف ہوں تو ان کے پاس بیٹھ اور ان کی پیروی کر اور ان کی عزت بجالا اور

اگر وہ ان اخلاق سے موصوف نہ ہوں تو ان سے اعراض کر لیکن انہیں حقیر نہ جان اور

ان کے معاملہ کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کر۔

پس یہ کیا عمدہ کتاب ہے جو راستبانہ مردان خدا کی نایابی کے زمانہ میں اہل اللہ

کے اخلاق میں سے جو منہدم ہو گئے تھے ان کی از سر نو تعمیر کرنے کے لئے تیار ہوئی ہے۔

ہر زمانہ میں علمائے باعمل کا یہی دستور رہا ہے کہ ان میں سے کوئی نہ کوئی اپنی تصانیف

کے ذریعے طریقت کے ان نشانات کی تجدید کرتا آیا ہے جو مٹ چکے ہیں جیسے حرالجابی،

ابوطالب مکی، ابوالنعیم، ابوالقاسم قشیری، ارازم غزالی، شہاب الدین سہروردی وغیرہ



رضی اللہ عنہم اور ان سب مجددین میں سے پچھلی آٹھویں صدی ہجری میں حضرت  
ابو عبد اللہ محمد لغری رحمہ اللہ تعالیٰ ہوئے ہیں جو محلہ کبریٰ میں مدفون ہیں۔ لوگ  
ان کو فقیہ الصوفیہ کہا کرتے تھے کیونکہ انہوں نے اپنی تالیفات میں رسول اللہ صلی اللہ  
علیہ وسلم کے اخلاق اور سلف صالحین کے اخلاق کو ضبط کیا ہے۔ ان کے بعد بیسہ کوئی  
بھی معلوم نہیں ہوتا جس نے میرے سوا سلف کے حالات ضبط کئے ہوں جیسا کہ مطالعہ  
سے معلوم ہوگا اور اگر اس زمانہ میں اس کام کو میرے سوا کوئی دوست انجام دیتا تو میں  
ضرور دوستوں کو اس کی تالیف کا مطالعہ کرنے کی ترغیب دیتا اور خود اس کتاب کے  
لکھنے کی مشقت نہ اٹھاتا کیونکہ اس وقت اس کا کچھ نادرہ نہ ہوتا۔

میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ اپنے فضل سے اس کتاب کے مؤلف،  
کاتب، سامع اور قاری کو اس سے پورا نفع بخشے، بیشک اللہ سبحانہ و تعالیٰ دعا سننے  
والا اور قبول کرنے والا ہے اور میں نے اس کا نام تنبیہ المغترین اواخر القرن العاشر  
على ما خالفنا فيه سلفهم الطاہر رکھا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کو اپنی ذات کریم کے لئے  
خالص کرے اور میں اس کو ہر دشمن اور حاسد کی شرارت سے اللہ کے کلمات تامہ  
کی پناہ میں دیتا ہوں کہ وہ اس کتاب میں کوئی ایسی بات جو میں نے نہ لکھی ہو  
اور جو کتاب و سنت کے مخالف ہو شخص اس غرض سے خفیہ طور پر داخل کر دے  
کہ لوگوں کو اس کے مطالعہ سے متنفر کرے اور جو فوائد اس میں درج ہیں اس سے  
اُن کو محروم رکھے۔

پس اسے دوست تو میری کتابوں کا مطالعہ کر اور جو نصائح ان میں درج  
ہیں ان سے مستفید ہو، اور کسی حاسد کی بات نہ سن کیونکہ میں نے ان کتابوں کو  
بحمد اللہ کاغذ پر لکھنے سے پیشتر کتاب و سنت کے مطابق کر لیا ہے۔ میں ایک  
سنی و محمدی شخص ہوں اور میں نے علوم شریعت میں تبحر حاصل کرنے کے بعد



ہی تالیفات کی ہیں اور میں نے ان کے مواد کو مشائخ اسلام جیسے شیخ زکریا انصاری،  
 شیخ برہان الدین بن ابی شریف، شیخ عبدالحق سنباطی اور شیخ نور الدین محلی وغیرہ  
 رضی اللہ عنہم پر عرض کرنے کے بعد تحریر کیا ہے۔ . . . .  
 حبيب تمہیں یہ امور معلوم ہو گئے تو مناسب ہے کہ ہم اس کتاب کے مقصود  
 کو شروع کریں۔ انشاء اللہ تعالیٰ، آمین میں کہتا ہوں وبالله التوفیق والاعانة۔



## باب اول

### ۱۔ کتاب وسنت کی ملازمت

سلف صالحین رضی اللہ عنہم کے اخلاق میں سے ایک یہ ہے کہ وہ کتاب وسنت کی یوں ملازمت کرتے تھے جس طرح سایہ ایک جسم کے ساتھ لازم ہوتا ہے۔ اور ان میں سے کوئی بھی مسند ارشاد پر نہ بیٹھتا جب تک کہ اس کو شریعت مطہرہ کے علوم میں تبحر حاصل نہ ہو جاتا اس طرح کہ وہ تمام محوشدہ اور مستعملہ مذاہب کے دلائل سے پوری طرح مطلع ہو، اور اس درجہ کو پہنچا ہو کہ مجالس مناظرہ میں علماء کو قاطع و واضح براہین سے ساکت کر سکے۔ اس مضمون سے صوفیہ کی کتابیں بھری ہوئی ہیں اور ان کے اقوال و افعال سے بچی یہی ظاہر ہوتا ہے۔

قرآن سید الکتاب ہے | سید الطائفہ امام ابوالقاسم جنید رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ ہماری کتاب یعنی قرآن سید الکتاب اور سب سے جامع تر کتاب ہے اور ہماری شریعت سب شریعتوں سے زیادہ واضح اور سب سے زیادہ دقیق ہے، اور ہمارا طریقہ یعنی طریق اہل تصوف کتاب وسنت سے مستحکم کیا ہوا ہے جس نے قرآن مجید کو نہیں پڑھا اور حدیث شریف کو یاد نہیں کیا اور جو ان دونوں کے معانی نہیں سمجھتا اس کی اقتداء صحیح نہیں ہے نیز فرماتے تھے کہ حق تعالیٰ نے آسمان سے جو کوئی ایسا علم نازل کیا ہے جس میں غیر نبی کو بھی ماستمل کے اس میں اللہ نے مجھے ضرور حظ ونصیب عطا فرمایا ہے۔ وہ اپنے احباب سے فرمایا کرتے کہ اگر کسی آدمی کو دیکھو جو ہوا میں چار زانو بیٹھا ہو تو بھی اس کا سانحہ نہ کرو جب تک کہ امر یہی ہے کہ موثق پر اس کا عمل نہ دیکھو، سو اگر تم اس سے



تمام ادا میرا الہی کا فرمانبردار اور تمام نواہی سے باز رہنے والا دیکھو تو اس کے معتقد ہو جاؤ اور اس کا اتباع کرو، اور اگر تم دیکھو کہ وہ ادا میں خلل انداز ہے اور نواہی سے پرہیز نہیں کرتا تو اس سے اجتناب کرو۔

جاہل کی اقتدا جائز نہیں | (میں کہتا ہوں) یہ ایک ایسا خلق ہے جو اس زمانے کے فخراء میں نادر ہو گیا ہے۔ بعض تو ایسے لوگوں سے جا ملتے ہیں جو طسریقت میں ایک قدم بھی نہیں چلے۔ ان سے وہ فنا و بقا کے متعلق چند کلمات سیکھ لیتے ہیں اور چند شطحیات جن کی تائید نہ قرآن سے ہوتی ہے نہ حدیث سے نہ کبھی کلام بنا لیتے ہیں۔ پھر وہ ایک تجتبہ پہن لیتے ہیں اور عمارت کا شملہ چھوڑ لیتے ہیں۔ اس کے بعد وہ بلادِ روم وغیرہ کی طرف سفر کرتے ہیں اور فاقہ کشی و خاموشی کی نمائش کرتے پھرتے ہیں اور وظیفہ یا عطیہ کے طالب ہوتے ہیں اور اس میں امرا اور وزراء کو وسیلہ بناتے ہیں۔ اکثر ایوانات ان کا وظیفہ مقرر ہو جاتا ہے اور اس طرح وہ اپنے پیٹ میں حرام بھرنے لگتے ہیں۔ پھر انہوں نے یہ راتب حکام کو دھوکا دے کر حاصل کیا ہوتا ہے اور وہ ان کے حق میں نیکی کا اعتقاد رکھتے ہیں۔ ایسا ہی ایک شخص میرے پاس آیا اور کسی قسم کے علم اور ذوق کے بغیر تمام فنا و بقا میں گفتگو کرنے لگا۔ اس کے ساتھ اس نے شہین کی ایک جماعت بھی تھی۔ وہ میرے پاس چند روز تا رہا۔ آخر کار ایک روز میں نے اس سے دریافت کیا کہ نماز اور روزہ کی شرطیں کیا ہیں۔ وہ کہنے لگا کہ میں نے کوئی علم ہی نہیں چاہا ہے۔ میں نے کہا۔ اسے براہِ عبادات کو ظاہر کتاب و سنت کے مطابق صحیح کرنا لازم واجب ہے اور جو شخص واجب و مستحب اور حرام و مکروہ میں فرق نہیں کرتا وہ جاہل ہے اور جاہل کی اقتداء ظاہری اور باطنی طریق میں کسی طرح بھی جائز نہیں۔ یہ سن کر وہ خاموش ہو گیا اور کچھ جواب نہ دیا۔ پھر اس دن سے اس نے میرے پاس آنا چھوڑ دیا۔ اس نے



سودا دے مجھے تکلیف دی تھی، سو اللہ تعالیٰ نے مجھے اس سے نجات دی۔

اہل تصوف کا طریق کتاب ہمارے شیخ سیدی علی خواص رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے  
 وسنت کے معنی مطابق ہے کہ اہل تصوف کا طریق کتاب وسنت کے مطابق یوں صاف  
 کیا ہوا ہے جیسے سونا اور جواہر طلا و رُط سے صاف کئے جاتے ہیں، کیونکہ ان  
 کے لئے ہر حرکت و سکون میں ایک نیت صالح ہوتی ہے جو میزان شریعت سے  
 نکل ہوتی ہے اور اس کو وہی جان سکتا ہے جو علوم شرعیہ میں تبحر رکھتا ہو وہی  
 کہتا ہوں، وہ شخص کا ذہب اور حقیر ہے جو یہ کہتا ہے کہ طریق صوفیہ کو قرآن اور  
 حدیث نے بیان نہیں کیا اور اس کا یہ قول اس کی جہالت پر صاف دلیل ہے کیونکہ  
 اہل تصوف کے نزدیک صوفی کی حقیقت مجتہد اس کے اور کچھ نہیں کہ وہ ایک عالم  
 ہے جو اپنے علم پر محض اخلاص سے عمل کرتا ہے اور حضرات صوفیہ جو اپنے مریدوں  
 کو روزہ، شب بیداری، عزت، خاموشی اور ورع ذہد ایسے عبادات کی پابندی  
 کراتے ہیں اس سے ان کا انتہائی مقصد یہی ہوتا ہے کہ ان کو سلف صالح کے طریق  
 پر عبادات شرعیہ بجالانے کا ملکہ حاصل ہو۔ اس کے سوا ان کا کچھ مقصد نہیں ہوتا۔  
 لیکن جب ملف کے طریق پر عمل کرنے والوں کے زایاب ہونے کے سبب سلف کا  
 طریق چھو ہو گیا تو اہل طریق کی صفات سے متصف حضرات کی قلت کے باعث بعض  
 لوگوں کو گمان ہوا کہ طریق صوفیہ شریعت سے خارج ہے جیسا کہ ہم نے اس صیحت  
 کو اپنی کتاب المنہج المبین فی بیان اخلاق العارفین میں بسط کے ساتھ بیان کیا ہے۔  
 پس اس کو خوب یاد رکھ، اور سب تعریف اللہ کے لئے ہے  
 جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔





## ۲۔ قول و فعل میں توقف

سلف صالحین رضی اللہ عنہم کے اخلاق میں سے ایک یہ ہے کہ وہ ہر قول و فعل میں توقف فرماتے جب تک کہ اس کو کتاب و سنت یا عرف کی ترازو سے نہ تول لیتے کیونکہ عرف بھی منجملہ شریعت کے ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے حدِّ الْعَفْوِ وَالْعُرْفِ (معافی کو شیوہ بنا اور نیکی کا حکم کر پس معلوم ہوا کہ حضرات مشائخ اپنے اقوال و افعال میں محض لوگوں کے عمل پر اکتفا نہ کرتے کیونکہ ممکن ہے کہ وہ قول یا فعل منجملہ ان بدعات کے ہو جن کی تائید قرآن اور سنت و حدیث سے نہ ہوتی ہو۔ قرب قیامت میں بدعات سنت کہلائیں گی | حدیث میں آیا ہے کہ قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک سنت کی جا بجا بدعت نہ ہو جائے۔ یہاں تک کہ اگر بدعت چھوڑی جائے تو لوگ کہیں گے کہ سنت چھوڑ دی گئی۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ پچھلے لوگ اپنے بڑوں سے بدعتیں لیتے ہیں، پھر حبیب بدعت پر عمل کرتے کرتے زمانہ دراز ہو جاتا ہے تو لوگ یہ گمان کر رہے ہوتے ہیں کہ یہ بھی ایک ایسی سنت ہے جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جاری فرمایا ہے۔

صوفیائے کرام کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کتب و روایات استفسار عمل کے لئے سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم جو کتب و روایات میں ثابت ہے کوئی دلیل نہیں پاتے تو وہ اپنے قلوب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف متوجہ ہوتے ہیں اور جب آپ کے رد و عافز ہوتے ہیں تو آپ سے اس فعل کی بابت دریافت کرتے ہیں۔ پھر جو کچھ آپ فرمائیں اس کے مطابق



عمل کرتے ہیں۔ مگر یہ بات صرف اکابر حضرات کا خاصہ ہے۔ اگر سوال کیا جائے کہ کیا اس مقام والے کو یہ بھی حق پہنچتا ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے مطابق لوگوں کو حکم کرے تو اس کا جواب یہ ہے کہ اس کو ایسا نہ کرنا چاہیے کیونکہ یہ امر سنت صحیحہ ثابت بالنقل سے زائد ہے، اور جو شخص لوگوں کو ثابت بالنقل امر سے زائد شے کا حکم دے تو اس نے ان کو ناحق تکلیف میں ڈال دیا، ہاں اگر کوئی شخص اس حکم کو اختیار کرنا چاہے تو کوئی حرج نہیں جیسا کہ کتاب و سنت سے مستنبط مذاہب کے مقلدین کا حال ہے واللہ اعلم۔

سیدنا عمرؓ اور امام زین العابدینؓ | سلف صالحین رضوان اللہ علیہم ہمیشہ لوگوں کو قرآن و سنت کا سنت بڑی سے عشق میں مقید رہنے کی ہدایت فرماتے اور بدعت سے اجتناب

کراتے اور اس معاملہ میں بہت سختی سے کام لیتے۔ سختی کہ امیر المومنین حضرت عمرؓ رضی اللہ عنہ کسی کام کے کرنے کا عزم فرماتے اور کوئی کہہ دیتا کہ یہ فعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا نہیں کیا اور نہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا حکم دیا تو وہ اس سے باز آجاتے۔ ایک دفعہ کسی نے آپ کو بتایا کہ فلاں قسم کے جو کپڑے رنگے جاتے ہیں اس رنگ میں بوڑھی عورتوں کا پیشاب پڑتا ہے تو آپ نے چاہا کہ لوگوں کو حکم دیں کہ اس قسم کے کپڑے اتار ڈالیں اور پھر کوئی نہ پہنے۔ اتنے میں ایک شخص نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اہیں پہنا ہے اور آپ کے زمانے میں اور لوگ بھی پہنتے تھے۔ یہ سن کر آپ نے اللہ تعالیٰ سے استغفار کی اور اس حکم سے باز آئے اور دن میں کہنے لگے کہ اگر دریا اس کے نہ پہنتے میں ہوتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کبھی نہ پہنتے۔

نیز مروی ہے کہ امام زین العابدین رضی اللہ عنہ نے اپنے صاحبزادے سے کہا میرے لئے ایک ایسا کپڑا بناؤ جو میں قضاے حاجت کے وقت پہن لیا کروں۔ اور



نمانے کے وقت اتار دوں، کیونکہ میں دیکھتا ہوں کہ گھیاں نجاست پر بیٹھ کر پھر میرے  
 کپڑوں پر آ بیٹھتی ہیں۔ لڑکے نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز اور بیت النہا  
 کے لئے الگ الگ کپڑے نہ رکھتے تھے۔ یہ سن کر امام اس فعل کے ارادہ  
 سے ہٹ گئے۔ (میں کہتا ہوں منقول یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑوں  
 اور حشم پر کبھی نہیں بیٹھتی تھی۔ ہاں اگر صاحب زادہ نے یہ کہا ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ  
 علیہ وسلم نے کسی کو اس کا حکم نہیں فرمایا تو یہ صحیح ہے پس اس میں غور کرنا چاہیئے،  
 اور بایں بدیہی سبطا ہی رحمہ اللہ تعالیٰ کی نسبت جو یہ منقول ہے کہ ان کا نماز اور قضا  
 حاجت کا کپڑا علیحدہ علیحدہ تھا تو یہ امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کے خیال کی  
 طرح مکھیوں کی وجہ سے نہ تھا بلکہ یہ فعل ادب کے طور پر تھا کہ نماز کے کپڑے وہ  
 نہ ہوا یا جو بیت النہا میں ہوئے تھے جیسا کہ علماء نے بیان کیا ہے کہ بول و برانے کے  
 وقت قبلہ کو ہو کر یا قبلہ کو پشت دے کر بیٹھنا حرام ہے مگر یا شارح نے قصد سے  
 حاجت اور نماز کی ایک ہی جہت ہونے کو پسند نہیں فرمایا۔ حر

پس اسے برا ورتو اپنے تمام افعال و اقوال و عقائد میں سنت خدیجہ کا اتباع  
 کہ اور کسی فعل کا ارادہ نہ کر جب تک کہ ہمیں یہ معلوم نہ ہو جائے کہ یہ کتاب و  
 سنت کے موافق ہے، پس اس شخص نے مجھ کو بتا دیا اور بہتان باندھا جو یہ کہتا  
 ہے کہ طریق حدیث بدعت ہے۔ بھلا وہ شخص جو شریعت کی مخالفت سے اتنا ڈرتا  
 ہو کہ جب تک کسی عمل کا شریعت کے موافق ہونا سمجھ ہی نہ آئے اس کے کرنے میں  
 توقف کرتا ہو اگر وہ بھی بدعتی ہوا تو پھر روئے زمین پر کوئی شیخ سنت باقی نہیں، اور  
 سب تعریف اللہ کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔



## ۳۔ معاملات کی تفویض الی اللہ

سلف صالحین رضی اللہ عنہم کے اخلاق میں سے ایک یہ ہے کہ وہ اپنے اور اپنی اولاد اور احباب کے معاملات کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دیتے اور ان کی ہدایت کے بارے میں بھی اللہ عز و جل ہی پر اعتماد کرتے اور وہ کبھی بطور خود اس حالت میں کوئی چیز طلب نہ کرتے کہ وہ اللہ تعالیٰ پر اعتماد سے غافل ہو جائے۔ میرے لڑکے عبدالرحمن کو تحصیلِ علم کا بالکل شوق نہ تھا جس کے باعث مجھے سخت حیرانی تھی۔ پس اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے میرے دل میں یہ خیال ڈالا کہ اس کی صلاحیت کو اللہ ہی کے سپرد کر دوں۔ میں نے ایسا ہی کیا اور وہ اسی رات سے میرے کہنے کے بغیر خود بخود علم کے مطالعہ میں لگ گیا چنانچہ اسے اسی رات سے علم کی جلالت معلوم ہونے لگی اور اس کا تہم ان طلبہ سے جو اس سے کئی سال پہلے کے طالب علم تھے سبقت لے گیا۔ پس اس کے معاملہ کو اللہ کے سپرد کر دینے کی وجہ سے مجھے اللہ تعالیٰ نے اس کو نت سے نجات دی جس میں میں مبتلا تھا۔ اللہ تعالیٰ اسے عالم باعمل بنائے۔ آمین۔

اولاد کے لئے دعا سے میں نے اپنے شیخ سیدی علی خواص رحمہ اللہ سے کہتے ہوئے کہ زیادہ کوئی شے مفید نہیں ہے کہ علماء اور صالحین کی اولاد کے لئے کوئی اس سے زیادہ نفع مند نہیں کہ ان کے لئے غائبانہ دعا کی جائے اور ان کے معاملہ کو خدا کے سپرد کیا جائے۔ کیونکہ اولاد باپ کے نان سے اور اگر ماں ہو تو اس کی مساعرت سے تربیت پاتی ہے، اور لوگ باپ کی فرمانبرداری کی وجہ سے ان کی تعظیم



کرتے ہیں جس کے باعث غالباً ان کو اکتسابِ فضائل کی خواہش نہیں ہوتی، اور وہ اپنے دل میں کہتے ہیں کہ جس جاہ و عزت کے حاصل کرنے کے لئے ہمیں علم و ریاضت میں مشغول ہونے کی ضرورت تھی وہ تو ہم کو اپنے باپ کی وجہ سے حاصل ہے۔ بخلاف عوام الناس کی اولاد کے خصوصاً کسانوں کی، کہ ہوش سنبھالتے ہی ان کو سنگام اور ان کے سپاہیوں کی زد و کوب اور قید و بند اور اہانت برداشت کرنی پڑتی ہے اور وہ ان سے نہایت تشدد کے ساتھ معاملہ وصول کرتے ہیں۔ لہذا ان کو کسی نہ کسی طرح اس مصیبت سے نکلنے کی فکر دامگیر ہوتی ہے۔ پس حق تعالیٰ ان کے دلوں میں علم اور قرآن کی تحصیل کا خیال ڈال دیتا ہے۔ پھر جس قدر لوگ ان کی عزت کرتے ہیں اسی قدر وہ علم اور مجاہدہ میں زیادہ رغبت کرتے ہیں یہاں تک کہ وہ شیخ الاسلام یا شیخ الطرق ہو جاتے ہیں۔

سیدی شیخ احمد زاہد رحمہ اللہ ہر چھ کی خلوت میں اپنے بیٹے کو ساتھ رکھتے پھر جب پلہ ختم ہونے تک اس پر کچھ انوار نہ کھلتے تو فرماتے اے بیٹا اگر میرے اختیار میں کچھ ہوتا تو معرفتِ طریق میں کوئی تجھ سے آگے نہ بڑھتا (میں کہتا ہوں) بعض علماء اور صالحین کی اولاد کے حق میں اس قاعدہ کے برخلاف ظہور میں آیا ہے مثلاً شیخ تقی الدین بکی اور شیخ سراج الدین بلقینی کی اولاد کہ وہ نہایت باکمال ہوئی ہے۔ علی ہذا ہمارے زمانے کے بعض علماء و فقہاء کے حق میں بھی یہ قاعدہ ٹوٹ گیا ہے مثلاً سیدی محمد بن الرملی، سیدی محمد بن البکری، سیدی عبد القدوس بن الشناوی، سیدی علی بن شیخ محمد المنیر اور سیدی محمد بن شیخ ابی الحسن الغفری اور دوسرے حضرات جن کا ہم نے طبقاتِ علماء و صوفیہ میں ذکر کیا ہے اور اس کتاب کا نام لوائح الانوار فی طبقات الاخیار رکھا ہے۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں میں ایسے لوگوں کی کثرت کرے اور ہمیں ان کی بکالت سے نفع بخشے، آمین۔ اور سب تعریف اللہ کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔

## ۴۔ علم و عمل میں اخلاص

سلف صالحین رضی اللہ عنہم کے اخلاق میں سے ایک یہ ہے کہ وہ اپنے علم و عمل میں نہایت خلوص رکھتے تھے اور اس میں ریا کی آمیزش سے سخت ڈرتے تھے۔ اے دوست ہم اس مقام پر اس کی اچھی طرح تشریح کرتے ہیں کیونکہ لوگوں کو اس کی بڑی ضرورت ہے۔ احادیث صحیحہ سے ثابت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب اللہ عز و جل نے جنتِ عدن کو پیدا کیا تو اس میں ایسی ایسی چیزیں پیدا کیں جو نہ آنکھوں نے دیکھیں نہ کانوں نے سُنیں اور نہ کسی بشر کے دل میں ان کا خیال گذرا، تب جنت کو بولنے کا حکم فرمایا۔ اُس نے تین بار کہا قَدْ أَقْلَمَ الْمُؤْمِنُونَ (مومن غلام پاگئے)، پھر کہا میں ہر بخیل اور ریاکار پر حرام ہوں۔

عالم باعمل یقیناً ولی اللہ وہیب بن منبہ رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جو شخص آخرت کے عمل سے دنیا طلب کرے اللہ تعالیٰ اس کے دل کو اوندھا کر دیتا ہے اور اس کا نام روزخووں کے دفتر میں لکھ دیتا ہے۔ حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا جو شخص اپنے علم پر عمل کرے وہ یقیناً ولی اللہ ہے۔ سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں مجھے میری والدہ نے کہا اے بیٹے علم حاصل نہ کر جب تک کہ تو اس پر عمل کرنے کی نیت نہ کرے ورنہ قیامت کے دن وہ تیرے لئے وبال ہوگا۔

حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ اکثر اپنے نفس پر عتاب کرتے اور اس کو بھڑک کر کہتے کہ تو باتیں تو پرہیزگاروں، طاعت گزاروں اور عابدوں جیسی کرتا ہے مگر تیرے



افعال فاسقوں، منافقوں اور ریاکاروں جیسے ہیں۔ واللہ یہ مخلصوں کی صفات نہیں ہیں۔ فضیل بن عیاض رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے جو شخص اپنے اعمال میں ایک ساحر سے زیادہ ہوشیار نہ ہوگا وہ ضرور ریا میں پھنس جائے گا۔

آدمی مخلص کب ہوتا ہے؟ [ذوالنون مصری رحمہ اللہ تعالیٰ سے کسی نے پوچھا کہ آدمی اپنے آپ کو مخلص کب جانے؟ آپ نے فرمایا جب اپنی تمام کوششیں اللہ کی طاعت میں صرف کر دے اور دنیا میں ذلت کو پسند کرے۔

محمد بن منثور رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں میں اپنے دوستوں سے یہ پسند کرتا ہوں کہ وہ اپنی خوش اعلاتی رات کے وقت ظاہر کیا کریں کیونکہ یہ دن کی خوش خئی سے افضل ہے اس لئے کہ دن میں تو لوگ اس کو دیکھتے ہیں اور رات کو چونک عمل ہوتا ہے خالص اللہ کے لئے ہوتا ہے۔ ایک دفعہ یونس بن عبید رحمہ اللہ تعالیٰ کو کہا گیا کہ آپ نے حسن بصریؒ جیسا عمل کرنا والا کوئی شخص دیکھا ہے؟ انہوں نے فرمایا سجد میں نے ان جیسی باتیں کرنے والا بھی کوئی نہیں دیکھا تو عمل کرنے والا کیونکر دیکھ سکتا؟ ان کا وعظ دلوں کو رلاتا تھا اور دوسرے لوگوں کا وعظ آنکھوں کو بھی نہیں مڑا سکتا۔

یحییٰ بن معاذ رحمہ اللہ تعالیٰ سے کسی نے پوچھا آدمی مخلص کب ہوتا ہے؟ انہوں نے فرمایا جب اس کی عادت شیر خوار بچہ جیسی ہو جائے کہ مدح و ذمہ کی کچھ پروا نہ کرے۔ ابوالسائب رحمہ اللہ تعالیٰ کو جب قرآن مجید یا حدیث شریف یا کوئی ایسا کلام سنتے سے رونے آتا تو تبسم کی صورت بنالیتے۔

ابو عبید اللہ انطاکی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں جب قیامت کا دن ہوگا تو اللہ تعالیٰ ریاکار کو کہے گا کہ جہاں اپنے عمل کا ثواب ان لوگوں سے ہے جن کو تو دکھایا کرتا تھا۔ ایک روایت میں ہے کہ ریاکار جب قیامت کو اپنے اعمال کی جزا

مانگے گا تو اسے کہا جائے گا کہ جن کو تو اپنے عمل دکھلاتا تھا ان سے ثواب لے،  
اور ایک روایت میں ہے کہ اُسے کہا جائے گا کہ کیا لوگ مجالس میں تیرے عمل و  
علم کی وجہ سے تیرے لئے جگہ کشادہ نہیں کرتے تھے؟ کیا تو دنیا میں رئیس نہیں  
بنا ہوا تھا؟ کیا لوگ خرید و فروخت میں تجھ سے رعایت نہیں کرتے تھے اور کیا  
تیری عزت نہیں کرتے تھے؟ وغیرہ وغیرہ۔

فضیل بن عیاض رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ آدمی جب تک لوگوں سے  
موانست رکھتا ہے ریاء سے نہیں بچ سکتا۔ انطاکی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے  
لوگ تین چیزوں سے زینت حاصل کرتے ہیں۔ کوئی علم سے زینت حاصل کرتا ہے  
کوئی عمل سے اور کوئی تک زینت سے۔ اور یہ تیسری قسم کے لوگ سب سے زیادہ  
غامض اور شیطان کو بہت پسند ہیں۔

ایسا بن معاویہ رحمہ اللہ تعالیٰ، ابراہیم تیمی کے دوست تھے اور یہ دونوں  
ایک دوسرے کی پیٹھ پیچھے تعریف نہیں کرتے تھے اور کہتے کہ تعریف ایک طرح  
کا معاوضہ ہے اور میں لوگوں میں اپنے بھائی کی تعریف کر کے اس کے ثواب کو کم نہیں  
کرنا چاہتا۔

ابو عبد اللہ انطاکی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ جو شخص ظاہری اعمال میں  
خلوص پیدا کرنے کا طالب ہو اور دل میں لوگوں کا خیال رکھے وہ ایک امر محال  
کا طالب ہے کیونکہ اخلاص تو ایک ایسا پانی ہے جس سے دل کو زندگی حاصل ہوتی ہے  
اور ریاء اس کی موت ہے۔ یوسف بن اسباط رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں نے  
جب کبھی اپنے نفس کا محاسبہ کیا تو مجھے یہ معلوم ہوا کہ میں خالص ریاء کار ہوں۔

حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں میں نے محفل میں اپنے آپ کو بُرا کہا  
اس نے درحقیقت اپنی تعریف کی اور یہی ریاء کی علامتوں میں سے ہے۔ ابن سہاک



رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اگر ریاکار اپنے عمل و علم کے بارے میں لوگوں کو اپنے مافی الضمیر سے مطلع کرے تو لوگ اسے بڑا جائز اور اسے بے وقوف کہیں۔

ابراہیم بن ادھم رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کوئی دوست اپنے دوست سے روزہ کے متعلق دریافت نہ کرے کیونکہ اگر اس نے کہا میں روزے سے ہوں تو اس کا نفس خوش ہوگا اور اگر انکار کیا تو اس کا نفس غمگین ہوگا اور یہ دونوں ریاکی کی علامتیں ہیں اور اس میں مسئول کی فضیلت ہے اور سائل کا اس کی قابلِ احتفا حالت پر مطلع ہونا ہے۔ عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ ایک آدمی نے خانہ کعبہ کا طواف کیا اور اہل خراسان کو دکھایا۔ لوگوں نے اس کا سبب پوچھا تو انہوں نے فرمایا وہ دل سے چاہتا ہے کہ خراسان والے اس کے بارے میں کہیں کہ غلامِ شخص مکہ میں سعی اور طواف کے لئے مجاور رہا ہے، پس اسے یہ عمل مبارک ہو۔

فضیل بن عیاض رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ہم نے ایسے لوگ دیکھے ہیں جو اپنے اعمال میں ریا کرتے تھے مگر اب ایسے لوگ ہیں جو ان اعمال میں ریا کرتے ہیں جو وہ نہیں کرتے۔ نیز جب کبھی وہ آیت **وَسَبِّحُوا أَجْبَادًا** اور ہم تمہاری حالتوں کو جانچیں گے پڑھتے تو فرماتے اسے اللہ اگر تو ہیں آزمائے گا تو ہماری فضیلت ہوگی اور ہمارا پردہ ناش ہوگا اور تو ارحم الراحمین ہے۔ ایوب بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں یہ بھی منجملہ ریا ہے عمل کے بے کہ تو نے جو کچھ علم میں لوگوں کی باتیں اور ان کے اقوال یاد کر رکھے ہیں ان کو بیان کر کے دوسرے پر فخر کرتا ہے کیونکہ جس چیز کے ساتھ ان لوگوں کا فخر ہے وہ نہ تیرا عمل ہے اور نہ اس سے مستنبط ہے۔

ابراہیم بن ادھم رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ جو شخص اس بات کو پسند کرتا ہے کہ لوگ اس کو اچھا کہیں وہ نہ متقی ہے اور نہ بااخلاص۔

نیتِ صالحہ میں ریا کو دخل نہیں | عکرمہ رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اکثر نیک نیت کی  
 کہو کیونکہ ریا نیت میں داخل نہیں ہوتی۔ عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے  
 ہیں کہ انسان کے اسلام میں داخل ہونے کے بعد فروع اسلام میں علیحدہ نیت کی  
 ضرورت نہیں رہتی۔ ابوسلیمان دارانی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ہوسن اعمال اسلام  
 میں سے جو عمل بھی کرے اس میں نیت نہ کرنے سے کوئی حرج نہیں کیونکہ اس کو  
 نیتِ اسلام ہی کافی ہے (میں کہتا ہوں) اس قول میں حنفیہ کی تائید ہے۔

نعم بن حماد رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے ہمارے لئے پشت پر کڑوں کی بارکھانا  
 نیتِ صالحہ سے زیادہ آسان ہے۔ منصور بن معتمر اور ثابت بنانی رحمہما اللہ تعالیٰ  
 فرماتے تھے ہم نے علم حاصل کیا لیکن اس وقت ہماری کچھ نیت نہ تھی۔ پس اللہ تعالیٰ  
 نے اس کے بعد ہمیں نیک نیت عطا کی کیونکہ علم صاحبِ علم کو اخلاص کی ترغیب دیتا  
 ہے پس وہ علم کو تلاش کرنے لگتا ہے حتیٰ کہ اسے حاصل کر لیتا ہے۔ حسن بصری رحمہ اللہ  
 تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اہل جنت کا نیت میں اور اہل دوزخ کا دوزخ میں دخول تو اعمال کی  
 بنا پر ہوگا اور ان میں خلوص نیتوں کی بنا پر۔

ابوداؤد طیالسی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ عالم حبیب کوئی کتاب لکھے تو  
 اسے مناسب ہے کہ اس سے نصرتِ دین کا قصد کرے نہ کہ حسنِ تالیف کے سبب اپنے  
 جمعہ وں میں تعریف کا طالب ہو۔

قدریت میں آیا ہے کہ جس عمل کو میں منظور کروں وہ اگرچہ ٹھوڑا ہو بہت ہے  
 اور جسے میں رد کروں وہ اگرچہ کثیر ہو مگر ٹھوڑا ہے۔ فضیل بن عیاض رحمہ اللہ تعالیٰ  
 فرماتے ہیں حبیبِ اسمعیل اور غنیمت بن علیہما الصلوٰۃ والسلام جیسے سادہ خن سے بھی ان کے  
 صدق کے متعلق سوال ہوگا تو ہم ایسے بھوٹوں کا کیا حال ہوگا۔ ایک دفعہ وادِ طائی  
 نے اٹا لباس پہنا تو لوگوں نے انہیں کہا اسے بدل کیوں نہیں دیتے۔ انہوں نے فرمایا



میں نے خدا کے لئے پہنا ہے اس لئے میں اسے نہیں بدلتا۔

حضرت علی کا قول | امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ریاکار کی تین علامتیں ہیں۔ اول جب اکیلا ہو تو سستی کرے اور نوافل بیٹھ کر ادا کرے۔ دوم جب لوگوں میں ہو تو خوش ہو۔ سوم جب لوگ اس کی تعریف کریں تو زیادہ عمل میں مشغول ہوا اور سب مذمت کریں تو اس میں کمی کر دے۔

سفیان ثوری رحمہ اللہ فرماتے ہیں میرا جو عمل ظاہر ہو جائے میں اس کو کچھ شمار نہیں کرتا، کیونکہ جب لوگ دیکھ لیں تو ہم ایسوں سے اخلاص نہیں ہو سکتا۔ ابراہیم تیمی رحمہ اللہ تعالیٰ نے نوجوانوں کا سا لباس پہنا کرتے تھے اس لئے کہ ان کے دوستوں کے سوا انہیں کوئی علماء میں شمار نہیں کرتا تھا۔ آپ فرمایا کرتے کہ غلص وہ ہے جو اپنی نیکیوں کو اس طرح مخفی رکھے جس طرح اپنی برائیوں کو مخفی رکھتا ہے۔

علماء کے آداب | سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ایسے عالم بہت کم ہیں جن کا حلقہ درس بڑا ہوا اور وہ عجب سے بچے رہیں۔ حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ طاؤس علیہ الرحمۃ کے پاس سے گزرے۔ اس وقت وہ حرم میں بیٹھے ہوئے ایک بڑے حلقہ میں حدیث کی املا کر رہے تھے۔ حسن بصری ان کے قریب گئے اور ان کے کان میں کہا اگر تجھے اپنی یہ حالت پسند آتی ہے تو اس مجلس سے اٹھ کھڑا ہو۔ طاؤس فوراً اٹھ کھڑے ہوئے۔

ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ تعالیٰ کا بشر حافی علیہ الرحمۃ کے حلقہ درس پر گزر ہوا تو آپ نے ان کے حلقہ کو بڑا دیکھ کر برا سمجھا اور فرمایا اگر یہ حلقہ کسی صحابی کا ہوتا تو ان کو بھی خود پسندی کا خوف ہوتا۔ سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالیٰ اپنے درس میں تین آدمیوں سے زیادہ کسی کو نہ بیٹھتے دیتے۔ ایک دن اس بار سے عین غفلت کی تو کیا دیکھتے ہیں کہ حلقہ بہت بڑا ہو گیا ہے۔ وہ گھبرا کر اٹھ کھڑے ہوئے اور فرمانے

لگے افسوس ہم اپنی لاعلمی میں باخوذ ہو گئے، واللہ اگر امیر المؤمنین عمر رضی اللہ عنہ مجھ  
ایسے شخص کو ایسی مجلس میں بیٹھا دیکھتے تو فوراً اٹھا دیتے اور فرماتے تیرے جیسا شخص  
اس قابل نہیں ہے۔ نیز ان کا قاعدہ تھا کہ جب حدیث کی املا کو بیٹھتے تو موعوب اور  
خوفزدہ ہو کر بیٹھتے، اگر سر پر سے بادل گزرتا تو ساکت ہو جاتے حتیٰ کہ وہ گزر جاتا  
اور فرماتے میں ڈرتا ہوں کہ اس میں پتھر ہوں جو ہم پر پھینکے جائیں۔

ایک دفعہ ایک شخص اہل بیت رحمہ اللہ تعالیٰ کے حلقہ میں ہنسا۔ انہوں نے  
اسے جھڑکا اور نکال دیا اور فرمایا تو علم حاصل کر رہا ہے جس کا اللہ تعالیٰ نے تجھ کو  
حکم دیا ہے اور ہنستا ہے۔ پھر انہوں نے اس سے دو ماہ تک کلام نہ کیا۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے تھے اگر کلام اللہ میں یہ آیت نہ ہوتی۔ رات  
الَّذِينَ يَكْتُمُونَ مَا أَنزَلْنَا مِنَ الْبَيِّنَاتِ وَالْهُدَىٰ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ  
بَيِّنَةٌ لِلنَّاسِ فِي الْكِتَابِ أُولَٰئِكَ يَلْعَنُهُمُ اللَّهُ وَيَلْعَنُهُمُ اللَّعْنُونَ  
وہ لوگ جو ہمارے واضح احکام اور ہدایت کی باتوں کو چھپاتے ہیں جن کو ہم نے نازل کیا ہے بعد  
اس کے کہ ہم ان کو کتاب میں عام لوگوں پر ظاہر کر چکے ہوں وہی لوگ ہیں جن پر اللہ تعالیٰ  
لعنت کرتا ہے اور لعنت کرنے والے بھی ان پر لعنت کرتے ہیں تو میں تمہیں کبھی حدیث  
نہ سناتا۔

سفیان ثوری رضی اللہ عنہ جب حدیث پڑھتا تھا چوڑا دیا تو لوگوں نے ان  
سے اس کے متعلق عرض کی۔ انہوں نے فرمایا بخدا اگر مجھے معلوم ہوتا کہ تم میں سے  
کوئی محض اللہ تعالیٰ کے لئے علم حاصل کرتا ہے تو میں خود اس کے گھر جاتا اور  
اسے آنے کی تکلیف نہ دیتا، ایک مرتبہ کسی نے سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ تعالیٰ سے  
کہا کہ آپ مسند درس پر بیٹھ کر یہ حدیث کیوں نہیں سناتے، تو فرمایا واللہ میں تم  
میں سے کسی کو بھی حدیث سننے کا اہل نہیں سمجھتا اور نہ اپنے کو اس کا اہل پاتا ہوں۔



میری اور تمہاری مثال ایسی ہے جیسے کسی نے کہا ہے اقتضوا فاصطحوا یعنی پہلے  
سب کے سب ذلیل ہوئے اور پھر آپس میں اتفاق کر لیا۔

عالم حکیم رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: مساجد میں وہی شخص پڑھنے کو بیٹھا ہے  
جو دنیا اکٹھی کرنا چاہے یا جو اپنے فرائض سے ناواقف ہو۔ عید اللہ بن عباس  
رضی اللہ عنہ جب تفسیر قرآن سے فارغ ہوتے تو باوجود اس قدر علم و فضل کے  
فرماتے کہ اس مجلس کو استغفار سے ختم کرو۔

شہاد بن حکیم رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ جس شخص میں یہ تین صفات ہوں  
وہ لوگوں کو پڑھانے بیٹھے ورنہ یہ کام نہ کرے۔ اول وہ لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی نعمتیں  
یاد دلاتے تاکہ وہ اللہ کا شکر کریں، دوم ان کو گناہ یاد دلائے تاکہ وہ توبہ کریں  
سوم شیطان کی دشمنی یاد دلائے تاکہ لوگ اس سے بچیں۔

ابن وہب رحمۃ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں نے امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ  
سے راسخین فی العلم کے متعلق دریافت کیا کہ وہ کون لوگ ہیں۔ انہوں نے فرمایا  
کہ وہ علم باعمل ہیں اور علم سے بڑھ کر کوئی شے معزز نہیں کیونکہ صاحب علم بادشاہوں  
پر بھی حکمرانی کرتا ہے۔

ابن مبارک رحمہ اللہ تعالیٰ سے سوال ہوا کہ آپ کے خیال میں نیک کون  
ہیں؟ انہوں نے فرمایا کہ عامل و مخلص عالم۔ نیز سوال ہوا کہ بادشاہ کون ہیں؟ انہوں  
نے فرمایا کہ جو دنیا میں زاہد ہوں۔ پھر سوال ہوا کہ رفیل کون ہیں؟ انہوں نے فرمایا  
کہ جو اپنے علم و عمل اور دین سے دنیا کماتے ہیں۔ جن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے  
ہیں کہ علماء زمانوں کے چراغ ہیں۔ پس ہر عالم اپنے زمانے کا چراغ ہے کہ اس  
کے علم سے اس کے اہل عصر روشنی لیتے ہیں اور اگر عالم نہ ہوتے تو لوگ بہل و  
کے ماتم ہوتے۔

سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے علم سے متعلق سوالات کرنا اور اس پر عمل کرنا علم کی زندگی کا باعث ہے اور ان دونوں چیزوں کو ترک کرنا اس کی موت ہے۔

عکرمہ رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ علم اس کو سکھاؤ جو اس کا حق ادا کرے۔  
لوگوں نے پوچھا کہ اس کا کیا حق ہے؟ انہوں نے فرمایا کہ عالم علم کو اس شخص کے سپرد کرے جو اس پر عمل کرے۔

سالم بن ابی الجعد رحمہ اللہ تعالیٰ فرمایا کرتے تھے کہ مجھے میرے مالک نے صرف تین سو درہم میں خریدا تھا۔ پھر میں تحصیل علم میں مشغول ہوا تو ابھی ایک سال بھی نہ گزرا تھا کہ بادشاہ وقت میری ملاقات کو آیا اور میں نے اس کے لئے دروازہ نہ کھولا۔

شعبی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ علماء کے آداب یہ ہیں کہ جو پڑھیں اس پر عمل کریں اور جب عمل کرنے لگیں تو لوگوں کو ملنے سے رک جائیں گے، جب لوگوں سے رک گئے تو مفقود ہو جائیں گے، جب مفقود سمجھے گئے تو تلاش کئے جائیں گے اور جب تلاش کئے گئے تو اپنے دین پر فتنوں کے خوف سے بھاگ جائیں گے۔

حدیث شریف میں آیا ہے کہ قیامت میں سب سے زیادہ عذاب اس عالم کو ہوگا جس کو اللہ نے اس کے علم سے نفع نہیں پہنچایا۔ نیز حدیث میں آیا ہے کہ عنقریب ایک زمانہ آئے گا کہ اس میں تمام عابد جاہل ہوں گے اور تمام عالم فاسق۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ جو شخص مشکلات میں بے توقف رہے اس کی مثال فتوے دینا ہے اس نے اپنے آپ کو دوزخ میں ڈالنا چاہا۔ نیز فرماتے تھے کہ جو شخص لوگوں کے ہر سوال کا جواب دے وہ دیوانہ ہے۔

حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے تم ان لوگوں کی طرح نہ ہو جو علم



تو علماء کا سا حاصل کہتے ہیں اور کام جاہلوں جیسے کہتے ہیں۔ مردی ہے کہ عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمایا کرتے تھے کہ علوم تو کثیر ہیں لیکن سب علم نافع نہیں ہوتے اور علماء بھی بے شمار ہیں مگر سب ہدایت یافتہ نہیں ہوتے۔ ابراہیم بن عتبہ رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ قیامت کے روز سب سے زیادہ ندامت اس شخص کو ہوگی جو لوگوں میں علم کے باعث بڑا بنتا ہے۔

سے امیر المومنین عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے کہ اس اُمت پر مجھے سب سے زیادہ خوف اس شخص سے ہے جو زبان کا عالم ہو اور دل کا جاہل۔ سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ علم عمل کو پکارتا ہے اگر وہ آگیا تو بہتر ورنہ خود رجسٹ ہو جاتا ہے۔ عبد اللہ بن مبارک رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ آدمی اس وقت تک عالم رہتا ہے جب تک اسے یہ خیال ہو کہ شہر میں اس سے بڑھ کر اور عالم ہیں اور جب اسے یہ خیال ہو کہ میں ہی سب سے بڑا عالم ہوں اس وقت وہ جاہل ہو جاتا ہے۔

دنیا طلب عالم ذیل ہوتا ہے۔ افضل بن عیاض رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ جب میں دنیا کو کسی عالم کے ساتھ کھیلتے دیکھتا ہوں تو مجھے رونا آتا ہے۔ اگر قرآن اور حدیث والے دنیا کی بے رغبتی پر صابر ہوں تو لوگ انہیں ذلیل نہ جانیں افسوس ہے اس بات پر کہ کوئی کہے کہ فلاں عالم یا عابد فلاں تاجروں کے خرچ سے حج کو گیا۔ یحییٰ بن معاذ رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ عالم حب دنیا کا طالب ہو تو اس کا رعب جاتا رہتا ہے۔

حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ علماء کی سزا یہ ہے کہ ان کے دل مردہ ہو جاتے ہیں اور دل کی موت عمل آخرت کے ذریعے دنیا طلب کر لے ہوتی ہے کہ وہ اس کے ذریعے اہل دنیا کا تقرب چاہتے ہیں۔

سید بن مسیب رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ جب تم کسی عالم کو امر اور  
کئے و ازوں پر جاتا دیکھو تو سمجھ لو کہ وہ چور ہے۔ اور اعلیٰ رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے  
ہیں اللہ کے نزدیک امرائے کے پاس جانے والے عالم سے بڑھ کر کوئی بڑا نہیں۔  
پھر اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں جس شخص نے قرآن پڑھا اور دین میں فقیر بھی حاصل  
کیا پھر وہ کسی امیر کے پاس ضروری حاجت کے بغیر جائے تو وہ اپنے قدموں  
کے مقدار جہنم میں داخل ہوا۔

مالک بن دینار رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے میں نے کسی آسمانی کتاب میں  
پڑھا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جو عالم اپنے علم سے دنیا طلب کرے اس کی  
ادنیٰ سزا یہ ہے کہ میں اس کو اپنی مناجات کی لذت سے محروم کر دیتا ہوں۔  
امیر المومنین عمرو بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں جب کسی عالم کو  
دیکھو کہ وہ دنیا سے محبت رکھتا ہے تو اس کو دین میں متہم سمجھو کیونکہ کوئی شخص جس  
چیز کا محبت ہے اسی میں گم ہوتا ہے۔

حسن بصری کا قول احسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں تعجب ہے کہ زبانیں باہیں  
بناتی ہیں اور دل ان کو جانتے ہیں اور اعمال ان کی مخالفت کرتے ہیں۔ حاتم اعم  
رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ قیامت کے روز سب سے بڑھ کر بد نصیب وہ  
عالم ہوگا جس کے علم پر لوگ تو عمل کریں مگر وہ خود اس پر عامل نہ ہو۔ ابراہیم تیمی  
رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں میں نے اپنے اعمال و اقوال کا مقابلہ کیا تو عمل کو قول  
کی تکذیب کرتے دیکھا۔

ابراہیم بن ادیم رحمہ اللہ تعالیٰ فرمایا کرتے تھے کہ ہم نے اپنے کلام کو تو  
ایسا صاف اور درست کیا ہے کہ اس میں کبھی غلطی نہیں کرتے اور عمل میں ایسے  
خطا کار ہو گئے ہیں کہ کبھی اس کی اصلاح نہیں کرتے۔ اور اعلیٰ رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے



تھے کہ جب الفاظ میں آراستگی آگئی تو قاری اور سامع سے خشوع جاتا رہتا ہے۔  
 سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام  
 نے فرمایا جو شخص علم سیکھے اور اس پر عمل نہ کرے اس کی مثال اس عورت کی سی  
 ہے جس نے خفیہ زنا کیا، پھر اس کو درود شروع ہوا تو رخصوا ہوئی۔ یہی کیفیت  
 عالم بے عمل کی ہوگی۔ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کو لوگوں کے سامنے رخصوا  
 کرے گا۔

حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے  
 فرمایا کہ جب شیطان تمہارے پاس نماز کی حالت میں آکر کہے کہ تو ریاکار ہے  
 تو تم اپنی نماز کو زیادہ طول دے دو فضیل بن عیاض رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے  
 تھے کہ لوگوں کی خاطر عمل کرنا ریا اور لوگوں کی وجہ سے اس کا چھوڑنا شرک ہے  
 اخلاص یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ تم کو ان دونوں سے نجات دے (میں کہتا ہوں لوگوں  
 کی وجہ سے عمل ترک کرنے کے معنی یہ ہیں کہ عمل کرنے کی رغبت نہ ہو مگر ایسے  
 عمل میں جہاں کوئی تعریف کرنے والا ہو اور جہاں کوئی تعریف کرنے والا نہ ہو وہاں  
 عمل ترک کر دے اور کاہلی اختیار کرے۔

بشر حافی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ ہم ایسوں کو مناسب نہیں کہ اپنے  
 نیک اعمال سے بھی کچھ ظاہر کریں، تو ان اعمال کی کیا حالت ہوگی جن میں ریا داخل  
 ہو چکی ہے پس ہمارے لئے تو اعمال کا اخفا ہی مناسب ہے۔ ہم نے سنا ہے کہ  
 حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے حواریوں سے فرمایا کرتے تھے جب تم روزہ دا  
 ہو تو اپنی ڈاڑھی، سر اور ہونٹوں پر تیل مل لیا کرو تاکہ لوگ یہ نہ سمجھیں کہ تم  
 روزہ دار ہو۔

فضیل بن عیاض رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ علم و عمل وہی بہتر ہے جو

لوگوں سے پوشیدہ ہو۔ مگر یہ رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ میں نے اُس شخص سے زیادہ بیوقوف کوئی نہیں دیکھا جو اپنی برائی جانتا ہو اور پھر یہ خواہش کرے کہ لوگ اس کے علم اور نیکی کی تعریف کریں، یہ امر ضروری ہے کہ مسلمانوں کے دل ان کی اندرونی برائی سے مطلع ہوں، اور وہ اس شخص کے مانند ہے جو کانٹوں والا درخت بوٹے اور خواہش کرے کہ اس پر کھجوریں لگیں۔

قنادہ رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ جب عالم اپنے علم و عمل میں ریا کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ ملائکہ علیہم السلام سے فرماتا ہے کہ دیکھو یہ شخص میرے ساتھ مسخری کرتا ہے اور مجھ سے ڈرتا نہیں حالانکہ میں صاحبِ عظمت و جبروت ہوں۔ امیر المومنین عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ جب کسی شخص کو نماز میں گردن جھکائے دیکھتے تو اس کو درے لگاتے اور فرماتے تیرا بھلا ہو خشوع تو دل میں ہوتا ہے! ابو امامہ رضی اللہ عنہ ایک روز کسی شخص کے پاس سے گزرے جو سجدہ میں رو رہا تھا تو فرمانے لگے کیا یہی اچھا ہوتا اگر تو گھر میں ہوتا جہاں تجھے کوئی نہ دیکھتا۔ فضیل بن عیاض رحمہ اللہ تعالیٰ فرمایا کرتے تھے اگر تم کسی ریاکار کو دیکھنا چاہو تو مجھ دیکھو۔ ابواہیم بن ادہم رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ میں ایک پتھر کے پاس سے گزرا، اس پر لکھا تھا تو اپنے علم کے مطابق عمل نہیں کرتا پھر زیادہ علم کیوں طلب کرتا ہے۔

یوسف بن اسباط رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام میں سے ایک نبی کی طرف وحی فرمائی کہ اپنی قوم سے کہہ دو کہ وہ اپنے اعمال پر شیدہ رکھے اور میں ان کو ظاہر کروں گا ابو عبد الرحمن زاہد اپنے نفس کو بہت ملامت کیا کرتے اور مناجات میں کہا کرتے تھے مجھ سے زیادہ برا کون ہوگا۔ میں تیرے بندوں کے ساتھ ظاہر میں ایسا نڈاری کے ساتھ معاملہ



کرتا ہوں لیکن باطن میں تیرے ساتھ خیانت کرتا ہوں۔

فضیل بن عیاضؒ فرماتے تھے کہ جو کوئی مجھے ایسا عابد بتلائے جو رات کو بہت سوتا ہو اور دن کو بہت رونے رکھتا ہو تو میں اسے دعا دوں گا۔ میمون بن ہیران رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ یا مٹی خوبی کے بغیر ظاہر کو عمدہ بنانا اس پاخانہ کے مشابہ ہے جس کی دیواریں خوب آراستہ ہوں۔

ریاکار عالم کی علامت | فضیل بن عیاض رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ اگر حصول علم نیک نیت سے ہو تو اس سے بڑھ کر کوئی عمل نہیں لیکن لوگ علم کو عمل کے لئے نہیں پڑھتے بلکہ اس کو دین کے شکار کا جال بناتے ہیں۔

ایک دن سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالیٰ فضیل بن عیاضؒ کے پاس گئے اور کہنے لگے اے ابو علی! مجھے کچھ نصیحت کیجئے۔ فضیلؒ نے کہا اے علامہ کے گروہ! میں تمہیں کیا نصیحت کروں، تم لوگ چراغ تھے اور شہروں میں تمہاری روشنی تھی مگر اب تم سہرا سہرا تاریکی ہو گئے ہو۔ پہلے تم ستارے تھے کہ لوگ ظلماتِ جہل میں تمہارے فریضے راستہ پاتے تھے مگر اب تم خود گمراہ ہو گئے ہو، تم حکام کے دروازوں پر جاتے ہو، ان کے فرشوں پر بیٹھتے ہو، ان کے کھانے کھاتے ہو اور ان سے تحفہ لیتے ہو۔ پھر مسجد میں آ بیٹھتے ہو اور کہتے ہو کہ فلاں بن فلاں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فلاں فلاں روایت نقل کی ہے۔ بخدا علم ان باتوں کے لئے حاصل نہیں کیا جاتا۔ مروی ہے کہ سفیان ثوریؒ یہ سن کر اتنے روئے کہ ہچکی بندھ گئی۔ پھر اٹھ کر چلے گئے۔

فضیل بن عیاض رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اگر تم کسی عالم یا عابد کو دیکھو کہ وہ امیروں یا دنیا داروں کے یہاں اپنی صلاحیت کا ذکر سن کر خوش ہوتا ہے تو سمجھ لو کہ وہ ریاکار ہے۔

سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ جب تم کسی طالب علم کو دیکھو کہ جس قدر وہ علم میں ترقی کرتا جاتا ہے اسی قدر اس میں دنیا اور خواہشات دنیا کی رغبت زیادہ ہوتی جاتی ہے تو اسے علم نہ سکھاؤ کیونکہ تم بھی اس کو تعلیم دینے کے باعث اس کے دوزخ میں جانے میں اعانت کرتے ہو۔

کعب احبار رضی اللہ عنہ فرماتے تھے، عنقریب لوگوں پر ایک زمانہ آئے گا کہ جاہل علم سیکھیں گے اور پھر اس سے امرا کے قرب پر فخر کریں گے جیسے عورتیں آپس میں مردوں کی بنا پر فخر کرتی ہیں پس ان لوگوں کو علم سے یہی حصہ ملنا ہے۔ صالح المرسی رحمہ اللہ فرماتے تھے جو شخص اپنے علم میں اخلاص کا مدعی ہو اسے چاہیے کہ لوگ جب اسے جاہل اور ریاکار کہیں تو وہ اپنے نفس کی طرف متوجہ ہو۔ اگر ایسا کرنے سے اس کا دل خوش ہو تو وہ سچا ہے اور اگر وہ تنگ دل ہو تو ریاکار ہے۔ نیز وہ فرماتے تھے کہ دنیا دار عالم کے پاس بیٹھنے سے بچو کیونکہ وہ تمہیں اپنے کلام کی بناوٹ سے اور خود عمل کے بغیر علم اور اہل علم کی درجہ کے قریب دے گا۔

فضیل بن عیاض رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ ریاکار عالم کی علامت یہ ہے کہ اس کا علم تو پہاڑ کی طرح ہو گا اور عمل ذرہ کے برابر۔ نیز فرماتے تھے اگر عالم اپنے علم پر عمل کرے تو اس کی تلخی معلوم ہو اور پھر کبھی خوش نہ ہو کیونکہ یہ سداً تکلیف ہے، جتنا وہ علم میں ترقی کرتا ہے اتنا ہی تکلیف میں اضافہ ہوتا ہے، لہذا عالم کو مناسب نہیں کہ وہ اپنے علم پر خوشی کا اظہار کرے مگر یکھرا ط سے گزر جائے کے بعد۔

علم خود عمل کی غرض سے طلب کرو | سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ علم کو عمل کی غرض سے طلب کرو۔ اکثر لوگ اس میں غلطی کرتے ہیں اور خیال کرتے



ہیں کہ بغیر عمل کے صرف علم ہی سے نجات ہوگی۔ اگر یہ خیال صحیح ہو تو وہ آیات اور احادیث کیا ہوں گی جو عالم بے عمل کے بارے میں وارد ہوئی ہیں۔ سزا و العذاب مصری رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ ہم نے ایسے لوگ دیکھے ہیں کہ جس قدر وہ علم میں ترقی کرتے اسی قدر دنیا سے بے رغبت ہو جاتے اور دنیاوی متاع و سامان کم کرتے تھے، لیکن آج کل ہم ایسے لوگ دیکھتے ہیں کہ وہ جس قدر علم میں ترقی کرتے ہیں اسی قدر ان میں دنیا کی رغبت بھی بڑھتی ہے، اور عمدہ لباس، خوراک، مکان، نکاح، سواری اور خدام وغیرہ میں بھی کثرت چاہتے ہیں۔

سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ قرآن پڑھنے والا اس پر کیونکر عامل ہو سکتا ہے جب کہ وہ رات کو سوتا ہے اور دن میں روزہ نہیں رکھتا اور حرام و مشتبہ مال کھاتا ہے۔

عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ اگر قاری لوگ زندہ ہوتے تو اپنے شکموں میں حرام کھانے سے آگ کی تکلیف محسوس کرتے، لیکن وہ تو مردہ ہیں جو مردار اور آگ کھاتے پھرتے ہیں۔

منصور بن معتمر رحمہ اللہ تعالیٰ اپنے زمانہ کے علماء کو مخاطب کر کے کہتے کہ تم عالم نہیں ہو بلکہ تم تو علم کا مزہ لینے والے ہو کہ کسی سے مسائل سن کر لوگوں کو سنتے ہو۔ اگر تم اپنے علم پر عمل کرتے تو اس کی تلخی اور تکلیف کا مزہ چکھتے اور تمہارا علم تمہیں پرہیزگاری پر براہِ گنجشہ کرتا یہاں تک کہ تمہیں کھانے کو ایک روٹی بھی نہ ملتی۔ ربیع بن خثیم رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ عالم کے لئے ریاضت کی جائزہ ہے جب کہ وہ جانتا ہے کہ یہ اسے غیر اللہ کے لئے علم سکھاتی ہے اور عمل کو اس کی جڑ سے ضائع کر دیتی ہے، پس جو چیز عمل کو ضائع کرنے والی ہے اس کو بے کر لوگوں میں کیسے فخر کر سکتا ہے۔

امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ کے پاس اگر ان کی لاعلمی میں کوئی حاکم آتا اور وہ مدرسہ اشرفیہ یا جامع بنی اعیہ میں درس دیتے ہوئے تو اس کے آنے سے مکڑ ہوتے، اور اگر ان کو معلوم ہو جاتا کہ درس کے دن کوئی رئیس ان کی ملاقات کو آئے گا تو وہ اس روز اس خوف سے درس موقوف کر دیتے کہ وہ امیر ان کو کسی بڑے علقے میں بیٹھا ہوا نہ دیکھ لے، اور فرماتے کہ غصہ کی علامت یہ ہے کہ اگر لوگوں کو اس کے عمل کی خوبیاں معلوم ہوں تو وہ ایسے مکڑ ہو جیسے کہ برائی معلوم ہونے پر مکڑ رہتا ہے کیونکہ اس پر نفس کا خوش ہونا معصیت ہے اور ایسا اوقات ریا اکثر مغاصی سے بدتر ہوتی ہے۔

حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ اس زمانے میں تم عالم کو حلال سے بھی پیٹ بھر کر کھانا بڑا ہے پھر جو حرام سے سیر ہو کر کھاتا ہے اس کا کیا حال ہوگا۔ خدا کی قسم اگر میں ایک لقمہ کھاؤں اور وہ میرے پیٹ میں اینٹ بن جائے تو مجھے مرنے تک کافی ہے کیونکہ مشہور ہے کہ اینٹ پانی میں تین سو سال سے زیادہ تک باقی رہتی ہے۔ نیز فرماتے تھے کہ علماء کی پرہیزگاری شہوات کو چھوڑنا ہے کیونکہ عالم ظاہری گناہ تو اس خوف سے چھوڑتے ہیں کہ لوگوں کے دلوں سے ان کی تعظیم نہ جاتی رہے اور فرماتے تھے میں نے سنا ہے کہ آخر زمانہ میں ایسے لوگ ہوں گے جو غیر اللہ کے لئے علم حاصل کریں گے اور اس میں خدا تلے کی یہ حکمت ہوگی کہ علم معدوم نہ ہو جائے، اور پھر ایسے لوگوں کے لئے قیامت میں وبال ہوگا (میں کہتا ہوں) اس بات کی تائید اس حدیث سے ہوتی ہے **ہکرات اللہ یوید صف السدین بالوجل الفاجر اللہ تعالیٰ اس** دین کی امداد کسی فاجر شخص سے بھی کرتا ہے) واللہ اعلم۔

بکر بن عبد اللہ مزی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ علم میں ریا کار کی



علامت یہ ہے کہ وہ لوگوں کو علم کی ترغیب دے اور اس کے فضائل بتا دے  
لیکن اگر کوئی شخص اس سے اس کے ہمعصروں میں سے کسی سے پڑھنے کا مشورہ دے  
تو وہ اسے پوری پوری توغیب نہ دے۔

عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں آج کل کے علماء پر حرم  
اور شنبہ مال کے کھانے کی عادت غالب آگئی ہے یہاں تک کہ وہ محض شکم پروری  
اور شہوت رانی میں مستغرق ہیں اور انہوں نے اپنے علم کو جال بنا رکھا ہے جس  
کے ساتھ دنیا کا شکار کرتے ہیں۔

فضیل بن عیاض رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ اگر قرآن اور حدیث کے  
عالموں میں خرابی نہ آجاتی تو یہ تمام لوگوں سے اچھے ہوتے لیکن انہوں نے علم  
کو حرفہ اور ذریعہ معاش بنا رکھا ہے اور اس لئے وہ زمین و آسمان میں ذلیل  
ہو چکے ہیں۔

بشر حافی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ عاقل کی عقلندی یہ ہے کہ وہ علم  
کی ترقی کا اس وقت خواہشمند ہو جب کہ وہ اس علم پر جو وہ جانتا ہے پورا عمل  
کر چکے اس وقت اور علم سکھے تاکہ اس پر عمل کرے۔ شیخی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے  
تھے کہ علم کو طلب کرنے پر جتنی کہ تم روئے مگو کیونکہ وہ سب اللہ تعالیٰ  
کے نزدیک تم پر حجت ہے۔ مروی ہے کہ جب بشر حافی رحمہ اللہ تعالیٰ نے  
اطلائے حدیث کو ترک کر دیا تو لوگوں نے کہا تم قیامت کے روز خدا کو کیا جواب  
دو گے؟ انہوں نے کہا میں عرض کروں گا کہ اے اللہ تو نے اس میں اخلاص  
کا حکم دیا تھا لیکن میں نے اپنے نفس میں اخلاص نہ پایا۔

سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ اگر تم کسی طالب علم کو دیکھو  
کہ عمل کے بغیر علم میں ترقی چاہتا ہے تو اسے تعلیم نہ دو کیونکہ جو شخص علم پر عملی

نہیں ہوتا اس کی مثال اندرائش کے پھیل کی طرح ہے کہ جوں جوں وہ پانی سے  
سیراب ہوتا ہے اتنا ہی تلخی میں بڑھتا جاتا ہے وہ فرماتے تھے اگر کسی طالب علم  
کو دیکھو کہ اپنے کھانے پینے اور پہننے وغیرہ میں حرام حلال ملائے جاتا ہے  
اور پرہیز نہیں کرتا تو اس سے ہمت پڑھاؤ تاکہ قیامت میں اس کی پرہیزگاری کی  
تحقیق ہو۔

حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ اگر کوئی شخص تمام علم پڑھ لے  
اور عبادت میں مشغول ہو جائے کہ وہ ستون یا خشک شکیزہ کی طرح ہو جائے لیکن اس  
بات کی تحقیق نہ کرے کہ اس کے پیٹ میں جو کچھ جاتا ہے وہ حرام ہے یا حلال  
تو اللہ کے نزدیک اس کی کوئی عبادت قبول نہ ہوگی۔

بشر عافی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ بخدا ہم نے ایسے لوگ دیکھے  
ہیں جو اس وقت تک کسی شخص کو نہ پڑھاتے جب تک کہ اس سے کئی سال تک  
ریاضت نہ کر لیتے اور ان کو ان کی نیک نیتی معلوم نہ ہو جاتی۔ عبد الرحمن بن  
قاسم رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں نے امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کی بیس  
سال تک خدمت کی، ان میں سے اٹھارہ سال تو آداب کی تعلیم میں صرف  
ہوئے اور دو سال علم کی تعلیم میں رکاش میں اپنی طالب علمی کی تمام عمر آداب کی  
تعلیم ہی میں صرف کرتا۔

امام ربیعہ کے اقوال | امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ علم کثرت روایت  
کا نام نہیں بلکہ علم وہ ہے جو صاحب علم کو مفید ہو اور اس پر عامل ہو۔ امام شافعی  
رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ مجھے امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اسے  
محدث ائمہ اپنے عمل کو آٹا بناؤ اور اپنے علم کو نمک۔

عبد اللہ بن مبارک رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں جو شخص حامل قرآن ہو اور پھر



بھی اس کا دل دنیا کی طرف مائل ہو تو اس نے اللہ کی آیتوں کو کھیل تماشا بنایا۔  
جب حاملِ قرآن اپنے رب کی نافرمانی کرتا ہے تو قرآن اس کے اندر سے اس  
کو پکارتا ہے واللہ تو نے مجھے اس لئے یاد نہیں کیا تھا، میری نصیحت اور  
توبہ کیج کیا ہوئی؟ میرا حرفِ حق تجھے پکار کر کہتا ہے کہ اپنے رب کی نافرمانی  
نہ کر۔

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ جب کسی طالبِ علم کو شب بیداری کرتا  
نہ پاتے تو اس کے پڑھانے سے رک جاتے۔ ایک رات ابو جعفر ان کے یہاں  
شبِ باش ہوا تو امام احمدؒ نے رات کو وضو کرنے کے لئے اس کے پاس پانی  
رکھ دیا۔ پھر قیل از فجر اس کے پاس آئے اور دیکھا کہ وہ سویا ہوا ہے اور پانی  
اسی طرح پڑا ہے۔ انہوں نے اسے جگایا اور اس سے دریافت کیا اسے ابو جعفرؒ  
تو یہاں کیوں آیا ہے؟ اس نے جواب دیا اے امام! آپ سے علمِ حدیث حاصل کرنے  
کو۔ امام احمدؒ نے کہا تو علمِ حدیث کیونکر حاصل کرے گا جب کہ تو رات کو تہجد نہیں  
پڑھتا۔ پس جبر سے آیا ہے اُدھر کا راستہ ہے۔

امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ عالم کے لئے کوئی نیکساں عمل ایسے  
ہونے چاہئیں جو اس کے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان پردہِ راز میں ہوں کیونکہ جو  
علم یا عمل لوگوں کے سامنے ظاہر ہو جاتا ہے وہ آخرت میں بہت کم فائدہ دیتا  
ہے۔ کسی شخص کے مرنے کے بعد اس کو خواب میں یوں نہیں دیکھا کہ اس نے کہا  
ہو کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے علم کی بدولت بخش دیا، مگر شاذ و نادر کوئی ایسا ہوتا ہو۔  
امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کو ان کے انتقال کے بعد کسی نے خواب میں  
دیکھا تو ان سے پوچھا کہ آپ کا کیا حال ہے؟ انہوں نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے  
مجھے معاف کر دیا ہے۔ اس پر اس نے کہا کہ کیا علم کی وجہ سے؟ انہوں نے فرمایا

توبہ توبہ! علم کی توبہ سے شراکت اور آفات ہیں، اس کی وجہ سے بہت کم لوگ نجات پاتے ہیں۔

مردی ہے کہ حضرت جنید رحمہ اللہ تقاضے کو ان کے انتقال کے بعد کسی نے خواب میں دیکھا اور ان سے دریافت کیا کہ اللہ تقاضے نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا، انہوں نے فرمایا تمام اشارات اڑ گئے اور وہ عبا رات بھی فنا ہو گئیں۔ ہمیں کوئی چیز کام نہ آئی بجز ان چند رکعتوں کے جو ہم پچھلی رات میں پڑھا کرتے تھے۔ مردی ہے کہ کسی نے اباسمل صلوٰۃ کی رحمہ اللہ تقاضے کو ان کے انتقال کے بعد خواب میں دیکھا اور کہا اپنے علم کی سناؤ کیسے رہا، انہوں نے جواب دیا تمام دقائق علمی تو ذروں کی طرح ہوا میں اڑ گئے، صرف وہ مسائل کام آئے جو عام لوگوں نے ہم سے پوچھے تھے۔

پس اسے برادر اپنے علم و عمل میں غور کرو اور اگر تو اس میں کچھ ریایا خواہش شہرت پائے جس سے ینک علماء باعمل اور مخلصین منح کرتے ہیں تو اپنی حالت پر روء اور سب تعریف اللہ کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔





## ۵۔ جاہ طلب لوگوں سے ترک اختلاط

سلف صالحین رضی اللہ عنہم کے اخلاق میں سے ایک یہ ہے کہ ان کا جو دوست امراء سے میل جول رکھتا اور کسی ضرورت شرعیہ و مصلحت مثلاً ان کو امر بالمعروف و نہی عن المنکر پر قائم کرنے وغیرہ کے بغیر ان کے پاس آنے جانے لگتا تو اس سے قطع تعلیق کر لیتے، اور وہ ایسا کرنے میں اس حدیث پر عمل کرتے کہ دوزخ میں ایک وادی ہے جس کا نام بہہب ہے اور اس کو اللہ تعالیٰ نے جاہلوں اور انہماہن عالموں کے لئے تیار کر رکھا ہے جو ظالم حکام کے پاس آمد و رفت کرتے ہیں۔

حکم کے دل سے بے طمع | ایک روز والی بصرہ نے مالک بن دینار رحمہ اللہ تعالیٰ ہونا جماعت کا باعث ہے سے کہا۔ تجھے معلوم ہے کہ تجھے کس بات نے ہمارے سامنے سخت کلامی کی جرات دی اور ہمیں کس وجہ سے تیرے مقابلے کی طاقت نہیں۔ اس کا سبب تیرا ہمارے مال سے بے طمع ہونا اور اس سے بے رغبتی ہے ابن سماک رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ ایک دن میں والی بصرہ کے پاس گیا تو اس نے مجھے کہا اے ابن سماک! مجھے کچھ نصیحت کر۔ میں نے اسی سے کہا کہ تف سے تجھ پر اور ان پر بھی جنہوں نے تجھے لوگوں کے حقوق پر حاکم بنایا ہے کیونکہ اگر وہ نیک ہوتے تو دیر لوگ تم سے اس کے رہتے۔ محمد بن واسع رحمہ اللہ تعالیٰ قتیبہ بن مسلم کے پاس گئے اس وقت انہوں نے خوف کا کرتہ پہن رکھا تھا۔ قتیبہ نے دریافت کیا تم نے یہ کرتہ کیوں پہنا ہے۔ محمد خاموش ہو گئے۔ قتیبہ بولے

تعجب ہے میں گفتگو کرتا ہوں اور تم خاموش ہو۔ محمد یوسف اگر میں یوں کہوں کہ میں نے زہر کی وجہ سے پہتا رہے تو میں نے اپنے نفس کی تعریف کی، اور اگر میں مفلسی کا بہانہ بناؤں تو میں نے اپنے رب کا شکوہ کیا۔

بادشاہوں سے بے تعلقی | فضیل بن عیاض رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے رنجور اگر

ہارون رشید بھی مجھ سے میرے پاس آنے کی اجازت مانگے تو کبھی اجازت نہ دوں، ہاں اگر مجبور ہو جاؤں تو دوسری بات ہے۔ لیکن یہ کیسے فقرا میں جو خود بچہ واس کے پاس جاتے ہیں!

ایک دفعہ محمد بن ابراہیم والی مکہ نے خانہ کعبہ میں طواف کی حالت میں سفیان ثوریؒ کو سلام کیا۔ انہوں نے فرمایا تمہارا سلام کرنے سے کیا مطلب ہے؟ کیا اس غرض سے سلام کیا ہے کہ مجھے معلوم ہو جائے کہ تم طواف کر رہے ہو تو جیسے میں نے دیکھ لیا ہے!

فضیل بن عیاض رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ کسی شخص کو امر اور نہی کے پاس آنا جانا اور ان سے میل جول رکھنا زیبا نہیں، ہاں امیر المؤمنین عمرؓ کے خطاب رضی اللہ عنہ جیسا کہ امیر ہو تو مضائقہ نہیں، لیکن ہمارے جیسے لوگوں کو امر اور نہی کے پاس جانا مناسب نہیں اس سے کہ ہم ان کو بالمشافہ نصیحت نہیں کر سکتے اور نہ ان کے ظلم و تعدی اور ان کے حریری فرش اور پردوں وغیرہ کو برا کہہ سکتے ہیں۔

ایک دفعہ معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس کچھ تذکرہ پھڑا۔ احنف بن قیس رحمہ اللہ تعالیٰ بھی اس وقت موجود تھے۔ وہ خاموش رہے۔ اس پر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا اے احنف! تم کہیں نہیں بولتے؟ انہوں نے جواب دیا میں جھوٹے بولنے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہوں اور



سچ کہنے میں تیرا ڈر ہے اس لئے میں نے خاموشی ہی کو مناسب خیال کیا۔  
 اس غلق کے متعلق اور بحث متفرق مقامات پر آئے گی۔ اور  
 سب تعریف اللہ کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا  
 پروردگار ہے۔



## ۴۔ ترک نفاق

سلف صالحین رضی اللہ عنہم کے اخلاق میں سے جن کی پابندی کا ہم سب  
عہد لیا گیا ہے ایک یہ ہے کہ وہ نفاق کو بالکل ترک کر کے اس طرح عمل کرتے  
کہ نیکی میں ان کا ظاہر و باطن یکساں ہو جاتا۔ ان لوگوں میں سے کسی کا کوئی عمل  
ایسا نہ ہوتا جس کے باعث وہ آخرت میں ذلیل ہوں۔

منافق کون ہے؟ | عمر بن عبدالعزیز حبیب مدینہ شریف میں ابی العباس الخضر علیہ السلام  
سے ملے تو ان سے نصیحت کے طالب ہوئے۔ انہوں نے فرمایا اے عمر! اس  
بات سے بچتا رہ کہ تو ظاہر میں اللہ کا دوست معلوم ہو اور باطن میں اس کا  
دشمن ہو، کیونکہ جس کا ظاہر و باطن یکساں نہیں وہ منافق ہے اور منافق لوگ  
آگ کے سب سے نچلے طبقہ میں ہوں گے یہ سن کر عمر بن عبدالعزیز اس قدر  
روئے کہ آنسوؤں سے سالن کی ڈاڑھی تر ہو گئی۔

حدیث میں آیا ہے کہ آخر زمانہ میں ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو حیلہ گر  
ہوں گے یعنی آخرت کے عمل سے دنیا کمائیں گے یعنی دین سے دنیا۔ نرمی  
کے سبب ان کے لباس تو بھیڑوں کی کھالوں کے ہوں گے اور ان کی زبانیں شہد  
سے زیادہ بیٹھی ہوں گی لیکن ان کے دل بھیڑیوں کے دلوں کے مانند ہوں گے  
اللہ تعالیٰ فرمائے کیا وہ میرے متعلق دھوکے میں پڑے ہوئے ہیں یا مجھ پر  
جوڑات کر رہے ہیں؟ مجھے اپنی قسم ہے کہ میں ان میں ایسا فتنہ ڈالوں گا جو ان  
کے عقل کو متحیر کر دے گا۔



عہد بن ابی صفر رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ میں اس شخص کو نابھہ کرتا ہوں جس کی زبان اس کے فعل پر فضیلت رکھتے۔ عبد الواحد بن زید رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ حسن بصریؒ کو جو مرتبہ حاصل ہوا وہ اس لئے تھا کہ وہ جو کچھ لوگوں کو کہتے سب سے پہلے خود کرتے تھے اور جس بات سے ان کو روکنے سب سے بڑھ کر خود اس سے دور بھاگتے تھے۔ لوگ کہتے تھے ہم نے حسن بصریؒ سے بڑھ کر کوئی ایسا شخص نہیں دیکھا جس کا ظاہر و باطن یکساں ہو۔ معاویہ بن قرہ رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے میں دل کا رونا آنکھ کے رونے سے بہتر ہے۔ یحییٰ بن معاذ رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے دل ہاڈیوں کے مانند ہیں اور دل والوں کی زبانیں ان کی دوتیاں ہیں۔ پس تم اپنے افعال سے بھی اسی طرح خدا تعالیٰ کے بند سے بنو جیسا تم اپنے اقوال سے بندگانِ خدا دکھائی دیتے ہو۔ مردان بن محمد رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں میرے سامنے جس کسی آدمی کی تعریف کی گئی میں نے اس کو اس تعریف سے کمتر پایا یا مجز و کعب رحمہ اللہ تعالیٰ کے کہ میں نے ان کو تعریف سے بڑھ کر پایا۔ عتبہ بن عامر رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے جب انسان کے ظاہر و باطن میں مطابقت ہو جائے تو اللہ تعالیٰ فرشتوں کو فرماتا ہے کہ یہ واقعی میرا بندہ ہے۔

مخفی عمل سب اعمال | ابو عبد اللہ انطاکی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ سب اعمال سے افضل عمل ہے | میں افضل عمل مخفی گناہوں کا ترک کرنا ہے۔ کسی نے ان سے

پوچھا یہ کیونکر؟ انہوں نے فرمایا کہ حبیب آدمی مخفی گناہوں کو چھوڑے گا تو وہ ظاہر گناہوں کو بطریق اولیٰ ترک کر دے گا۔ جس شخص کا باطن ظاہر سے افضل ہے تو یہ بزرگی کی علامت ہے اور جس کا ظاہر و باطن یکساں ہے یہ عدل ہے اور جس کا ظاہر باطن سے افضل ہے تو یہ ظلم ہے۔ یوسف بن اسباط رحمہ اللہ تعالیٰ

فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام میں سے کسی نبی کی طرف  
وحی فرمائی کہ اپنی قوم کو سنا دو کہ اپنے اعمال میرے پاس مخفی بھیجیں میں  
انہیں ظاہر کر دوں گا۔ ایسا ہی مضمون پہلے ایک خنق میں گزر چکا ہے۔ ابو عبد الرحمن  
ناہد رحمہ اللہ تعالیٰ اپنی مناجات میں فرمایا کرتے انہوں میں سے لوگوں کے  
ساتھ امانت کا برتاؤ کیا اور اپنے رب عزوجل سے خیانت کا۔ اے کاش میرا  
طریق عمل اس کے برعکس ہوتا! پھر خوب روتے۔

ہاک بن دینار رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ جو شخص دوسرے لوگوں کو  
ایسے کام کے لئے کہے جن تک خود اس کا حال نہیں پہنچا تو وہ منافق ہے بجز اس  
صورت کے کہ کوئی خود اس سے اس امر کے متعلق دریافت کرے۔ اور فرماتے اس  
بات سے بچو کہ دن کو نیک اور رات کو شیطان بنو برا ہم تمہیں کا یہ قول پہلے گزرا  
چکے کہ میں نے سنا جو عمل بھی علم کے پیش کیا اس میں ہی نظر آیا کہ میں اپنے علم  
پر کار بند نہیں ہوں۔ عزام رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اپنی نیکیوں کے لئے  
مخفی ذخیرہ بناؤ جیسا کہ برائیوں کے لئے بناتے ہو۔ معاویہ بن قرق کا یہ قول۔ پہلے  
گزر چکا ہے کہ کوئی مجھے ایسا شخص دکھا سکتا ہے جو رات کو روتا ہو اور دن  
کو سنتا ہو، یعنی اس قسم کے لوگ بہت کم ہیں۔ ابو مسلم خولانی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے  
تھے اللہ تعالیٰ کا چہرہ پر بڑا احسان ہے کہ میں نے تیس سال کے عرصہ میں اپنی  
زوجہ کے نزدیک جھٹنے کے سوا کوئی اور ایسا کام نہیں کیا جس سے مجھے شرم  
آئے۔

ابو عبد اللہ محمد قزوینی کا قول | ابو عبد اللہ محمد قزوینی رحمہ اللہ تعالیٰ کی حبیب کوئی تعریف  
کرنے والا نہ فرماتے واللہ میری اور تمہاری مثال اس لڑکی کی سی ہے جس کی بکارت بدکاری  
کے سبب زائل ہو گئی ہو اور اس کے گھر والوں کو معلوم نہ ہو پس گھر والے شائبہ زنا



پر خوش ہوں مگر لڑکی رسوائی کے خوف سے خلیق ہو۔

ابو امامہ رضی اللہ عنہ اس شخص کو میسوب خیال کرتے جو لوگوں کے سامنے مسجد میں دوشے۔ میمون بن جہران رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ اچھے باطن کے بغیر ظاہر کا اچھا ہونا بیت الخلاء کے مانند ہے جو باہر سے خوب آناستہ ہو لیکن اس کے اندر بد بو اور پیدی ہوتی ہے۔ جو شخص اس مال پر غر کرے جو اس نے پیدا نہیں کیا تو اس کی کمائی اس کو جھٹلاتی ہے۔ یحییٰ بن معاذ رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں جو شخص چاہے کہ لوگ اسے صرف باتوں ہی کی بنا پر صالحین میں شمار کریں بغیر اس کے کہ وہ عمل میں ان کی موافقت کرے وہ اس آدمی کے مانند ہے جو کسی بادشاہ کی دعوت خاص میں بلا اجازت شریک ہو جائے۔ جو شخص عمل کے بغیر صرف باتوں ہی پر اکتفا کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی سزا میں اس کو صرف وعدہ عوض دے گا اور کوئی معاوضہ عطا نہ کرے گا۔

بلال بن سعد رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جب کوئی فقیر جھوٹ موٹ نہہ کامی ہو تو شیطان اس کے چاروں طرف ناچتا پھرتا ہے اور اس پر ہنستا ہے اور اس سے مسخری کرتا ہے۔ عید اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے تھے کسی آدمی کو اس وقت تک خالص ایمان نصیب نہیں ہوتا جب تک اسے یہ یقین نہ ہو کہ اللہ تعالیٰ اسے دیکھتا ہے اور پھر وہ کوئی ایسا کام نہ کرے جس سے قیامت کے روز شرمندہ ہونا پڑے۔ مالک بن دینار رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اگر تم کو میرے وہ افعال معلوم ہوں جو تم سے علیحدہ دروازہ بند کیے کرتا ہوں تو تم میں سے کوئی میرے پاس بیٹھنا بھی پسند نہ کرے۔ وہیں کہتا ہوں ان کے اس ارشاد میں کسر نفسی اور اپنے نفس کو متہم کرنا ہے۔

اس زمانے کے علماء پر غالب ہے | سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اس زمانے

کے عائد پر یا غالب ہے۔ وہ لوگوں پر اپنی عبادت ظاہر کرتے ہیں اور ان کے باطن کینہ، حسد اور بغض سے لبریز ہیں۔ اگر تمہیں کسی عالم سے کوئی کام ہو تو اس کے پاس کسی دوسرے عالم کی سفارش نہ لے جاؤ ورنہ وہ سخت دل ہو جائے گا۔ لیکن اگر اس کے پاس کسی امیر کی سفارش لے جاؤ تو تمہاری حاجت بہت جلد پوری کر دے گا۔

پس اے برادر تو اپنے نفس کی چھان بین کر کہ وہ ظاہر و باطن میں یکساں ہے یا نہیں اور کثرت سے استغفار کرو اور جان لے کہ جو شخص لوگوں پر اپنے باطن کے خلاف ظاہر کرتا ہے وہ منافق ہے اور قیامت کے روز منافقوں کے گروہ میں اٹھے گا۔ پس اس میں غور کرو اور سب تعریف اللہ کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔





## ۷۔ حکام کے ظلم پر صبر

سلف صالحین رضی اللہ عنہم کے اخلاق میں سے ایک یہ ہے کہ وہ حکام کے ظلم پر بہت صبر کرتے اور یقین کرتے کہ وہ اپنے گناہوں کے سبب جس سزا کے مستحق ہیں یہ اس سے کم ہے۔

ظاہر و باطن یکساں نہ | صالح للہی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ جب لوگوں کا ہونے پر نزول بلا | ظاہر و باطن یکساں نہ ہو تو وہ بھی قسم کی بھی مصیبت و آفت میں گرفتار ہوں ان کو اس پر تعجب نہ کرنا چاہیئے۔

عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ حجاج بن یوسف ثقفی اللہ کی طرف سے ایک آفت تھی جو لوگوں کی غلط کاری کے موافق تھی۔ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں جب تمہارا کسی ظالم بادشاہ سے بالا چڑ جائے اور اس کے سبب تمہارے دین میں رخنہ پڑ جائے تو تم اس میں اپنے لئے اور بادشاہ کے لئے کثرت سے استغفار کر کے پیوند لگاؤ۔

محمد بن یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ کے بھائی نے ان کی طرف سے ظالم کے ظلم کی شکایت کی تھی تو انہوں نے جواب دیا: "اے بھائی تیرا خط ملا۔ میرے علم سے مخفی نہ رہے کہ جس شخص نے گناہ کیا ہے اسے یہ حق نہیں کہ وہ عذاب کے آنے پر اعتراض کرے۔ جس مصیبت میں تم مبتلا ہو میں اس کو صرف گناہ کی شامت سمجھتا ہوں والسلام۔"

ہارون رشید نے ایک شخص کو ناحق قید کر دیا تو اس شخص نے ہارون رشید

کی طرف لکھا: اُسے ہارون! یقیناً میرا کوئی دن قید اور تکلیف میں ایسا نہیں گزرتا کہ اتنا وقت تیری عمر اور اکرام سے کم نہ ہوتا ہو، اور فیصلہ کا وقت قریب ہے اور میرے تیرے درمیان اللہ تعالیٰ منصف ہوگا۔ راوی کہتا ہے کہ جب ہارون رشید نے خط پڑھا تو اسے چھوڑ دیا اور اسی پر افسان کیا۔

مروی ہے کہ ایک دفعہ لوگ ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ تعالیٰ کے پاس بادشاہ کی طرف سے کچھ مال لائے کہ اس کو اپنی جان پہچان کے فقراء پر تقسیم کر دیں۔ ابراہیم بن ادہم نے وہ مال واپس کر دیا اور فرمایا جب اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ظالم کی کماٹی پر حساب لے گا تو وہ کہے گا کہ میں نے تو ابراہیم بن ادہم کو دس سدی تھی۔ پس اس پر ظالم قیامت کے روز میرے پاس آئے گا۔ لہذا جس نے مال جمع کیا ہے اسی کو اس کی تقسیم مناسب ہے۔

بادشاہوں کے قلوب اللہ مالک بن دینار رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ تورات کے ہاتھ میں ہیں۔ میں لکھا ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے بادشاہوں کے قلوب میرے ہاتھ میں ہیں۔ جو شخص میری اطاعت کرے گا میں ان کو اسی پر رحمت بنا دوں گا اور جو شخص میری نافرمانی کرے گا میں ان کو اس پر سخت کر دوں گا، پس تم بادشاہوں کو گالی نہ دیا کرو اور میری طرف توبہ کے ساتھ رجوع کرو کیونکہ میں تم پر ان سے زیادہ مہربان ہوں۔

عبد الملک بن مروان اپنی رعیت کو کہا کرتے تھے: اے گروہ رعیت انصاف نہ کرو کہ تم ہم سے توبہ درخواست کرتے ہو کہ ہم ابو بکر صدیق اور عمر فاروق رضی اللہ عنہما کی روح اختیار کریں اور تم خود ان کی رعیت کی سیرت اختیار نہیں کرتے پس ہم اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ وہ ہم سب کی ایک دوسرے کے مقابلہ میں اعانت کرے۔



ابن سناک رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں جب تم ایسے فعل کرتے ہو جن پر اللہ تعالیٰ ناخوش ہوتا ہے تو جس طرح اس وقت عذر کرتے ہو کہ اللہ نے یوں ہی مقدر کیا تھا ایسے ہی تم اپنے حاکموں کو معذور خیال کرو کیونکہ ان کی تقدیر میں بھی تم پر ظلم لکھا ہے۔ ان میں سے کوئی بھی یہ نہیں چاہتا کہ تم میں سے کسی پر ظلم کرے لیکن تمہارے اعمال ہی تم پر ظلم ہونے کا سبب ہو جاتے ہیں۔

مروئی ہے کہ جب خلافت عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ تعالیٰ کے سپرد ہوئی تو وہ روپڑے اور اپنی عورتوں اور لوطیوں کو اختیار دے دیا اور کہا کہ مجھے ایسا کام پیش آگیا ہے جو مجھے تمہاری خبر گیری سے روکتا ہے۔ میں تمہاری خبر گیری کے لئے اس وقت تک فارغ نہیں ہو سکتا جب تک کہ لوگ قیامت کے حساب سے فارغ نہ ہو جائیں یہ سن کر ان کے اہل خانہ رونے لگے یہاں تک کہ ہساروں کو خیال ہوا کہ ان کے یہاں کوئی موت ہو گئی ہے۔

سفیان ثوری کا قول | سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ ہم نے ایسے علماء دیکھے ہیں جو اپنے گھروں میں بیٹھنا افضل خیال کرتے تھے لیکن آج کل کے علماء حاکموں کے وزیر اور ظالموں کے کار فرما ہیں۔ کسی نے عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ تعالیٰ سے ایک شخص کے متعلق دریافت کیا جو حکام کے پاس منشی تھا لیکن اپنے مقررہ وظیفہ سے آگے نہیں بڑھتا تھا۔ عطاء فرماتے تھے کہ اسے ہاں سے علیحدگی ہی مناسب ہے۔ کیا اس نے موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ قول نہیں سنا۔ مَتَّبِعُوا النَّاسَ عَلَى خَلْقٍ أَكُونُ ظَهِيراً لِلْجَرَمِینِ (اے پروردگار!

تو نے مجھ پر جو انعام کیا تو میں عہد کرتا ہوں کہ میں ہر گز مجرموں کا مددگار نہ بنوں گا) وہب بن منبہ رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ بادشاہ جب ظلم کا قصد کرتا ہے تو اللہ سبحانہ و تعالیٰ اس کی مملکت میں خلل ڈال دیتا ہے یہاں تک

کہ بازاروں، سداوار، زراعت، باغات اور جانوروں کے دودھ وغیرہ میں کمی آ جاتی ہے۔ ابو ذر رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ عنقریب لوگوں پر ایک ایسا زلزلہ آئے گا کہ بادشاہوں کے عطیے ان کے دین کی قیمت ہوں گے، سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں جو شخص ظالم کو خندہ پیشانی سے ملے یا اس کو مجلس میں جگہ دے یا اس سے کوئی عطیہ قبول کرے اس نے اسلام کے دستے توڑ دیئے اور وہ ظالموں کے مددگاروں میں شمار ہوگا۔ اسلام کے دستے توڑنے سے مراد یہاں قواعد سلف کی مخالفت ہے۔

طاؤس رحمہ اللہ تعالیٰ اکثر اپنے گھر میں بیٹھے رہتے۔ جب ان سے کہا گیا تو فرمانے لگے کہ میں نے حکام کے ظلم، رعیت کی خرابی اور سنت کے رخصت ہو جانے کے سبب یہ بات اختیار کی ہے کیونکہ جس شخص نے حق کے قائم کرنے میں اپنے بیٹھے اور ظلام میں فرق کیا وہ ظالم ہے۔

میمون بن مہران رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے میرے نزدیک عمر بن عبدالعزیز سے بڑھ کر کوئی عزیز نہیں تھا لیکن مجھے ان کو حاکم کی حیثیت سے دیکھنے کی نسبت ان کو مردود دیکھنا زیادہ پسند ہے۔ مالک بن دینار رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جب کوئی حاکم لاغر ہونے کے بعد فربہ ہو جائے تو جان لو کہ وہ رعیت کی اور اپنے رب کی خیانت کرتا ہے۔

مظلوموں کی دعا مستجاب ہے | ابو العالیہ رحمہ اللہ تعالیٰ ایک دن ہارون رشید کے پاس گئے اور اسے فرمانے لگے کہ مظلوموں کی بددعا سے مخالف رہو کیونکہ اللہ تعالیٰ اس کو رد نہیں کرتا اگرچہ وہ فاجر ہی کی ہو اور ایک روایت میں ہے کہ اگرچہ وہ کافر ہی کی ہو۔

پس اسے برا دے تو اپنے نفس میں تامل کر اور دیکھ کہ کیا تو نے گوشہ نشینی کی



حالت میں اپنی رعیت کا حق ادا کیا، اور اپنے اعضا کو اللہ تعالیٰ کی رضا مندی میں خرچ کیا اور گناہوں سے روکایا اپنے نفس اور اعضا کی حق تلفی کی، کیونکہ ہر صاحب رعیت سے اس کی رعیت کی نسبت سوال ہوگا۔

پس اسے دوست امرا کے پاس جلتے سے بچ اگرچہ یہ امر وہی کے لئے ہو کیونکہ تو ان کے ساتھ اس معاملے میں پورا نہیں اتر سکے گا، اور سب تعریف اللہ کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔



## محرمات کی تحقیر پر غیرت

سلف صالحین رضوان اللہ علیہم اجمعین کے اخلاق میں سے ایک یہ ہے کہ جب محرمات کی تحقیر ہوتی تو وہ شریعتِ مطہرہ کی نفرت کی خاطر غیرت کھاتے۔ ابتدا وہ کوئی کام کرتے اور نہ کسی شخص سے ملتے جب تک کہ ان کو یہ معلوم نہ ہو جاتا کہ اس کام کے کرنے یا اس شخص کے ملنے سے اللہ تعالیٰ راضی ہے۔ وہ دنیاوی غرض کے لئے نہ کسی شخص سے دوستی کرتے نہ دشمنی۔

اللہ کے لئے محبت اور دشمنی | حدیث شریف میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے لئے کرنا سب اعمال سے افضل ہے | محبت کرنا اور اللہ کے لئے دشمنی کرنا ایمان کی مضبوط دستاویزوں میں سے ہے۔ پس اگر کوئی شخص تو اسباب کے تصور سے حق و انس جتنی عبادت کرے لیکن وہ محبت فی اللہ اور بغض فی اللہ کے بموجب رضا کے الہی سے غافل ہو تو وہ طریقِ صوفیہ سے خارج ہے، اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرقت و حق فرمائی کیا تو نے میرے لئے کوئی عمل کیا ہے؟ موسیٰ نے عرض کی یا رب، نماز پڑھی ہے اور روزے رکھے ہیں اور صدقہ دیا ہے، اللہ کے علاوہ اور باتوں کا بھی نام دیا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہ چیزیں تو میرے ہی لئے ہیں، لیکن کیا تو نے کبھی میری وجہ سے کسی سے دوستی کی ہے یا میری وجہ سے کسی سے عداوت کی ہے؟ اس پر موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو معلوم ہوا کہ اللہ کے لئے محبت اور دشمنی کرنا سب اعمال سے افضل ہے۔

علی بن حسین رضی اللہ عنہما فرماتے تھے کہ کوئی دو شخص جو اللہ تعالیٰ کی



طاعت کے بغیر دوستی کریں ان کی جدائی بھی اللہ تعالیٰ کی طاعت کے بغیر ہی ہو جاتی ہے۔ یوسف بن اسباط رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں جب تم حکام کے پاس جاؤ تو خاص طور پر ان کے لئے دعا نہ کرو کیونکہ وہ اللہ اور رسول کے ساتھ جنگ کرتے ہیں، بلکہ تم عام طور پر مسلمانوں کے حق میں دعا کرو۔ اگر وہ حاکم مسلمان ہوں گے تو وہ دعا انہیں بھی پہنچ جائے گی۔

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ جب کسی کے ساتھ تیری دوستی ہو تو اس کی محبت کے بارے میں اس سے نہ پوچھ بلکہ یہ دیکھ کہ تیرے دل اور نفس میں اس کے لئے کیا ہے کیونکہ جو کچھ تیرے دل میں ہوگا بالکل ویسا ہی اس کے دل میں ہوگا۔ سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے اگر کوئی شخص بُرا کام کرے اور وہ شخص جو اس کی دوستی کا دعوے کرتا ہو اس سے ناخوش نہ ہو تو اس کی محبت اللہ تعالیٰ کے لئے نہیں، کیونکہ اگر اللہ کے لئے ہوتی تو وہ ضرور اس کی نافرمانی پر ناراض ہوتا۔

ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے قیامت کو اللہ تعالیٰ کے سامنے ایک شخص لایا جائے گا تو اللہ عزوجل اسے کہے گا کیا تو نے میری خاطر کسی دوست سے محبت کی ہے کہ میں تمہیں اس کے طفیل معاف کر دوں، پس تم نیک لوگوں سے محبت کرو اور ان پر احسان کرو کیونکہ قیامت میں وہی صاحبِ دولت ہوں گے۔

فاسق کی مخالفت کرنا اللہ حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ فاسق کی مخالفت اللہ کے قریب بہت ہے

سے مراد اس کے ساتھ دل سے رنجیدہ ہونا ہے اور ظاہراً مخالفت مناسب نہیں تاکہ اس کو راہِ راست پر لایا جاسکے اور اس کو صفاتِ فسق سے نفرت دلائی جاسکے کیونکہ فاسق ہر داعی الی اللہ کی گمشدہ چیز ہے۔ پس اس میں غور کرو اللہ اعلم

سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالیٰ سے دریافت کیا گیا کہ اگر فاسق کے ہاں میت ہو جائے  
تو اس کی تعزیت کی جائے یا نہیں؟ آپ نے فرمایا نہیں۔

فقیل بن عیاض رحمہ اللہ تعالیٰ، حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت عمر فاروق  
رضی اللہ عنہما کا ذکر کرتے تو روتے، اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ پر افسوس کرتے  
اور فرماتے کہ وہ اکابر علماء میں سے تھے مگر دنیا کی محبت میں مبتلا ہو گئے تھے (میں  
کہتا ہوں) ان کی دنیاوی محبت کو بھی اس پر محمول کرنا چاہیے کہ وہ دنیا کو آخرت کے  
عمل کے لئے دوست رکھتے تھے جیسا کہ سلف صالح کا دستور تھا بلکہ ایسا کرنے  
میں وہ اولیاء سے بھی بڑھ کر ہیں کیونکہ وہ ایک جلیل القدر صحابی تھے۔ واللہ اعلم۔  
حسن بصری کا قول | حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے جو شخص یہ دعوئے کرے  
کہ وہ کسی بندہ سے محض اللہ تعالیٰ کے لئے محبت کرتا ہے اور پھر اللہ تعالیٰ کی  
نافرمانی پر اس سے ناراض نہ ہو تو وہ اپنے اس دعوئے میں کہ وہ اللہ تعالیٰ کے  
لئے اس سے محبت رکھتا ہے جھوٹا ہے۔

محمد بن حنفیہ رضی اللہ عنہ فرماتے تھے جو شخص کسی کافر سے اس کی کسی خوبی  
کے باعث محبت کرے تو اس کو اجر دیتا ہے، ایسے ہی اگر کوئی شخص کسی نیک  
آدمی سے کسی برائی کے سبب دشمنی رکھے تو اللہ تعالیٰ اسے بھی اجر دے گا۔ مالک  
بن دینار رحمہ اللہ تعالیٰ کے سامنے اگر گنا آبلٹتا تو اسے دھتکارتے نہ تھے  
اور فرماتے کہ یہ عرصے ہمیشہ سے اچھا ہے اور آدمی کے لئے بُرا ہونے کو یہی کافی  
ہے کہ وہ خود نیک نہ ہو اور پھر نیک لوگوں کو بُرا کہے۔ احمد بن حریب رحمہ اللہ تعالیٰ  
فرماتے تھے کہ انسان کے دل کی اصلاح کے لئے نیک لوگوں سے ملنے اور ان کے  
افعال پر نظر رکھنے سے بڑھ کر کوئی چیز مفید نہیں اور ناسقوں کی دوستی اور ان کے افعال  
پر نظر رکھنے سے بڑھ کر دل کے لئے کوئی چیز مفید نہیں۔



اور یاد اللہ زمین میں | یحییٰ بن معاذ رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ اور یاد اللہ زمین میں  
 خوشبودار گھاس میں | میں خوشبودار گھاس میں۔ جب مرید اس کو سونگھتے ہیں اور  
 اس کی خوشبو مان کے دلوں تک پہنچتی ہے تو وہ اپنے پروردگار کے مشتاق ہو  
 جاتے ہیں۔

پس اسے برادر اس میں غور کر، کیا تو محض اللہ تعالیٰ کے لئے کسی سے محبت  
 یا عداوت رکھتا ہے یا محض نفسانی آرزو ہی کے لئے دوستی یا دشمنی کرتا ہے۔ پس  
 تو اپنے نفس پر رواوردن رات بکثرت استغفار کرتا رہ، اور سب تعریف اللہ  
 کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔



## ۹۔ متاعِ دنیا سے ناخوشی

سلفِ صالحین رضی اللہ عنہم کے اخلاق میں سے ایک یہ ہے کہ وہ بہت کم ہنستے اور دنیا کی کسی چیز سے خوش نہ ہوتے، بلکہ دنیا کی تمام چیزوں مثلاً لباس، سواری، بیویاں اور دنیاوی مراتب حاصل ہونے پر ان کی طبیعت میں دنیا داروں کے برعکس رنج پیدا ہوتا اور یہ اس ڈر سے ہوتا کہ شاید آخرت کی نعمتوں میں سے کچھ حصہ ان کو دنیا ہی میں دے دیا گیا ہو۔ بھلا وہ شخص جو قید خانے میں محبوس ہو کر اللہ عزوجل کے دیدار سے محروم ہو کسی چیز سے کیونکر خوش ہو سکتا ہے جس طرح وہ لوگ جو اپنے اہل و عیال سے محروم ہو کر زندان میں مبتلاستے غم ہوتے ہیں اسی طرح اور کیا اللہ اپنی درازی عمر اور اس دارِ دنیا کے قید خانے میں اللہ عزوجل کے دیدار سے محروم ہونے پر غمگین ہوتے ہیں۔

بہسی کی مذمت | حدیث میں آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خدا کی قسم اگر تمہیں وہ باتیں معلوم ہوں جو مجھے معلوم ہیں تو تم کم ہنسو اور بہت روؤ اور بستر پر غورتوں سے لذت حاصل کرنا چھوڑ دو اور باہر میدانوں میں نکل کر اللہ عزوجل کے سامنے زاری کرو۔ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ تعجب ہے اس ہنسنے والے پر جس کے پیچھے دوزخ ہے اور اس خوش ہونے والے پر جس کے پیچھے موت لگی ہوئی ہے۔

حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ کی یہ بات تھی کہ ان کو جو کوئی دیکھتا اس سے خیال گزرتا کہ ابھی کسی مصیبت سے نکلے ہیں کیونکہ ان پر شدید حزن و غم تھا۔



طاری رہتا تھا۔ فضیل بن عیاض رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ بہت سے  
ہنسنے والے ایسے ہیں کہ ان کے کفن و حویلی کے یہاں سے وصل کر آگئے ہیں۔  
ابن مرزوق رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ جو شخص گناہوں سے غلبہ و حویلی ہونے  
کا مدعی ہو اور پھر اس کے سامنے میں شہدا اور گھٹی جمع ہو وہ کاذب ہے۔

بہر کلام اور زاعی کا قول | امام وزاعی رحمہ اللہ تعالیٰ آیت لَا يُعَادِرُ صَغِيرَةً وَلَا  
كَبِيرَةً إِلَّا أَحْطَا بِهَا (صغیرہ و کبیرہ کوئی گناہ بھی نامہ اعمال نے گئے بغیر نہیں چھوڑا) کی تفسیر  
میں فرماتے ہیں کہ صغیرہ گناہ سے مراد اس دنیا میں تبسم اور کبیرہ گناہ سے مراد قہقہہ  
لگانا ہے (میں کہتا ہوں) شاید یہاں تبسم سے ان کی مراد وہ ہنسنے کا جو باواز بلند  
ہو اور اہل مجلس سن لیں، ورنہ تبسم تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت شریفہ  
سے ہے۔

ہم ملنا

کے ثابت بنانی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ مومن اس وقت ہنستا ہے جب موت  
سے غافل ہو۔ عامر بن قیس رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ دنیا میں بکثرت ہنسنے  
کا والا جہنم میں خوب کثرت سے روتے گا۔ سعید بن عبد العزیز رحمہ اللہ تعالیٰ مرنے  
سے پہلے چالیس سال تک بالکل نہیں ہنستے اور یہی حالت غزو ان رفاشی کی تھی  
کا انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجلس میں ہر ایک ہنسنے والے کے ساتھ  
شیطان ہوتا ہے۔

سے ایک دن معاوہ عدویہ رحمہ اللہ تعالیٰ چند نوجوانوں کے پاس سے گزریں۔  
جو صوف کا لباس پہنے ہوئے تھے اور ہنس رہے تھے۔ آپ نے فرمایا سبحان اللہ!  
لباس تو صلیح کا سا ہے اور ہنسی فاحشوں جیسی۔

ہنسی، لباس اور کھانے میں اسراف | حمید بن انور رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اسراف  
سے خالی ہنسی وہ ہے جس میں عانت نظر آئیں اور آواز نہ آئے۔ اور اسراف کے

خالی لباس وہ ہے جو ستر عورت کے مقدار ہوا اور گرمی سردی سے بچائے، اور  
اسراف سے خالی کھانا وہ ہے جس سے جھوک رک جائے اور جو شکم سیر کیلئے  
کم ہو۔

عنون بن ابی زید رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ میں پچاس برس تک  
عطا سلطی کی خدمت میں رہا لیکن میں نے کبھی ان کو ہنستے ہوئے نہ دیکھا۔  
عبدالعزیز بن ابی داؤد رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ جب اصحابِ رسول  
صلی اللہ علیہ وسلم میں مزاح شروع ہوا تو اللہ تعالیٰ نے آیت اَلْكَرَّمِيْنَ  
لَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اِنَّ تَخْشَعَ قُلُوْبُهُمْ لِسَيِّدِكِرَاللّٰهِ (کیا ایمان والوں کے لئے  
اس بات کا وقت نہیں آیا کہ ان کے دل اللہ کے ذکر پر عاجزی کریں) نازل کی۔ یہ سن کر صحابہ  
رضی اللہ عنہم نے اسی وقت سے خوش طبعی ترک کر دی اور خشوع اختیار کیا۔ اہل اللہ  
اور غیر اہل اللہ میں موجب امتیاز صرف دو باتیں ہیں ایک آخرت کی طرف توجہ اور  
دوسرے اس کے واقعات کے لئے تیاری۔

پس اسے دوست تو اس سہو غفلت میں تامل کر جو اللہ تعالیٰ سے قریب  
کرنے والے امور کے بارے میں تیری طبیعت میں راسخ ہو گئی ہے اور بکثرت استغفار  
کر، اور سب تعریف اللہ کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا  
پروردگار ہے۔





# ۱۰۔ موت کی تمت

سلف صالحین رضی اللہ عنہم کے اخلاق میں سے ایک یہ ہے کہ جب ان کو ایسا مورد کے واقع ہونے کا اندیشہ ہوتا جو اللہ عز و جل کو ان سے ناراض کرنے والے ہوں تو وہ موت کی آرزو کرتے اور ان امور کو ان علامات سے معلوم کرتے جو ان کو اپنے نفس سے ظاہر ہوتی ہیں اور جو بمنزلہ مقدماتِ معاصی کے ہوتی ہیں اور بہت سے مواقع پر قرائن و دلائل میں شمار ہوتی ہیں۔

عابس غفاری کا قول | عابس غفاری رضی اللہ عنہ طاعون کے زمانہ میں فرمایا کرتے تھے اے طاعون مجھے اٹھالے، اور بار بار یہی فرماتے تھے۔ ان کے ایک چچا زاد بھائی نے کہا اے عابس! یہ کیسے کہتے ہو حالانکہ تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ حدیث سن چکے ہو کہ آپ نے فرمایا لا یتمتی احدکم بالموت فانه انقطاع لہ مسئلہ و کوئی شخص موت کی آرزو نہ کرے کیونکہ اس سے اس کا عمل منقطع ہو جاتا ہے۔ عابس نے جواب دیا ہاں میں نے سنی ہے مگر میں چھ چیزوں سے ڈرتا ہوں جو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہیں کہ آپ اپنی امت پر ان سے خوف کھاتے تھے۔ نالائقوں کی حکومت، کوتاہیوں کی کثرت، بیع الحکم، قتل رحم، قتل کو معمولی خیال کرنا اور ایسے لوگوں کا پیدا ہونا جو قرآن مجید کو راگ بنائیں گے اور ایسے لوگوں کو امام بنادیں گے جو دین میں زیادہ سمجھدار نہ ہوں گے لیکن وہ ان کو آگے کر دیں گے تاکہ ان کے واسطے سرداری کریں۔ اسی طرح حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے بھی موت کی آرزو کی تو ان سے

✓  
اس بارے میں کہا گیا کہ انہوں نے فرمایا میں ڈرتا ہوں مجھے وہ زمانہ نہ آئے جس  
میں نہ امر بالمعروف ہو اور نہ نہی عن المنکر۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں عنقریب لوگوں پر ایک وقت  
آئے گا کہ اس میں موت ملاو کے نزدیک نہ رہے گا۔ یہ بھی زیادہ پیاری ہوگی  
یہاں تک کہ آدمی اپنے بھائی کی قبر کے پاس آئے گا اور کہے گا کہ کاش میں تیری  
جگہ ہوتا۔

یحییٰ بن معاذ رحمہ اللہ علیہ فرماتے تھے جو شخص اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی امانت  
کو تاپے وہ کبھی موت کا خواستگار نہیں ہوتا۔

عمر بن عبدالعزیزؒ جب کسی نیک آدمی کو دیکھتے تو کہتے تو میرے واسطے  
موت کی دعا کرو۔ ابو ذر وادریضی اللہ عنہ فرماتے تھے خواہ کوئی مومن ہو یا کافر  
موت ہر ایک کے لئے بہتر ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے دِمَا عِنْدَ اللّٰهِ  
خَيْرٌ لِّلَّذِيْكَر (جو کچھ اللہ تعالیٰ کے پاس ہے وہ نیکو کاروں کے لئے بدرجہا بہتر ہے)  
اور اِنَّكَ لَمَلِيْ كَلْبٌ لِّبِيْزٍ دَاوْدَا اِنَّمَا وَلَهُ عَذَابٌ مُّبِيْنٌ (ہم نے  
ان کو صرف اس لئے بہت دے رکھی ہے تاکہ وہ اور گناہ کر لیں اور ان کے لئے سوا  
کوئی نہ والا عذاب ہے)

موت ایک تحفہ ہے | سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے ہم نے ایسے مشائخ  
دیکھے ہیں جو موت کی تمنا کرتے تھے اور میں ان کی آرزو کو تعجب سے دیکھتا تھا  
اب نوبت یہاں تک پہنچ گئی ہے کہ میں ان لوگوں پر تعجب کرتا ہوں جو موت کو  
پسند نہیں کرتے۔ عبد اللہ بن مسعود رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے دنیا سے مفائی  
جاتی رہی اور کدورت رہ گئی۔ پس آج کل ہر مسلمان کے لئے موت ایک تحفہ  
ہے۔ عمر بن عبدالعزیزؒ رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے میں نہیں چاہتا کہ مجھ پر موت



کی سختی کم کی جائے کیونکہ یہ آخری شے ہے جس پر مومن کو اجر ملے گا۔

ابو درود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میری طرف کسی دوست نے کوئی ایسا تحفہ نہیں بھیجا جو مجھے ہدیہ سلام سے بڑھ کر عزیز ہو اور نہ مجھے اس کی موت کی خبر سے بڑھ کر کوئی اچھی خبر ملی ہے۔ عطا علی رحمہ اللہ تعالیٰ موت کے آرزو مند ہوئے تو عطاء ازرق رحمہ اللہ تعالیٰ نے ان سے کہا تم ایسی بات کی کیوں تنہا کرتے ہو جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے، انہوں نے جواب دیا زندگی کا خواہش مند تو وہ ہو جو بیکی میں روزاغروں تقی کو سے، لیکن میرے یا تیرے جیسا شخص زندگی سے کس چیز کی امید رکھتا ہے، ابو عتبہ خولانی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ شان تھی کہ اللہ تعالیٰ کی ملاقات کو شہد سے زیادہ مرغوب سمجھتے اور دنیا کی تنگی سے نہ ڈرتے بلکہ اللہ کی رزائی پر پورا یقین رکھتے تھے اور ان کو موت اس سے زیادہ عزیز تھی جس قدر تم میں سے کسی کو صحت عزیز ہے۔ عبد اللہ بن مبارک رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ میں نے ایک دفعہ سہل تستری سے دریافت کیا کہ کیا آپ کو پسند ہے کہ آپ کل ہی مر جائیں یا انہوں نے جواب دیا نہیں بلکہ میں تو ابھی مرنے کو پسند کرتا ہوں۔

سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے ہم نے ایسے لوگ دیکھے ہیں جو اس خیال سے بیماری اور بلا سے ڈرتے تھے کہ کہیں وہ اللہ تعالیٰ کی قضا کو جبرانہ جاننے لگیں، وہ مصیبت سے نہ ڈرتے تھے بلکہ اس بات سے ڈرتے تھے جو احتمالاً اس میں ہوتی تھی اور کہتے سبحانہ میں نہیں جانتا کہ جب میں مصیبت میں گرفتار ہوں تو میری کیا حالت ہو۔ شاید میں کفر کے کلمات بولوں اور مجھے اس کا احساس بھی نہ ہو۔

حکیم نقان کا قول | مجھے خبر ملی ہے کہ نقان علیہ السلام نے اپنے بڑے سے کہا کہ بیٹا میں نے تھے پتھر اور لوہے کو اٹھایا ہے مگر میں نے دین سے بڑھ کر کسی چیز کو بچھل نہیں دیکھا، میں عیدہ کھانے کھائے ہیں اور خوب صورت عورتوں سے معاملے کئے ہیں مگر عافیت سے بڑھ کر کوئی لذیذ چیز نہیں دیکھی، اور میں نے تمام تلخیاں چکھتی ہیں مگر لوگوں کی طرف محتاج ہونے سے زیادہ تلخ کسی شے کو نہیں دیکھا۔

فضیل بن عیاض رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے مصیبت زدوں پر رحم کھاؤ کیونکہ ممکن ہے کہ تمہارا جرم ان کے جرم سے بڑا ہوا اور تم کو بھی یہی سزا ہو یا اس سے بڑھ کر۔ وہ اکثر قیدیوں کو کھانا اور درہم جو ان کے پاس ہوتے بھیجا کرتے تھے اور فرماتے کہ یہ لوگ مسکین ہیں۔

سہل بن سعد قسری رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ سب سے بڑی بلا جس سے آدمی کا امتحان ہوتا ہے وہ اعمال دنیا و آخرت سے فارغ ابدال ہونا ہے مگر اس بات کو کہ یہ ایکس بلا ہے بہت کم لوگ غور سے کرتے ہیں۔ مسلم بن قتیبہ رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ لوگوں کی تکلیف دہی پر صبر کرنا سب سے بڑی نیکی ہے۔ ہم نے ایسے لوگ دیکھے ہیں جو حکومت کو سب سے بڑی مصیبت خیال کرتے تھے اور اب ایسے لوگ ہیں جو خود حکومت کے طالب ہوتے ہیں، وہ لوگ ایسے تھے کہ جب ان کا کوئی دوست حاکم ہو جاتا تو دعا کرتے کہ اسے اللہ ہم کو اس کے ذہن سے بھلا دے کہ نہ ہم اس سے پہچانیں اور نہ وہ ہمیں پہچانے۔

یحییٰ بن حسین رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے جو شخص سلامتی تلاش کرتا ہے وہ ملامت کو برداشت کرتا ہے، اور فرماتے تھے کہ سب مصیبت عافیت سے پیدا ہوتی ہے۔ اگر فرعون کو کوئی مرض لاحق ہوتا تو وہ اس امر کا مدعی نہ ہوتا جس



کا اس نے دعوے کیا تھا۔ یعنی اَمَّا دُتُّ بَكْرًا اَلَا عِلًّا۔

میں نے تیرا علی خواص رحمہ اللہ تعالیٰ کو کہتے سنا ہے کہ علم اور عمل میں  
میں ریا کرنا آدمی کے لئے سب سے بڑھ کر مصیبت ہے لیکن اس کو بہت کم  
لوگ سمجھتے ہیں۔

سرف انبیاء علیہم السلام | پس اسے براہد اس کو یاد رکھ اور اپنے آپ میں غور کرو  
ہی رجال السبلاء ہیں | اور اس بات سے بچ جو بعض اہل اللہ مصیبت کے  
وقت کہتے ہیں یعنی اسے اللہ اگر اس مصیبت میں تیری رضا ہے تو اور سخت  
کر دے۔ کیونکہ مصیبت کے برداشت کرنے والے لوگ صرف انبیاء علیہم الصلوٰۃ  
والسلام ہی ہیں۔

امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ مرضی بوا سیر میں مبتلا تھے رات دن خون  
پہتا تھا یہاں تک کہ وہ حدیث پڑھانے بیٹھتے تو ان کے نیچے طشت رکھا  
ہوتا جس میں خون ٹپکتا رہتا۔ ایک دن انہوں نے فرمایا اسے اللہ اگر اس میں  
تیری رضا ہے تو اسے اور زیادہ کر دے۔ یہ کلمہ ان کے شیخ امام مسلم بن خالد  
زہبی رحمہ اللہ تعالیٰ نے سن لیا۔ انہوں نے ان کو ڈانٹا اور کہا اسے محمد ایہ  
نہ کہو بلکہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ سے عافیت مانگو کیونکہ ہم اور تم ان لوگوں میں  
سے نہیں ہیں جو مصائب کے تحمل ہوتے ہیں۔

ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اپنے خطبہ میں فرمایا کرتے کہ اے لوگو! اللہ سے  
معافی اور عافیت کے خواستگار رہو کیونکہ اسلام کے بعد مومن کے لئے عفو اور  
عافیت سے بڑھ کر کوئی نعمت نہیں۔ اور سب تعریف اللہ کے لئے  
ہے جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔



## ۱۱۔ خوفِ الہی

سلف صالحین رضی اللہ عنہم کے اخلاق میں سے ایک یہ ہے کہ وہ اپنی ابتدائی اور انتہائی دونوں حالتوں میں اللہ تعالیٰ سے نہایت خوف کھاتے، ابتدائی حالت میں تو اپنے گناہوں اور عذابِ الہی کے خیال سے اور انتہائی حالت میں اللہ تعالیٰ کے جلال و تعظیم کے خیال سے۔ اور ان دونوں حالتوں میں ان کے خوف کو ندامت لازم ہوتی۔

حدیث شریف میں آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بھٹی صفیہ اور بیٹی فاطمہ رضی اللہ عنہما کو مخاطب کر کے فرمایا کہ اے صفیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بھوٹی اور اے فاطمہ محمد کی بیٹی تم دونوں اپنے آپ کو آگ سے بچاؤ کیونکہ میں تم کو اللہ کے ہاں کچھ کام نہیں آسکتا۔ نیز حدیث میں وارد ہے کہ نیکی پرانی نہیں ہوتی اور گناہ ذہن سے نہیں اترتا اور جزا دینے والے کو قنا نہیں، اب جیسا چاہے کرے گا ایسا ہی بدلہ ملے گا۔

ہلاکت کے اسباب | ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں چار چیزیں ایسی ہیں کہ آدمی جب ان میں زیادتی کرتا ہے تو وہ اس کی ہلاکت کا باعث بنتی ہیں اور اسے دلیل کرتی ہیں یعنی جھانج، شکار، جوئے اور گناہوں کی کثرت۔

ابو تراب نخعی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ جب انسان ترک گناہ کا مصمم ارادہ کر لیتا ہے تو اسے ہر طرف سے اللہ عز و جل کی امداد ملتی ہے۔ تین چیزیں دل کی سیاہی کی علامت ہیں ایک یہ کہ گناہ سے دل نہ گھبراوے،



دوسری یہ کہ دل اطاعت کی طرف مائل نہ ہو اور تعمیری یہ کہ دل میں وعظ کا اثر نہ ہو۔

ابلیس کی شقاوت اور آدمؑ کی سعادت | ابو محمد مروزی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ ابلیس پانچ خصائل کی وجہ سے شقی ہوا کہ اس نے اپنے گناہ کا اقرار نہ کیا، نہ وہ گناہ پر نادم ہوا، نہ اس نے اپنے نفس کو ملامت کی، نہ توبہ کی، اور اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس ہو گیا۔ اور فرمایا کہ حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کے برعکس کیا کیونکہ وہ پانچ خصائل کے باعث سعید ہو گئے یعنی انہوں نے اپنے گناہ کا اقرار کیا، گناہ پر ندامت کی، اپنے نفس کو ملامت کی، فی اللہ توبہ کی اور اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ناامید نہ ہوئے۔

عاقبہ اصم رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں جب تم کوئی گناہ کرو تو جلد توبہ اور ندامت کرو۔ اور لوگوں کے سامنے معذرت پیش نہ کرو کیونکہ لوگوں کے سامنے معذرت گناہ سے بدتر ہے۔ ابراہیم بن ادھم رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کو کے دوزخ میں جانا مجھے اس بات سے زیادہ پسندیدہ ہے کہ میں اس کی نافرمانی کر کے جنت میں جاؤں۔

ارشاد نبوی | ادزاعی رحمہ اللہ تعالیٰ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی قرابتی کو گناہ کرتے دیکھتے تو فرماتے تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت اور آپ کے ارشاد کی مخالفت کر کے آپ کی قرابت پر مغرور نہ ہونا، کیونکہ آپ نے اپنی بیٹی حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا اے فاطمہ! اپنے آپ کو جہنم سے بچا کیونکہ میں تجھے اللہ کے مال کچھ کام نہیں آسکتا۔

اسمعیل بن حرب رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کیا ابھی تک گناہگار کے لئے توبہ کا وقت نہیں آیا حالانکہ اس کا گناہ اعمال نامہ میں مرقوم ہے اور وہ کل

قبر میں مصیبت زدہ ہوگا اور فرشتے اس کو آگ کی طرف لے جاتے ہوں گے۔  
 عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ عقل مند کے لئے  
 اپنے محبوب کو تکلیف دینا مناسب نہیں، لوگوں نے عرض کی کہ اس کا کیا مطلب  
 ہے؟ انہوں نے فرمایا آدمی اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے اپنے نفس کو تکلیف  
 دیتا ہے۔

جعفر بن محمد رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے جس شخص کو گناہ کی ذلت  
 سے نکال لیا گویا اسے بغیر مال کے غنی کر دیا اور بغیر خاندان کے معزز کیا اور بغیر  
 آدمی کے اسے مانوس کر دیا۔

عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے تھے کہ نیک عمل اور تھوڑا  
 گناہ اللہ تعالیٰ کو نیک اعمال کی کثرت لیکن اس کے ساتھ گناہوں کی کثرت  
 سے زیادہ پسند ہے۔ یحییٰ بن معاذ رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ دلوں کی صفائی گناہوں  
 سے پہ پہلیر کے موافق ہوتی ہے۔

حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ گناہوں میں غرق ہونے کی  
 علامت روزہ اور شب بیداری پر دل کا خوش نہ ہونا ہے۔

محمد بن واسع رحمہ اللہ تعالیٰ اپنے دوستوں کو فرمایا کرتے تھے ہم گناہوں  
 میں ڈوب چکے ہیں، اگر غم میں سے کسی کو میرے گناہوں کی ہوا بھی لگ جائے تو  
 وہ میرے پاس بیٹھ نہ سکے۔

حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ بیچارے قاتلین حسین اگر اللہ  
 تعالیٰ کے فضل سے جنت میں داخل بھی ہو گئے تو وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے  
 پاس کیونکر جائیں گے کہ انہوں نے آپ کے صاحبزادہ کو قتل کیا ہوا ہے۔ لہذا  
 اگر ان کے قتل میں میرا بھی دخل ہوتا اور پھر مجھے جنت اور دوزخ میں اختیار



دیا جاتا تو میں دوزخ کو پسند کرتا اس خوف سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم  
مجھے غضب کی نظر سے بند دیکھیں جس سے آپ کو بھی تکلیف ہو اور مجھے بھی۔  
مطیع اور عاصی کی علامات | ابن سناک رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اگر طاعت میں  
صرف چہرے کی رونق اور عیب، لوگوں کے دلوں میں محبت اور اعضاء میں  
طاقت، طبیعت میں قرار اور لوگوں کے مقابلہ میں شہادت کا جائز  
ہونا ہی نفع ہو تو ترک گناہ کے لئے یہی کافی ہے اور اگر گناہ میں صرف  
چہرے کی بے رونقی، دل کی سیاہی اور لعنت سے یاد کیا جاتا، شہادت میں  
بے اعتباری اور دل میں خوف ہو تو گناہ چھوڑنے کے لئے یہی کافی ہے پس  
اللہ تعالیٰ نے فرمانبردار اور نافرمان میں سے ہر ایک کے لئے دنیا میں علامتیں  
مقرر کر دی ہیں تاکہ مطیع خوش ہو اور عاصی غمگین، دین میں کہتا ہوں (لعنت مذکور  
سے مراد یا تو اسے تعین کے طور پر برا کہنا ہے یا عام گناہگاروں میں شامل  
کر کے، کیونکہ لعنت معین تو سوائے شرعی دلیل کے جائز نہیں۔ واللہ اعلم۔  
عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ آیت مَنْ يَعْظُرْ  
حُرْمَتِ اللَّهِ فَهُوَ خَيْرٌ لَهُ مِنْ رَبِّهِ (جو کوئی اللہ تعالیٰ کی حرمت کی  
تعظیم کرے گا تو یہ اس کے لئے اس کے رب کے نزدیک بہتر ہے) میں حرمت سے مراد  
گناہ ہیں، یعنی ان کو بڑا سمجھے اور ان کو عمل میں نہ لائے۔

کعب احبار رضی اللہ عنہ آیت اِنِ ابْرَاهِيمَ لَدَاۤءٌ حَلِيمٌ (واقعی  
ابراہیم بڑے نرم دل اور حلیم تھے) کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ ابراہیم نے آگ  
میں گرنے سے پہلے گریہ وزاری کی، گویا جب گریہ وزاری مفید نہ ہوگی اس  
وقت سے پہلے ہی انہوں نے گریہ وزاری کی۔

عن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے پھر مومنوں کو دنیا اور

آخرت میں ذیل کرنے کا وعدہ کر لیا ہے۔ انسان رات میں کوئی گناہ بھی کرے صبح کو اس کے چہرے پر دولت برتی ہے۔ فضیل بن عیاض رحمہ اللہ تعالیٰ آیت لَا يُغَادِرُ صَغِيرَةً وَلَا كَبِيرَةً إِلَّا أَحْصَاهَا (اعمالنامہ صغائر اور کبائر کو گنے بغیر نہیں چھوڑتا) کی تفسیر میں فرماتے ہیں کبائر سے پہلے صغائر کو چھوڑ دو۔ عوام بن حوشب رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں گناہ کے بعد چار باتوں کا ارتکاب گناہ سے بھی زیادہ بُرا ہے۔ اول گناہ کو بالکل چھوڑنے کے بغیر توبہ کرنا، دوم اللہ تعالیٰ کے حکم پر مغرور ہونا۔ سوم گناہ پر اصرار کرنا، چہارم گناہ کے بعد نیک کام کرنے پر گناہ کی معافی سے خوش ہونا، حالانکہ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ محض نیک عمل کی وجہ سے گناہ کو معاف نہیں کرتا۔

عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے تھے کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرتا ہے اس نے گویا اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا خواہ اس کی نماز، روزہ، تلاوت قرآن کم ہی ہو اور جو اس کی نافرمانی کرے اس نے اللہ تعالیٰ کو بھلائیا علمائے عالمین کی علامت یہ ہے کہ وہ ہمیشہ نیک عمل میں لگے رہتے ہیں۔

کرام کا تبین انسان کے ارادے کو کیونکر لکھتے ہیں | سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ تعالیٰ سے کسی نے دریافت کیا کہ فرشتے انسان کے اُس ارادے کو کیونکر لکھتے

ہیں جو ابھی عمل میں نہیں آیا۔ انہوں نے فرمایا کراما کا تبین علیہا الصلوٰۃ والسلام غیب نہیں جانتے، لیکن انسان جب نیکی کا ارادہ کرتا ہے تو اُس کے بدن سے کستوری کی خوشبو آتی ہے اور وہ جان لیتے ہیں کہ اُس نے نیکی کا قصد کیا ہے اور اگر وہ برائی کا قصد کرتا ہے تو اس سے بدبو آتی ہے اور وہ جان لیتے ہیں کہ اُس نے بُرا قصد کیا بلکہ میں کہتا ہوں قصد سے اس جگہ معتمد ارادہ مراد ہے تاکہ مضمین مذکور حدیث اور قواعد شرعیہ کے موافق ہو جاسکے۔ واللہ اعلم



عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے اطاعت کا حکم فرمایا ہے اور اس میں امداد بھی دی اور اس کے ترک کے لئے کوئی عذر مقرر نہیں کیا، اور گناہ سے منع کیا اور اس کے کرنے پر کوئی دلیل نہیں رکھی اگر اللہ سبحانہ و تعالیٰ چاہتا کہ زمین میں مطلق کوئی گناہ نہ کرے تو ابلیس کو پیدا ہی نہ کرتا کیونکہ گناہ کی جڑ وہی ہے۔

ابو سلیمان دارانی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے: متقی لوگ اس دنیا میں صرف اطاعت کی خاطر رہنا پسند کرتے ہیں اور فرمایا اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے ان کو طاعت سے پہلے ہی جنت میں داخل کر دیا ہے اور گناہ کرنے سے پہلے ہی ان پر گناہ کو مقدر کیا کیونکہ اللہ عز و جل اپنے علم میں سب سے بڑھا ہوا ہے۔

بشر عافی کا قول | ابوسعید خدری رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ہم نے ایسے لوگ دیکھے ہیں جن کے نیک اعمال پہاڑ جیسے تھے مگر چہرہ بھی وہ لوگ مغرور نہ تھے اور تم ایسے ہو کہ تمہارے اعمال بھی نہیں ہیں اور اسی کے باوجود تم مغرور ہو۔ واللہ ہمارے اقوال تو زاہدوں جیسے ہیں اور تمہارے اعمال جاہلوں اور منافقوں کے ہیں۔

حاتم امیر رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے اگر تم اپنے رب کی نافرمانی کرو اور دیکھو کہ تم پر اس کے انعام برابر آ رہے ہیں تو اس سے ڈرو کیونکہ یہ استدراج ہے۔ ہم نے سف کو دیکھا ہے کہ وہ معمولی گناہوں کو اتنا بڑا سمجھتے تھے جتنا تم بڑے بڑے گناہوں کو بھی نہیں سمجھتے۔

ربیع بن خثیم رحمہ اللہ تعالیٰ عید الفطر میں جب قربانی کرتے تو فرماتے تیری عزت اور جلال کی قسم اگر مجھے یہ معلوم ہو کہ تیری خوشنودی اپنے آپ کو

کو ذبح کرنے میں ہے تو میں تیرے لئے اپنی جان قربان کرتا۔

مروی ہے کہ کبش بن حسن رحمہ اللہ چالیس سال تک متواتر اس گناہ پر روتے رہے کہ انہوں نے اپنے ہمسایہ کی مٹی سے بلا اجازت ہاتھ صاف کئے تھے اور فرمایا کرتے کہ جب گناہ پرانا ہو جاتا ہے تو تم میں سے اکثر یہ خیال کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو معاف کر دیا ہے لیکن یہ محض دھوکا ہے۔

مروی ہے کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے داؤد علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف وحی فرمائی کہ اے داؤد ابھی اسرائیل کو کہہ دو کہ تمہیں کہاں سے معلوم ہوا ہے کہ میں نے تمہارے گناہ معاف کر دیئے ہیں حتیٰ کہ تم نے اس پر ندامت بھی چھوڑ دی ہے۔ میری عزت و جلال کی قسم میں ہر ایک گناہگار کو قیامت کے دن لباس کے گناہ دکھلاؤں گا (میں کہتا ہوں) گناہ دکھلانے سے شاید یہ مراد ہے کہ اللہ تعالیٰ بندے کو اس کے گناہ سے مطلع کرے گا تاکہ اسے اپنا فضل دکھائے۔ اس سے عدم مغفرت لازم نہیں آتی۔ واللہ اعلم۔

اہل ذنوب کا شمار ایزید جمیری رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ایک بار میں نے ایک راہب سے کہا تم نے سفید کے مقابلہ میں سیاہ لباس کو کیوں ترجیح دی ہے؟ اس نے جواب دیا کیونکہ یہ اہل معائب کا شمار ہے اہل ذنوب ہیں اور اس سے بڑھ کر کوئی معیبت نہیں۔

ایک روز عقبہ غلام رحمہ اللہ تعالیٰ ایک مکان کے پاس سے گزرے تو کانپنے لگے اور پسینہ آگیا۔ لوگوں نے اس کا باعث پوچھا تو انہوں نے جواب دیا یہ وہ جگہ ہے جہاں میں نے چھوٹی عمر میں گناہ کیا تھا۔

مالک بن دینار رحمہ اللہ تعالیٰ نے بصرہ سے پا پیادہ حج کیا تو کسی نے



ان سے سوار ہونے کو کہا۔ وہ فرمانے لگے کیا بھاگا ہوا نافرمان غلام اپنے آقا سے مصالحت کے لئے سوار ہو کر حباتا پستد کرے گا؟ واللہ اگر میں انگاروں پر چل کر مکہ جاؤں تو یہ بھی کم ہے۔

پس اسے برادر جان لے کہ اگر گناہ دیرینہ ہو جائے تو استغفار سے فاعل نہ ہو کیونکہ تجھے گناہ کا تو یقین ہے لیکن مغفرت کا شک ہے لہذا دن رات استغفار کرتا رہ۔ اور سب تعریف اللہ کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔



## ۱۲۔ مظلوم پر عذاب الہی کا خوف

سلف صالحین رضی اللہ عنہم کے اخلاق میں سے ایک یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے بہت ڈرتے کہ مبادا وہ ان کو اپنے نفوس پر ظلم کرنے اور لوگوں پر ظلم کرنے کے باعث عذاب دے۔ اگرچہ اس ظلم کا تعلق کسی کا خلال یا بیٹھے کی سہٹی استعمال کرنے ہی سے ہو۔ بالخصوص جب کسی کو اپنے نیک اعمال حقیر نظر آتے تو اسے اس خیال سے اور بھی زیادہ خوف و قلق ہوتا کہ اس کے پاس کوئی نیکی نہیں جو قیامت کے روز مدعیوں کو دے سکے، اور ممکن ہے کہ کوئی مظلوم قیامت میں اتنا بخل کرے کہ وہ ایک ظلم کے بدلے جو خواہ مال یا عزت سے متعلق ہو یا ایک مٹانچہ ہی ہو ظالم کے تمام اعمال صالحہ سے لے کر بھی دھنا مندر نہ ہو۔

مظلوم کو ظالم کے تمام اعمال صالحہ دیکھ جائیں گے | حدیث شریفہ میں آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تمہیں معلوم ہے کہ قیامت کے دن میری امت

میں مفلس کون ہوگا؟ صحابہ نے عرض کی ہمارے ہاں تو مفلس وہ ہے جس کے پاس درہم و دینار اور متاع نہ ہو۔ آپ نے فرمایا قیامت میں مفلس وہ ہوگا جو نماز، روزہ، زکوٰۃ اور حج سے کو حاضر ہوگا، پھر ایک آدمی آئے گا جسے اس نے گالی دی ہوگی، ایک آئے گا کہ جس کا اس نے مال کھایا ہوگا اور کوئی ہوگا جس کا خون کیا ہوگا، دوسرا ہوگا جسے اس نے مارا ہوگا، پس ہر ایک کو اس کی نیکیاں دی جائیں گی، پھر اگر اس کی نیکیاں ادلتے حقوق سے پہلے ہی ختم ہو گئیں تو ان مظلوموں کے گناہ لے کر اس پر ڈال دیئے جائیں گے اور اس کو دوزخ میں



پھینک دیا جائے گا۔

عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ رب العزت قیامت کے روز  
پکڑ کر کہے گا کہ میں مصنف بادشاہ ہوں، کوئی دوزخ میں دوزخ میں نہیں جاسکتا اور کوئی  
جنتی جنت میں نہیں جاسکتا جب تک کہ اس کے ذمے کسی کا حق ہو اور اس سے  
اس کا بدلہ نہ لے لیا جائے۔

وہب بن منبہ رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ بنی اسرائیل کے ایک  
نوجوان نے تمام گناہوں سے توبہ کر لی، پھر عبادت میں مشغول ہوا اور تین سال  
تک عبادت کرتا رہا کہ دن کو کبھی افطار نہ کرتا اور نہ رات کو سوتا اور نہ کبھی سایہ  
میں بیٹھتا اور نہ عمدہ کھانا کھاتا۔ جب وہ مر گیا تو ایک دوست نے اسے خواب  
میں دیکھا اور دریافت کیا کہ اللہ تعالیٰ نے تیرے ساتھ کیا معاملہ کیا۔ اس نے  
جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ نے میرا حساب لیا اور پھر میرے سب گناہ معاف کر دیے  
بجز ایک غلام کے جو میں نے اس کے مالک کے اذن کے بغیر دانتوں میں استہلا  
کیا تھا اور اس کی وجہ سے میں اس وقت تک جنت میں جانے سے روکا ہوا ہوں  
(میں کہتا ہوں) اس مضمون کی تائید اس حدیث سے ہوتی ہے ان اللہ تعالیٰ اخفی  
ثلاثاً فی ثلاث اخفی رضاہ فی طاعتہ واخفی سخطہ فی معصیتہ  
واخفی اولیاءہ فی عبادہ یعنی اللہ تعالیٰ نے تین چیزیں تین چیزوں میں پوشیدہ  
رکھی ہیں۔ اپنی رضا کو اپنی طاعت میں اور اپنے غصہ کو اپنی معصیت میں اور  
اپنے دوستوں کو اپنے بندوں میں۔ بسا اوقات حق تعالیٰ بندے سے صغیرہ گناہ  
واقع ہونے پر بھی ناراض ہوتا ہے مثلاً بلا اذن دانتوں کے لئے استہلا لینا، یا  
ہمسایہ کی مٹی سے بغیر اجازت ہاتھ صاف کرنا جیسا کہ ابھی مذکور ہوا ہے۔  
واللہ اعلم۔

حوت محاسبی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ کسی غلہ نانے والے نے اپنے کام سے توبہ کر لی اور اللہ عزوجل کی عبادت میں مشغول ہو گیا۔ جب وہ مر گیا تو اس کے ایک دوست نے اس کو خواب میں دیکھا اور دریافت کیا کہ اللہ تعالیٰ نے تیرے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ اس نے کہا پندرہ بوریاں مختلف اناجوں کی جن کو میں نے ناپا تھا میرے ذمے لگائیں۔ دوست نے پوچھا یہ کیسے؟ جواب دیا میں پیانے کا بخار صاف کرنے میں سستی کرتا تھا جس کی وجہ سے اس کی تہہ میں مٹی جمع ہو گئی اور ہر ایک پیانہ اس مٹی کے برابر کم ہو گیا۔ ایسا ہی ایک اور شخص کا قصہ مروی ہے جو ترازو کو بخار سے صاف نہیں کیا کرتا تھا۔ پس اسے قبر میں عذاب ہوتا رہا اور لوگ اس کے چلانے کی آواز سنتے رہے حتیٰ کہ صالحین رضی اللہ عنہم میں سے کسی نے شفاعت کی۔

ابو یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے مروی ہے کہ ایک مرد سے کو قبر میں اتنا مارا گیا کہ اس کی قبر آگ سے بھڑک اٹھی۔ مردے نے دریافت کیا مجھے کیوں مارے ہو؟ انہوں نے کہا تو ایک مظلوم کے پاس سے گزرا تھا اور اس نے تیرے پاس فریاد کی مٹی لیکن تو نے اس کی فریاد نہ سنی۔ نیز تو نے ایک مرتبہ بے وضو نماز پڑھی مٹی حالانکہ تجھے معلوم تھا کہ توبہ بے وضو ہے۔

رشتہ دانہ کی آنکھ کو | شرح قاضی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ رشتہ سے اندھا کہہ دیتی ہے | بچو کیونکہ یہ دانہ کی آنکھ کو اندھا کر دیتی ہے۔ اور ایک

روایت میں ہے کہ رشتہ حق پسند منصف کی آنکھ کو بند کر دیتی ہے۔ حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ جب کسی حاکم یا اس کے کارندے کو کسی فقیر پر صدقہ کرتے دیکھتے تو فرماتے اسے مساکین پر رحم کھانے والے! ان پر رحم کر جن پر تو نے ظلم کیا ہے اور ان کا حق واپس کر دے کیونکہ ایسا کرنے سے تو اپنے

دن سے خلاصی پائے گا۔

میمون بن مہران رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ اگر کوئی شخص کسی پر ظلم کرے اور اس سے سبکدوشی حاصل کرنے کا موقع ہاتھ سے جاتا رہے تو اسے چاہیے کہ ہر نماز کے بعد مظلوم کے لئے استغفار کرے کیونکہ اس طرح وہ اس ظلم سے سبکدوش ہو جائے گا اللہ تعالیٰ۔

حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ قرب قیامت میں افراد فاجر ہوں گے اور علماء فاسق اور امین خائن ہو جائیں گے۔

میمون بن مہران رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ آدمی نماز میں اپنے نفس کو بڑا کہتا ہے لیکن اسے خبر نہیں ہوتی۔ لوگوں نے عرض کی یہ کیسے؟ انہوں نے فرمایا وہ نماز میں **اَلَا تَعْنَةُ اللّٰهِ عَلٰی الظّٰلِمِیْنَ** پڑھتا ہے حالانکہ وہ خود اپنے نفس پر گناہوں کے ذریعے ظلم کرتا ہے اور لوگوں پر ان کا مال کھانے اور ان کی بے آبروئی کرنے سے ظلم کرتا ہے۔

وصی بننے سے پرہیز کرو | حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے تم وصی بننے سے بچو کیونکہ وصی و صیت میں عدل نہیں کر سکتے اگرچہ پوری احتیاط سے کام لیں۔ مالک بن دینار رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ خائن کا امین بھی خائن اور عیثیٰ یعنی والے کا امین بھی عیثیٰ گیر ہے۔ یحییٰ بن معاذ رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے تم وصی بننے سے پرہیز کرو کیونکہ موصلی تیرے ذریعے سے اپنے مال کو صحیح استعمال میں لانا چاہتا ہے لیکن تیرے دین کو خراب کرتا ہے پس تم اسی کے مال کی حفاظت سے بڑھ کر اپنے دین کی حفاظت کرو۔ امام ابو یوسف شاکر و امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں وصیت میں پہلی دفعہ داخل ہونا غلطی ہے اور دوسری دفعہ خیانت ہے اور اس میں کچھ کلام نہیں۔



کعب احبار رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو جمعہ کے دن لوگوں پر ظلم کرتے دیکھا تو فرمایا تو لوگوں پر اس دن بھی ظلم کرنے سے نہیں ڈرتا ہو قیام قیامت کا دن ہے اور جس دن تیرے باپ حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام پیدا ہوئے تھے۔ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے جس نے ظالم کی اس کے ظلم پر انداز کی یا اسے ایسی بات سکھائی جس سے وہ کسی مسلمان کا حق باطل کر سکے تو وہ اللہ کے غضب میں گرفتار ہو گیا۔

فضیل بن عیاض کا قول | فضیل بن عیاض رضی اللہ عنہما فرماتے تھے مروی

ہے کہ اللہ تعالیٰ جب کسی بندہ کو کوئی تحفہ دینا چاہتا ہے تو اس پر ظالم کو مستعد کر دیتا ہے۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ جس نے ظالم پر بددعا کی اس نے اپنا انتقام لے لیا۔ یحییٰ بن معاذ رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے اگر کوئی شخص مجھ پر ظلم کرے اور میں اس سے بدلہ نہ لوں تو یہ مجھے بہت

لپٹا رہے۔

امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ درحقیقت کوئی شخص کسی پر ظلم یا کسی سے برائی نہیں کرتا، کیونکہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے فرمایا ہے مَنْ شَرَّكُمْ لِنَفْسِهِ فَإِنَّ غَيْبَهُ مِنْكُمْ أَسْمَاءُ فَعَلَيْهَا رَجُوعُكُمْ نیک عمل کرے وہ اپنے لئے کرتا ہے اور جو کوئی بُرا عمل کرے وہ بھی اپنے اور پر کرتا ہے۔

احمد بن حریب رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں دنیا سے بہت سے لوگ، نیکیوں سے مالدار ہو کر جائیں گے مگر قیامت کے روز وہ لوگوں کی سخت تلافی کے باعث مفلس ہوں گے۔ سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ کے پاس تیرا ایسے سرگناہ لے کر جانا جو تیرے اور اللہ کے

درمیان ہوں یہ زیادہ آسان ہے بہ نسبت اس کے کہ تم ایک گناہ ایسا کر جاؤ جو تیرے اور خلقت کے درمیان ہو۔

پس اے برادر تو اسلاف کے خوف کو بغور دیکھا اور اس میں ان کی اقتدا کر کیونکہ تو ہلاکت کے کنارے پر کھڑا ہے پس جو شخص ڈرتا رہا وہ بچ گیا۔ اور سب تعریف اللہ کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔



## ۱۳۔ اہوال قیامت کے ذکر پر خوفِ الہی

سلف صالحین رحمۃ اللہ علیہم کے اخلاق میں سے ایک یہ ہے کہ جب وہ یوم قیامت کے ہولناک واقعات کا ذکر سنتے تو اللہ تعالیٰ سے بہت ڈرتے اور جب قرآن مجید اور ذکرِ الہی سنتے تو ان پر غشی اور بے ہوشی کی حالت طاری ہو جاتی تاکہ روزِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسیت اَن کَدُنَا اَنکَالَا وَ جَعَلْنَا ذَا غُصَّةٍ وَ عَنَّا اَبَا اَلْمُبِیِّنَا دھارے پاس بیٹریاں اور دوزخ اور گھٹے میں اٹکنے والے کھانے اور دوزخ کا عذاب ہیں) تلاوت فرمائی۔ اس وقت آپ کے پیچھے حمران بن اعین رضی اللہ عنہ تھے وہ مردہ ہو کر گر پڑے۔

یزید قاشی کی نصائح | ایک روز یزید قاشی، عمر بن عبدالعزیزؒ کے پاس گئے تو عمرؒ نے انہیں کوئی نصیحت کرنے کو کہا۔ انہوں نے فرمایا اے امیر المومنین! آپ پہلے خلیفہ نہیں ہیں جو میں گے۔ یہ سن کر عمرؒ دھڑکے اور مزید نصیحت کرنے کو کہا۔ انہوں نے کہا اے امیر المومنین آپ کے اور آپ کے دادا آدمؑ کے درمیان جتنے باپ ہیں ان میں سے اس وقت کوئی زندہ نہیں۔ عمرؒ پھر دھڑکے اور مزید نصیحت کے لئے کہا۔ اس پر انہوں نے فرمایا کہ جنت اور دوزخ کے مابین اور کوئی منزل نہیں، یہ سن کر امیر المومنین عمرؒ بے ہوش ہو کر گر پڑے۔

حسن بن صالح رحمۃ اللہ تعالیٰ ایک مرتبہ اذان دے رہے تھے جب اَشْهَدُ اَنَّ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰہُ پر پہنچے تو بے ہوش ہو کر گر پڑے۔ لوگ ان کو منار سے اٹھا کر لائے، پھر ان کے بھائی نے منار پر چڑھ کر اذان کہی اور نیچے آکر نماز پڑھائی۔



حق اس وقت تک بے ہوش ہی رہے۔ ابو سلیمان دارانی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں میں نے حسن یعنی ابن صالح رحمہ اللہ تعالیٰ سے زیادہ صاحب خشوع کسی کو نہیں دیکھا۔ ایک رات صبح تک سورۃ عَمَّ يَتَسَاءَلُونَ بار بار پڑھتے رہے اور فجر تک غشی ہوتی رہی اور سورت ختم نہ ہوئی۔ جب ہوش میں آئے تو طہارت کی تجدید کر گئے۔

کے ایک روز داؤد طائی ایک عورت کے پاس سے گزرے جو کسی عزیز کی قبر پر رو رہی تھی اور کہہ رہی تھی کاش مجھے معلوم ہو کہ تیرے کون سے رخسارہ کو کپڑے سے لکھنا شروع کیا ہے۔ داؤد طائی غش کھا کر گر پڑے۔

شہداء نہ عابدہ رحمہ اللہ علیہا اپنی مناجات میں کہتی تھیں کہ اے اللہ تو تمام کربوں سے زیادہ کریم ہے اور رب سرداروں کا شہنشاہ اور مسلمانوں کی امید گاہ ہے۔ میں تجھ سے التجا کرتی ہوں کہ ان تمام لوگوں کو معاف کر دے جو تیری سزا کے جاننے کے بعد نافرمانی میں پڑے ہوئے ہیں یہ کہہ کر ایک چرخ ماری اور بے ہوش ہو کر گر پڑیں اور ان کے منہ سے باہ باہ کی آواز آتی رہی۔

تلاوت قرآن کا اثر | حضرت امیر المومنین عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ ایک روز سورۃ کوثر پڑھ رہے تھے۔ جب وَاِذَا الصُّبْحُ نُشِرَتْ وجب امانا سے بھرے جاؤں گے پر پہنچے تو بے ہوش ہو کر گر پڑے اور بہت دیر تک زمین پر تر پڑے رہے۔ بیس بن عثیم رحمہ اللہ تعالیٰ نے ایک قاری کو یہ آیت پڑھتے سنا اذا نَافَخَتُ مِنْ مَّكَانٍ لَّيْسَ بِمَعْدِنِمْ اُولَٰئِكَ لِيُغَيَّبَ وَ ذٰلِكَ بِاَنَّ رَجَبٍ دُوْرُ خَانَ کہہ رہے دیکھو گی تو وہ لوگ اس کا جوش و خروش میں لگے تو غش کھا کر گر پڑے۔ پھر اٹھا کہ گھر پہنچائے گئے اور ان کی ظہر، عصر، مغرب اور عشا کی نمازیں قضا ہو گئیں۔ مروی ہے کہ یہ قاری اپنے محل میں اہم تھے اور ایک روایت میں ہے کہ یہ آیت عبد اللہ

بن مسعود نے پڑھی تھی۔

ابو سلیمان دارانی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے سفیان ثوریؒ نے مقام ابراہیم کے پیچھے دو رکعت نماز ادا کی اور پھر آسمان کی طرف دیکھا تو غش کھا کہ اگر پڑھے دارانیؒ فرماتے ہیں کہ یہ محض آسمان کی طرف دیکھنے سے نہیں ہوا بلکہ قیامت کے احوال میں فکر کرنے کا نتیجہ تھا۔

وہب بن منبہ رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ ابراہیم خلیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جب اپنا کوئی قصور یاد آتا تو غشی طاری ہو جاتی اور ان کے دل کی دھڑکن بہت دور سے سنائی دیتی تھی۔ کسی نے ان سے کہا آپ خلیل الرحمن ہیں اور پھر اس قدر غم کرتے ہیں۔ انہوں نے فرمایا کہ جب میں اپنا قصور یاد کرتا ہوں تو اپنے مرتبہ خلعت کو بھول جاتا ہوں۔

فضیل بن عیاض رحمہ اللہ نے ایک روز فجر کی نماز میں سورہ یس پڑھی اور جب ان کا سنت الا صلیحۃ واحداۃ فَاٰمَنَّا بِمَا نَحْنُ فِیْہِ رُکُوعًا تو ان کا ہوش بے ہوش ہو گیا اور طلوع آفتاب تک ہوش میں نہ آیا۔ اس کی یہ حالت تھی کہ جب کسی سورت کے پڑھنے کا قصد کرتا تو اس کو تمام نہ کر سکتا تھا اور سورہ اِذَا زُلْزِلَتْ الْاَرْضُ اور سورہ الْاَنْفَادِ کو کبھی سن ہی نہ سکتا تھا۔ کہتے ہیں کہ جب اس کا انتقال ہو گیا تو اس کے والد فضیل رحمہ اللہ تعالیٰ نے مگر اسے لوگوں نے پوچھا اس کا کیا سبب ہے آپ تو نہایت غنیمت رہا کرتے تھے۔ انہوں نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے کو اس کی موت مرثوبہ ہے اس لئے مجھے اللہ کی پسند مرثوبہ ہے۔ علی موصوف اپنے والد سے درخواست کیا کہ تم کو اللہ سبحانہ و تعالیٰ سے دعا فرمائیں تاکہ میں ایک بار پھر سورۃ یس سکون یا موت سکون

پہلے قرآن مجید ختم کر لوں اگرچہ ایک ہی بار ہو۔

✓ حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ فرمایا کرتے تھے کہ پہلے جب کوئی شخص رات میں قرآن مجید کی تلاوت کرتا تو صبح کے وقت لوگ اس کے چہرے میں شدت تغیر، زردی رنگ اور لاسری و پشہ مردگی کے اثرات محسوس کرتے تھے لیکن اب یہ حالت ہو گئی ہے کہ جب کوئی رات کو پورا قرآن بھی پڑھتا ہے تو صبح کے وقت اس کے چہرہ سے اس کا کچھ اثر ظاہر نہیں ہوتا گویا اس نے محض اپنی پاؤں کا بوجھ ہی اٹھایا تھا۔

میمون بن مہران رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے ایک قاری کو یہ آیت پڑھتے سنا حیاتِ جہنم کسوعیدہم اجمعین (امدانِ تمام کی وعدہ گاہ جہنم ہے) تو چیخ اٹھے اور ہاتھ سر پر رکھ لیا اور تین دن تک حیران و پریشان پھرتے رہے۔ انہیں معلوم نہیں تھا کہ کہاں جاتے ہیں۔

پس اسے دوست اپنے سلف کے احوال میں غور کر اور دیکھ کہ تجھے بھی اپنے رب عزوجل کا کلام سننے سے کبھی حقیقی باریا کے طور پر غشی ہوئی ہے یا تیری قساوتِ قلب کے باعث کبھی ایسا نہیں ہوا۔ پس تو ڈرتا رہ اور بھوکا رہنا اختیار کر کیونکہ اس سے تیرا دل نرم ہوگا، اور سب تعریف اللہ کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔





## ۱۴۔ موت سے قبل توبہ

سلف صالحین رضی اللہ عنہم کے اخلاق میں سے ایک یہ ہے کہ ہر مرض میں اُن کے دل اس خوف سے گھبراتے کہ یہ ان کی اجل کا آخری وقت ہو اور وہ توبہ بھی نہ کر سکیں۔ اور نہ حقوق کی ادائیگی ہو سکے، پس وہ آخرت کی طرف افرمان بن کر جاتیں جیسے کہ وہ غلام جس نے اپنے آقا کے حرم میں بدکاری کی ہو اور آقا کی حالت غضب میں اس کے سامنے پکڑ کر لے آئیں۔ **وَاللّٰهُ الْمَثَلُ الْأَعْلٰی۔**

ایک مرتبہ حسان بن سنان رحمہ اللہ بیمار ہوئے۔ ان کے دوست عیادت کو آئے اور حال دریافت کرنے لگے۔ انہوں نے کہا کہ اگر جہنم کی آگ سے بچ جاؤ تو اچھا ہوں۔ پھر انہوں نے دریافت کیا آپ کیا پاتے ہیں؟ انہوں نے کہا کہ میں سے پہلے ایک ایسی رات مل جائے جس کو تمارا اور استغفار ہی میں تمام کروں۔

**مالک بن دینار کا عہد** | مالک بن دینار رحمہ اللہ تھلے فرما رہے ہیں ایک بیمار

کے گھر گیا جو مرضی موت میں مبتلا تھا، وہ ایک گناہگار آدمی تھا۔ میں نے اس سے کہا کیا تو اللہ تعالیٰ سے عہد نہیں کرتا کہ تو کبھی گناہ نہیں کرے گا ممکن ہے کہ تو اسی عہد پر مر جائے۔ مالک کہتے ہیں میں نے گھر کے اندر سے ایک آواز سنی کہ اگر اس کا عہد ایسا ہو جیسا کہ تو سہارے ساتھ کرتا ہے اور پھر توڑ دیتا ہے تو اس میں کچھ فائدہ نہیں، بلکہ اس سے خستہ اور بڑھتا ہے پس مالک غش کھا کر گریہ پڑے۔

ربیع بن خثیم جب مرضی موت میں گرفتار ہوئے تو لوگوں نے اُن سے کہا

آپ طبیب کیوں نہیں جانتے۔ وہ کچھ دیر خاموش رہے پھر فرماتے گئے اِن

عَا حَا وَتَسُو حَا هَا وَاضْطَبَّ التَّرْتِیَّ وَفَرَّوْنَا بَیْنَ ذَا لِكَ كَثِیْرًا وَ

كَلَّا ضَرَبْنَا لَهُ الْاَمْثَالَ وَكَلَّا تَبَرُّنَا تَشْبِیْرًا هَا د کہاں ہیں عدا اور

ثود اور اصحاب الرس اور ان کے درمیان دیگر بہت سی امتیں ہم نے تمام کے سامنے مثالیں

بیان کیں اور تمام کو ہلاک کر دیا حالانکہ ان امتوں میں معالج اور اطباء وغیرہ موجود تھے

پھر بھی وہ تمام کی تمام ہلاک ہو گئیں۔ واللہ میں اپنے لئے ہرگز طبیب نہ بلاؤں گا۔

کے <sup>مغیرہ الخراڑ کے پاس لوگ ان کے مرض موت میں گئے اور ان سے عالی</sup> دریافت کیا۔ انہوں نے جواب دیا گناہوں سے لدا پڑا ہوں۔ لوگوں نے پوچھا

کسی چیز کی خواہش ہے؟ انہوں نے کہا ہاں، اللہ تعالیٰ موت سے پہلے ہر بری

بات سے توبہ کی توفیق دے۔

کے <sup>دہیب بن ورد</sup> رحمہ اللہ تعالیٰ بیمار ہوئے تو ان کے پاس امیر کاتب ایک

نصرانی طبیب لے کر گئے۔ طبیب نے دریافت کیا کیا تکلیف ہے؟ انہوں نے

فرمایا معاذ اللہ میں تجھے اپنی تکلیف ہرگز نہیں بتاؤں گا۔ لوگوں نے عرض کی آپ

ہمیں بتائیں ہم اسے بتا دیں گے۔ انہوں نے فرمایا سبحان اللہ یہ لوگ کیسی عقلوں

کے مالک ہیں کہ مجھے اللہ تعالیٰ کی شکایت اس کے دشمن کے پاس کرنے کو

کہتے ہیں، تم سب یہاں سے چلے جاؤ۔

سفیان بن عیینہ فرماتے ہیں ہم فضیل بن عیاض کی عیادت کو گئے تو فرما

گئے اگر تم میرے پاس نہ آتے تو مجھے یہ بات تمہارے آنے سے زیادہ پسند تھی

میں ڈرتا ہوں کہ کہیں تمہارے پاس اپنے رب عزوجل کی شکایت نہ کروں۔

یحییٰ بن معاذ فرماتے ہیں ایک دفعہ ہم کسی مریض کی عیادت کو گئے ہم نے

اس کا حال دریافت کیا۔ اس نے کہا جب میں دنیا میں آیا تھا تو ناخوش تھا پھر

اس میں ظالمانہ زندگی بسر کی۔ اب میں اس سے علیحدہ ہوتا ہوں تو نشان ہوں۔  
 حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ عطا سلجی کے پاس ان کی بیماری کی حالت  
 میں گئے۔ ان پر صفر کا غلبہ تھا۔ حسن بصری نے کہا اے عطا اگر تم صحن میں لیٹو  
 تو اچھا ہے۔ انہوں نے جواب دیا میں اپنے رب سے شرماتا ہوں کہ وہ مجھے  
 اپنے حظ نفس کے لئے سس کرتے دیکھے۔

عمر بن عبدالعزیز بیمار ہوئے تو ان کے لئے طبیب لائے۔ طبیب نے  
 ان کو دیکھا اور کہا کہ ان کا جگر خوف الہی کے مارے پھٹ گیا ہے، میں اس کا  
 علاج نہیں کر سکتا۔ ابو بکر عیاض بیمار ہوئے تو ان کے پاس ایک نصرانی طبیب  
 آیا انہوں نے اسے ہاتھ لگانے سے روک دیا۔ جب وہ اٹھ کر چلا تو انہوں نے  
 اس کو جاتے ہوئے دیکھا اور فرمایا اے اللہ صبحے تو نے مجھے کفر کی تکلیف سے  
 نجات دی ہے ایسے ہی جو تیری مرضی ہو میرے ساتھ کر۔

سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اکابر کے سوا بہت کم مرضی ان  
 چار فصلتوں سے بچ سکتے ہیں۔ طبع، جھوٹ، شکرہ اور ریا۔

مرضی کے شکرانہ میں صدقہ | شہاد بن حکیم جب بیمار ہوتے تو مرضی کے شکرانہ میں سو  
 درہم صدقہ کو دیتے۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ جب بیمار ہوتے تو طبیب  
 کے مشورہ کے مطابق عمل نہ کرتے۔ لوگوں نے ایک دن ان سے کہا آپ طبیب  
 کیوں نہیں بلاستے؟ انہوں نے فرمایا بخدا اگر مجھے معلوم ہو جائے کہ تندرستی میرے گناہ  
 کو ہاتھ لگانے میں ہے تو میں کان کو کبھی ہاتھ نہ لگاؤں۔ اللہ عز و جل جو کرتا  
 ہے اچھا کرتا ہے۔

مرضی موت میں اہل اللہ کے شہادت | لوگ یحییٰ بن مساذ کی عیادت کو آئے اور ان کا  
 حال دریافت کیا تو انہوں نے کہا میں نے دنیا میں ظالمانہ زندگی بسر کی ہے۔



کا امام شافعیؒ سے لوگوں نے حال دریافت کیا تو انہوں نے فرمایا میں دنیا سے  
رضعت ہونے کو ہوں اور میرے بڑا عمال میرے سامنے آنے والے ہیں اور میں  
خدا کے فضل پر بھروسہ کرتے ہوئے ہوں۔

کا واؤ دطانیؒ کے پاس ان کی بیماری میں ایک امیر آیا اور اس نے ایک ہزار  
دینار ان کے پیلوں میں رکھ دیے اور کہا کہ انہیں اٹھا لیں۔ اللہ آپ کو آرام دے  
پھر دریافت کیا کیا کوئی اور ضرورت ہے؟ انہوں نے فرمایا ہاں، آج کے بعد  
پھر تم میرے پاس نہ آنا۔ پھر حاضرین کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا یہ میری برائی کو  
موت سے پہلے اور بیماری بنانا چاہتا ہے۔

فضیل بن عیاض رحمہ اللہ تعالیٰ کے پاس لوگ عیادت کر گئے اور ان  
دریافت کیا آپ کیا چاہتے ہیں؟ انہوں نے فرمایا موت سے پہلے اپنے دوست  
یوسف بن سباطؒ کو ایک نظر دیکھ لوں۔

ماہم اہم کسی غیل کو مرض موت میں خیرات کرتے دیکھتے تو فرماتے اللہ  
سے ہمیشہ بیمار رکھ کیونکہ بیماری اس کے گناہوں کا کفارہ ہے اور فقر کے لئے  
بھی بہتر ہے۔

محمد بن سیرینؒ سے لوگوں نے مرض موت میں ان کی حالت دریافت کی۔  
انہوں نے فرمایا میں شدید بلا میں گرفتار ہوں۔ اگر بھوکا ہوتا ہوں تو سیر نہیں ہوتا  
پیاسی لگتی ہے تو ٹھنکی نہیں اور سونا چاہتا ہوں تو نیند نہیں آتی کہتے ہیں کہ  
محمد بن سیرینؒ بیماری کی حالت میں بہت کم شکایت کیا کرتے تھے لیکن یہ  
مرض ان پر بھاری ہوا اور اس کے بھیلنے کی طاقت نہ رکھتے تھے اس لئے وہ  
دوستوں سے کہتے کہ ہر بانی کر کے میرے لئے دعا کرو۔

ایک دفعہ فضیل بن عیاضؒ بیمار ہوئے۔ لوگوں نے ان سے حال دریافت

کیا تو فرما سنے لگے راضی ہوں مگر میرے لئے ایسی بیماری کی دعا کرو تاکہ میں لوگوں کو نہ دیکھوں اور نہ لوگ مجھے دیکھیں۔

ابوبکر بن عبد اللہ کے پاس لوگ عبادت کے لئے گئے۔ ابوبکر کو وارد ہوں کے ہمارے سے باہر آئے کہ لوگوں نے دعا کے لئے عرض کی۔ انہوں نے فرمایا اللہ تعالیٰ اس شخص پر رحم کرے جو اپنے رب کی طاعت میں مشغول ہو اس سے پہلے کہ اس پر میرے جیسی حالت وارد ہو۔

موسیٰ کے پاس لوگ آخری وقت میں عبادت کے لئے گئے تو مومن اپنے خادموں کو کہہ رہا تھا میرے لئے گھوڑے کی تھول بچھاؤ اور اس پر خاک پھیلادو۔ چنانچہ انہوں نے تعمیل کی۔ پھر وہ اس پر اوستھ لگا اور کہا اس کے دائیں ملک کے بادشاہ فانی ملک کے بادشاہ پر زخم کر۔

عقبہ غلام کے پاس ان کے مرضی موت میں لوگ آئے اور حال پر چھا تو انہوں نے یہ اشعار پڑھے۔

خروجت من الدنيا وقامت تيامتي      خدا يقيد الحسامون جناتني  
وهميل اهل حفرة قبوري وصيبري      خود جي و القميلي اليه كرامتي  
كانهم لم يعرفوا قط حسروتي      غدا انا اتي يومي غلي ولسيلتي

(ترجمہ) میں دنیا سے نکلا اور جس روز جہانہ اٹھائے گا لوگوں نے میرا جنازہ اٹھایا تو میرے لئے قیامت قائم ہوگئی اور میرے عزیزوں نے قبرگدھانے میں جلدی کی اور اس کی نثر جلد سے جانے میں میری عزت خیال کی۔ جس روز میری موت کا دن اور اس کی رات میرے کا پر آئی ان کی حالت تھی کہ گویا وہ مجھے پہچانتے بھی نہ تھے۔

حضرت عمر فاروقؓ و عثمانؓ | عمر بن عبد العزیزؓ فرماتے تھے کہ حضرت عمر بن خطابؓ رضی اللہ  
فارس کے آخری الفاظ | عنہ کہ جب نیزہ مارا گیا تو انہوں نے مکتور اسرار و مد

منگوا کر پیا لیکن وہ اُن کے زخم سے باہر نکل آیا۔ انہوں نے اللہ اکبر کہا یہ سن کر لوگ ان کی تعریف کرنے لگے۔ انہوں نے فرمایا بخدا مجھے دہنیا سے جیسا میں خالی ہاتھ آیا تھا ایسا ہی خالی جانا پسند ہے۔ اگر آج تمام چیزیں جن پر سوچ نکلتا ہے اور غروب ہوتا ہے میری ہوتیں تو بھی میں ان کو قیامت کے خوف سے صدقہ کر دیتا۔

سلمان فارسی کا وقت وفات قریب آیا تو وہ رونے لگا اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں وصیت کی تھی کہ تمہارا دنیاوی سامان اتنا ہونا چاہیے جتنا سوار کا توشتہ لیکن افسوس کہ میں نے اس قدر مال و متاع جمع کر لیا ہے یہ کہتے ہوئے اس کی طرف ہاتھ سے اشارہ کیا جب اُن کا انتقال ہو گیا تو تمام اسباب کی قیمت صرف پندرہ درہم لگائی گئی۔

ابراہیم نخعی کا جب وقت موت آیا تو روئے۔ لوگوں نے اس کی وجہ پوچھی تو فرمایا میں اپنے رب کے قاصد کا منتظر ہوں۔ معلوم نہیں وہ جنت کی خوشخبری لانا تھا یا دوزخ کی۔

محمد بن منکدر کی موت کا وقت آیا تو وہ روئے۔ لوگوں نے پوچھا آپ کیوں روتے ہیں؟ انہوں نے فرمایا میں ان گناہوں پر روتا ہوں جنہیں میں اپنی نظر میں حقیر خیال کرتا تھا مگر وہ اللہ کے نزدیک بہت بڑے ہیں۔

محمد بن سیرین کا انتقال ہونے لگا تو وہ روئے۔ لوگوں نے دریافت کیا آپ کیوں روتے ہیں؟ فرمایا گزشتہ زندگی میں کوتاہی اور نارہ جہنم میں جانے پر رہتا ہوں۔

عمر بن عبد العزیز کی آخری مناجات | عمر بن عبد العزیز کی وفات قریب آئی تو فرمایا لگے۔ اے اللہ میں نے گناہ کئے ہیں، اگر معاف کر دے تو مجھ پر احسان ہے



اور اگر عذاب دے تو تیرا عدل ہے ظلم نہیں ہے۔ لیکن میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔ پھر جاں بحق ہو گئے۔

گیا عامر بن قیسؓ کی وفات کا وقت آیا تو روئے اور فرمانے لگے میں موت لے کے ڈرے نہیں روتا اور نہ مجھے دنیا کی حرص ہے بلکہ میں اپنے رب کی جی بھر طاعت نہ کرنے پر اور مردیوں کی راتوں میں قیام نہ کرنے پر روتا ہوں۔

عبداللہ بن مبارکؓ جب فوت ہونے لگے تو اپنے غلام سے کہا میرا سر مٹی پر رکھ دو۔ غلام روئے لگا۔ انہوں نے رونے کا سبب پوچھا۔ اس نے عرض کی مجھے آپ کا وہ آرام یاد آیا ہے جس میں آپ تھے اور اب آپ وہی ہیں کہ اس حالت میں جان دیتے ہیں۔ انہوں نے فرمایا میں نے اپنے رب سے دعا کی تھی کہ میں ایسی حالت ہی میں مروں۔ پھر فرمانے لگے اے دوست جب حالت بدل جائے تو مجھے لا الہ الا اللہ کی تلقین کرنا اور ایک دفعہ تلقین کر کے دوبارہ نہ کرنا مگر جب میں اس کے بعد کوئی اور کلام کروں۔

عطاء بن یسار رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے پاس شیطان آیا اور کہنے لگا اے احمد تو دنیا سے اس حال میں جا رہا ہے کہ تجھ سے ماموں ہے۔ انہوں نے فرمایا میں ابھی تیری عداوت سے ماموں نہیں ہوں۔

حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ ایک آدمی کے پاس گئے جو نزع کی حالت میں تھا تو فرمانے لگے جس کام کا انجام لیا ہو اس سے شروع ہی ہے۔ بے رغبتی لازم ہے۔

ابو ذرؓ کا وقت وفات قریب آیا تو فرمانے لگے اے موت گلا گھونٹنے میں

جلدی کر کیونکہ میں اللہ سے ملاقات کرنا چاہتا ہوں۔

ابو درددل رضی اللہ عنہ ایک مرتبے ہوئے شخص کے پاس گئے تو اسے اللہ  
تعالیٰ کہتے پایا۔ انہوں نے کہا بھائی تم نے اچھا کیا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ جب  
کسی امر کا حکم کرتا ہے تو بندہ اسے اپنی تعریف سننا پسند کرتا ہے۔ سفیان ثوری  
ایک لڑکے کے پاس گئے جو نزع میں مبتلا تھا اور اس کے والدین رو رہے  
تھے۔ لڑکا کہنے لگا مدت ہوئی اس کے پاس جاتا ہوں جو میرے ساتھ تم سے  
بڑھ کر مہربان ہے۔

معاویہ کی دعا معاویہ بن ابی سفیانؓ کے انتقال کا وقت آیا تو فرمانے لگے  
لے گا اللہ ایک نہایت سخت دل گنہگار بڑھے پر رحم کر۔ اے اللہ میری غز  
معاف کر دے اور خطائیں بخش دے اور اس جاہل پر نرمی کر جو تیرے سوا کسی پر  
بھروسہ نہیں کرتا اور نہ کسی سے امید رکھتا ہے۔ پھر دھاڑیں مار کر رونے لگے  
کے شام بن عبد الملک کے انتقال کا وقت قریب آیا تو اپنی اولاد کو دیکھا جو ان  
کے پاس رو رہی تھی اور کہنے لگے شام نے تمہارے دنیا بخش دی اور تم اس پر روتے ہو،  
اور اس نے جو کچھ جمع کیا تمہارے لئے چھوڑ دیا اور تم نے اس پر اس کے کائے ہوئے  
گناہ چھوڑے۔ پس اگر اللہ تعالیٰ نے معاف نہ کیا تو شام کا انجام کیا برا ہے۔  
ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی وفات کا وقت آیا تو وہ روئے۔ لوگوں نے دریا  
کیا کیوں رو رہے ہیں؟ انہوں نے فرمایا طویل سفر، توشہ کی قلت، مصنف یقین اور  
پل صراط سے دوزخ میں گرنے کا ڈر ہے۔

پس اسے دوست اپنی حالت پر غور کر کیونکہ موت ہر وقت حاضر ہے۔ ایک  
سانس بھی تیرے قبضہ میں نہیں کہ دوبارہ آئیگا یا نہیں اور شب روز بکثرت استغفار کیونکہ  
تو دریا کے گرتے ہوئے کنارے پر کھڑا ہے۔ اللہ تعالیٰ تیری ہدایت کا فیصلہ ہو اور وہی  
مہمیں کی کفالت کرتا ہے اور اسی پر اعتماد ہے اور سب تعریف اللہ کے لئے ہے جو تمام جہانوں پر رزگار

## ۱۵۔ دنیا پر عبرت کی نظر

سلف صالحین رضی اللہ عنہم کے اخلاق میں سے ایک یہ ہے کہ وہ دنیا اور اس کی خواہشات کو عبرت کی نظر سے دیکھتے نہ کہ محبت کی نظر سے، چنانچہ جمہور سلف صالح رضی اللہ عنہم کا یہی دستور رہا ہے۔

سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے تو آپؐ نے دریافت کیا اے سعد تم کہاں تھے؟ انہوں نے عرض کی کہ میں جنگل میں ایسے لوگوں کے پاس تھا جن کو کھانے پینے اور ٹھکانے کی لذات نے گرفتار کر رکھا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا میں تجھے اس سے زیادہ عجیب بات نہ بتاؤں؟ سعد نے عرض کی کہ ضرور بتائیں۔ آپؐ نے فرمایا وہ شخص جو ایسی باتوں کی برائی کو جانتا ہو اور پھر وہ اس قسم کی باتیں کرے۔ سفیان ثوری رضی اللہ عنہ فرماتے تھے جو شخص دنیا کی حالت میں غور کرتا رہے اور عبرت حاصل کرتا رہے اس کے اعمال میں نقص نہیں ہوتا۔

دنیا سے عبرت کب حاصل ہوتی ہے؟ عاتق اصم رحمہ اللہ تعالیٰ سے کسی نے پوچھا کہ آدمی کب اس قابل ہوتا ہے کہ اس کو دنیا سے عبرت حاصل کرنے والا سمجھا جاسکے؟ آپؐ نے فرمایا جب یہ بات سمجھ میں آجائے کہ دنیا کی ہر چیز کا انجام بربادی ہے اور دنیا دار کو انجام کارمشی میں جاتا ہے۔

یحییٰ بن معاذ رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں تجھے مناسب ہے کہ دنیا میں تیری نظر عبرت کے لئے ہو اور اس میں تیری سعی انتظار ہی ہو اور اس کو ترک کرنا



تیرے اختیار میں ہو۔

کا حاتم اصم رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ جس شخص کے گھر سے جنازہ نکلے اور پھر وہ عبرت حاصل نہ کرے تو نہ اس کے لئے علم ناخ ہے نہ حکمت نصیحت۔  
 زمین دو آدمیوں پر تعجب کرتی ہے | احمد بن حنبل فرماتے تھے کہ زمین دو آدمیوں پر تعجب کرتی ہے ایک اس شخص پر جو اپنے سونے کے لئے بستر کرے اور اس کو گدرا بنائے۔ زمین اسے کہتی ہے کیا بن آدم تو اس بات کو کیوں نہیں یاد کرتا کہ تجھے میرے اندر زمانہ و راز تک بستر کے بغیر لیٹنا اور بوسیدہ ہو جانا ہے۔ دوسرے اس شخص پر تعجب کرتی ہے جو اپنے بھائی سے کسی قطعہ زمین پر تنازع کرتا ہے۔ زمین اسے کہتی ہے تو اس زمین کے پہلے مالکوں پر کیوں نہیں غور کرتا کہ کتنے لوگ اس کے مالک بن کر جا چکے ہیں اور اس میں قیام نہیں کر سکے۔  
 کا ملک بن دنیا فرماتے تھے کہ جس شخص کی بصارت اور بصیرت اس وار دنیا سے واپس آخرت کی طرف ہجرت حاصل نہ کرے وہ محبوب القلوب اور قلیل العمل ہے۔

ابراہیم بن ادہم فرماتے تھے کہ ابراہیم تیمی اپنے گھر کے صحن میں پیشاب کیا کرتے تھے ایک رات وہ اپنے حجرے سے پیشاب کرنے کے لئے نکلے تو صبح تک وہیں کھڑے رہے۔ لوگوں نے اس کا سبب دریافت کیا تو فرمایا نے لگے صحن میں نے پیشاب کرنا چاہا تو مجھے اہل دوزخ اور ان کی تکالیف کا خیال آگیا پس صبح تک وہ اپنی زنجیروں اور سیڑیوں میں مجھ پر پیشاب کرتے رہے اس لئے غم نہ آئی۔

عمر بن عبدالعزیز کی بیوی فاطمہ فرماتی تھیں کہ بخدا عمر کو نہ زہر دیا گیا اور نہ ان کو کسی نے قتل کیا جیسا کہ کہا جاتا ہے، بلکہ وہ خوفِ الہی اور آگ کے

دوسرے فوت ہو گئے۔

حضرت داؤدؑ کی کیفیت | ثابت بنانی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ داؤد علیہ السلام

ایک گرم تنور کے پاس سے گزرے تو دوزخ کی آگ یاد آگئی جس سے وہ

اسی وقت کانپنے لگے اور چلے گئے اور قریب تھا کہ ان کے اعضاء اور ہڈیاں ایک

دوسرے سے الگ ہو جائیں۔ لوگوں نے ان کے اعضاء کیسیوں سے باندھ

دیئے یہاں تک کہ وہ کچھ کچھ حرکت کر سکیں اور اسی طرح کئی دن تک بندھے

رہے۔ گرمی مکنہ زمانہ میں فرمایا کرتے تھے کہ اسے اللہ ہم تو تیرے انتساب کی

گرمی برداشت نہیں کر سکتے تیری آگ کی گرمی کیونکہ برداشت کریں گے؟

یزید بن مرقہ کی آنکھیں ہمیشہ آنسو بہاتی رہیں۔ لوگوں نے اس کا سبب

پوچھا تو انہوں نے فرمایا اگر اللہ سبحانہ و تعالیٰ مجھے کہتا کہ اگر تو نے نافرمانی

کی تو تجھے حمام کے پانی میں ڈالوں گا تو بھی مجھے آنکھوں سے خون بہانا چاہیے

تھا چہ بایکد اس نے فرمایا ہے کہ جو کوئی میری نافرمانی کر لے گا میں اس کو آگ

میں جلاؤں گا۔

حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک قبرستان کے پاس سے گزرے

تو ہاتھ کو کھینچ کر کہتے ہی صحیح البدن، یلیح صورت اور ذبیح اللسان لوگ

منیٰ کے اندر چلا رہے ہیں!

— احمد بن حریب رحمہ اللہ تعالیٰ فرمایا کرتے تھے میں نے انسانی عقل سے

زیادہ کمزور کوئی چیز نہیں دیکھی جو دھوپ کے مقابلہ میں سایہ اختیار کرتی ہے

مگر دوزخ کے مقابلہ میں جنت کو حاصل نہیں کرتی۔

پس اسے دوست اس میں غور کر اور موجودات کو عبرت کی نظر سے دیکھو

اور سب تعریف اللہ کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔



## ۱۶۔ عفو و انتقام

سلف صالحین رضی اللہ عنہم کے اخلاق میں سے ایک یہ ہے کہ جو شخص ان کو مارتا یا ان کا مال چھین لیتا یا ان کی بے عزتی کرتا یا اس قسم کی کوئی اور تکلیف دیتا تو وہ اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کی پیروی کرتے ہوئے معاف کر دیتے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کہیں اپنی ذات کے لئے بدلہ نہ لیتے تھے لیکن اگر محرمات کی حد تو عیسیٰ جاتی تو انتقام لیتے تھے۔ جعفر بن محمد رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں معافی پر نادم ہونا میرے نزدیک عظمت پر ندامت سے زیادہ مرغوب ہے۔ حاتم اصم رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں یہ انصاف نہیں کہ تم اللہ کی نافرمانی پر لوگوں سے توفعات رکھو اور جب تمہارا نفس اللہ کی نافرمانی کرے تو اس سے عداوت نہ رکھو۔ میں کہتا ہوں اپنے نفس سے عداوت رکھنے کا مطلب یہ ہے کہ انسان اپنے نفس کو بھوکا پیاسا رکھ کر اور بستر پر نہ سو کر نیز اسی قسم کی باتوں سے کسرا دے اور اس کے ساتھ ایسا معاملہ کیا جائے جیسا اس آدمی کے ساتھ کرتا ہے جس کو وہ ناپسند کرتا ہے یعنی غصہ اور عدم شفقت کا اظہار کرے اور اس کے ساتھ ایسا معاملہ نہ کیا جائے جیسا عاشق اپنے معشوق سے کرتا ہے۔

نفس کا تادیب | ابویزید بسطامی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے ایک مرتبہ اپنے نفس کو عداوت کے لئے بلایا لیکن اس نے انکار کیا تو میں نے اس کی سزا میں سے ایک سال تک پانی نہ دیا۔ واپسی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں



سب سے بڑا بدلہ یہ ہے کہ کسی کو بدی کے ساتھ بدلہ دیا جائے یہی رحمہ اللہ  
قائم فرماتے تھے کہ عین برداشت کرنا محبت پیدا کرتا ہے۔

کہتے ہیں ابن زبیر کے پاس ایک آدمی کو لستہ جس نے کچھ جوہر کیا تھا  
انہوں نے جلاو کو کوڑے مارنے کے لئے بلوایا۔ اس شخص نے کہا میں اس  
ذات کے واسطے معافی مانگتا ہوں جس کے سامنے تو قیامت کے روز اس  
بڑھ کر ذلیل ہو گا جتنا میں تمہارے سامنے ہوں۔ ابن زبیر اسی وقت سخت پر  
ہے اتنے اہل ذہن پر غور رکھ کر فرمایا کہ میں نے معاف کیا (میں کہتا ہوں)  
شاید انہوں نے قسم دینے والے کی تادیب کسی شرعی بندہ کے لئے ترک  
کی۔ مثلاً حد کے قائم کرنے میں اس کے ترک کرنے سے بڑھ کر مفیدہ کا اندیشہ  
ہو گا۔ واللہ اعلم۔

سب سے گرامی قدر شخص کون ہے؟ | تادمہ رحمہ اللہ تعالیٰ سے سوال ہوا سب  
سے گرامی قدر شخص کون ہے؟ انہوں نے فرمایا جو زیادہ معاف کرتا ہو۔

ایک عورت نے مالک بن دینار کا قرآن مجید اور چاند چھڑا لی۔ وہ  
اس کے پیچھے پیچھے گئے اور فرماتے گئے۔ میں ان چیزوں کا مالک ہوں۔ قرآن  
دے دے اور چادر لے جا اور کوئی فکر نہ کر۔

ابو سعید الخدری فرماتے ہیں پوری معافی یہ ہے کہ ظالم سے بدلہ نہ  
لیا جائے اور اس پر رحم کیا جائے بلکہ اللہ تعالیٰ سے اس کے لئے معافی  
کی بہت دعا کی جائے۔ امام مالک کو جب کوڑے لگائے گئے تو انہوں نے  
مارنے والے کو پہلے ہی کوڑے پر معاف کر دیا۔ یہی کیفیت امام احمد رحمہ اللہ  
تعالیٰ کے بارے میں مروی ہے جب ان کو کوڑوں سے مارا گیا وہ فرمایا کرتے  
تھے کہ آدمی کا اس میں کیا نقصان ہے اگر اس کے سبب اللہ کسی عذاب

نورسے -

کے گلاب اجارہ حمدا اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ جو شخص اپنی عورت کے  
 تنگ کرنے پر جبر کرے اللہ تعالیٰ اسے ایوب علیہ السلام جتنا اجر دے گا  
 اور جو عورت اپنے خاوند کے ظلم پر صابر ہو اللہ تعالیٰ اسے آسیہ بنت  
 مزاحم رضی اللہ عنہا کے مثل اجر دے گا۔ اور سب تعریف اللہ کے  
 لئے ہے جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔



## ۱۶۔ مسلمانوں کی حرمت

سلف صالحین رضی اللہ عنہم کے اخلاق میں سے ایک یہ ہے کہ وہ مسلمانوں کی حرمت کا بہت لحاظ رکھتے اور ان کی نیکیوں سے محبت رکھتے کیونکہ یہ منجملہ شعائر اللہ کے ہیں۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کوئی مسلمان کسی مسلمان کو حقیر نہ جائے کیونکہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک ہر حقیر مسلمان بھی کبیر ہے۔

مومن کعبہ اور ملائکہ | عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے تھے کہ سب سے افضل ہے | سے بڑھ کر نیکی دوست کی عزت کرنا ہے۔ وہ کعبہ کی طرف دیکھتے تو فرماتے بے شک اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے تجھے عزت اور شرف و کرم بخشا ہے مگر مومن کی عزت اللہ تعالیٰ کے نزدیک تجھ سے بڑھ کر ہے۔

عکرمہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں خبردار کسی عالم کو ایذا نہ دینا کیونکہ بنی نے عالم کو ایذا دی اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذا دی۔ ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ مومن اللہ تعالیٰ کی نظر میں بعض فرشتوں سے مکرم ہے۔

حاکم اصم رحمہ اللہ تعالیٰ سے کسی نے پوچھا کہ مسلمان چور کا ہاتھ پانچ درہم کے بدلے کیوں کاٹا جاتا ہے حالانکہ ہاتھوں کا خون بہا پانچ سو دینار ہے؟ انہوں نے فرمایا پچہ درہم، ظالمانہ فعل اور ترک حرمت کی باعث۔



پس اسے دوست اپنے آپ میں غور کر کہ کیا تو مسلمان علیہ السلام  
 کی تعلیم کرنا ہے جیسا کہ ہم نے ان کا ذکر کیا ہے یا ان کی تحقیق  
 سبب عزتی کرنا ہے اور اس وجہ سے فاسق بن چکا ہے ۔ پس استغفار کر  
 اور سبب تعریف اللہ کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا  
 پروردگار ہے ۔



## ۱۸۔ حسن ادب

سلف صالحین رضی اللہ عنہم کے اخلاق میں سے ایک یہ ہے کہ وہ  
چھوٹے بڑے، متعلق و غیر متعلق اور عالم و جاہل ہر کسی کے ساتھ حسن ادب  
سے پیش آتے۔ چنانچہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے موسیٰ اور ہارونؑ کو فرمایا **قُولَا**  
**لَهُ قَوْلًا لِّیْسًا** (فرعون کے ساتھ نرم کلامی سے پیش آؤ) باوجودیکہ فرعون  
پچھلے درجے کا بدکار کافر تھا۔

علو مرتبت ادب پر موقوف ہے | علماء کا اتفاق ہے کہ علو مرتبت زیادتی ادب  
پر موقوف ہے، اور ادب فی الاصل اپنے میں نقص دیکھنے اور دوسرے کو  
باکمال سمجھنے کا نام ہے۔ برعکس بے ادب کے کہ اس میں یہ صفت نہیں ہوتی۔  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی شخص کا اپنے دوست کو تیز نظر سے دیکھنا بھی  
پسند نہیں کرتے تھے۔ میمون بن مہرانؓ جب کسی دعوت میں بلائے جاتے  
تو وہ بچوں اور مسکینوں میں بیٹھتے اور دوست مندوں سے علیحدہ رہتے۔

سعید بن عامر رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں جب کوئی شخص کسی انسان  
کو کسی ایسی صفت کے ساتھ موصوف کرتا ہے جو اس میں نہیں ہوتی تو فرشتے اس  
پر لعنت کرتے ہیں۔ چنانچہ ایک روز ایک ناواقف نے ان کو یا اصریح (اوجھنے)  
کہہ کر پکارا تو انہوں نے اسے کہا اے دوست تجھے تو فرشتوں کی لعنت کی  
ضرورت نہ تھی!

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں سب سے

بڑھ کر عارف الہی وہ ہے جو اہل کلمہ کی زیادہ تعظیم کرے۔ بکر بن عبد اللہ  
 مزنیؒ فرماتے ہیں جب تم کسی اپنے سے بڑے کو دیکھو تو اس کی تعظیم کرو  
 اور سمجھو کہ اس نے اسلام لانے اور نیک عمل کرنے میں تم سے سبقت کی ہے  
 اور اگر تم کسی اپنے سے چھوٹے کو دیکھو تو بھی اس کی تعظیم کرو اور سمجھو کہ  
 تم نے اس سے پہلے گناہوں میں سبقت کی ہے اور جب لوگ تیری تعظیم  
 کریں تو سمجھو کہ یہ اللہ تعالیٰ کا احسان ہے اور تم اس کے مستحق نہیں ہو  
 اور اگر لوگ تیری اہانت کریں تو جان لو کہ یہ تمہارے کسی گناہ کے باعث  
 ہے اور اگر تم نے اپنے پڑوسی کے گتے کو پھرمارنا تو گویا تو نے اپنے  
 پڑوسی کو اذیت پہنچائی۔

وہب بن منبہؒ فرماتے ہیں جب بنی اسرائیل نے موسیٰ علیہ الصلوٰۃ  
 والسلام سے بکثرت سوال کرنے شروع کئے اور ان کو پریشان کر دیا تو اللہ  
 سبحانہ و تعالیٰ نے حضرت موسیٰؑ کی تعظیم کے لئے ایک ہی دن میں ایک  
 ہزار نبیوں پر وحی نازل فرمائی تاکہ وہ موسیٰؑ کی تکریم کے لئے ان کے  
 مددگار ہوں۔ پس تمام لوگ ان نبیوں کی طرف مائل ہو گئے۔ اس سے  
 موسیٰؑ علیہ السلام نے اپنے دل میں غیرت کی تو اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے  
 تمام کو ایک ہی دن میں مار ڈالا (میں کہتا ہوں) انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام  
 کی غیرت بھی محمود ہے کیونکہ انبیاء اپنی عصمت کے ساتھ حفظ نضانی سے  
 بری ہیں اور اللہ تعالیٰ کا ان انبیاء کو مارنا عذاب کے طور پر نہ تھا بلکہ  
 محض تقدیر کے مطابق تھا کہ موسیٰؑ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی امداد کے بعد ان  
 کی اجل پوری ہو جائے گی۔

محمد بن واسعؒ فرماتے ہیں بنوہ مقام احسان تک اس وقت تک نہیں



پہنچ سکتا جب تک کہ وہ اپنے ہر ایک دوست سے احسان نہ کرے خواہ  
ان کی صحبت ایک ساعت ہی ہو یہاں تک کہ جب وہ بکری کو فروخت کرتے  
تو خریدار کو اس کے ساتھ سلوک کرنے کی تاکید کرتے اور کہتے کہ یہ کچھ عرصہ  
ہمارے پاس رہی ہے۔

حاتم اصم کا قول | حاتم اصم رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے لوگوں نے اخلاق میں  
تین باتیں چھوڑ دیں۔ دوستوں کے حسن اخلاق کی قدر کرنا۔ ان کے غیوب  
کو پوشیدہ رکھنا اور ان کی تکالیف کا برداشت کرنا۔

یحییٰ بن معاذ رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وہ قوم ہنایت بڑی ہے  
جس میں اگر مسلمان مالدار ہوں تو ان کی تعریف کریں اور اگر تنگ دست  
ہوں تو ان کو ذلیل جانیں، کوئی کم عمر کسی عمر رسیدہ کے آگے ہو کر نہیں  
چلتا سوائے اس کے کہ اس کو نیکی سے محروم ہونے کی سزا دی جائے۔

لوگوں نے فضیل بن عیاض رحمہ اللہ تعالیٰ کے سامنے ایک آدمی کی  
تعریف کی اور بیان کیا کہ وہ بکھورا اور گھٹی کا مالیدہ نہیں کھاتا۔ انہوں نے  
کہا اس کے پھوڑنے سے کیا ہوتا ہے بلکہ اس کی صلہ ریحی کی طرف متوجہ  
کر دو اور اس کے غصہ پینے اور ہمسایوں، بیواؤں اور یتیموں کے ساتھ سلوک  
کرنے کو دیکھو اور دوستوں کے ساتھ اس کے حسن خلق پر غور کرو۔

احمد بن حریب رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں جو شخص لوگوں کو نیکی سکھلائے  
اور ان کو راہ راست پر لائے اس کی مثال اس شخص کی سی ہے جس نے چند  
آدمی مزدوری پر مقرر کئے ہوں جو اپنے حیم اور مال سے اس کے کام کو  
رات دن اس کی زندگی میں اور اس کی موت کے بعد بھی انجام دیتے  
رہیں۔

یہی بن معاذ رحمہ اللہ تعالیٰ نے ایک آدمی کی نسبت سنا کہ وہ مال کا آرزو مند ہے۔ انہوں نے اس سے دریافت کیا تو مال کو کیا کرے گا، اس نے جواب دیا مفسوں کو بخش دوں گا۔ انہوں نے فرمایا مفسوں کا بوجھ خدا ہی پر رہنے دے تاکہ تو ان کو اچھا سمجھتا رہے ورنہ جب ان کا بوجھ تجھ پر تھا تو تو ان کو برا جاننے لگے گا اور وہ تیرے دل پر بھاری معلوم ہوں گے۔ نیز فرمایا تیرا اپنے مسلمان بھائی کی تعظیم کرنا یہ ہے کہ جب کسی دوسرے شہر میں اس کا کوئی ماتم ہو جائے تو تو اس کی تعزیت کو سفر کر کے ابو معاویہ الاسود شام سے مکہ معظمہ میں فضیل کے بیٹے علی کی تعزیت کو آئے اور اس سفر سے ان کو نہ حج کرنا مقصود تھا نہ عمرہ۔

ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں جس شخص کو یہ پسند ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے قیامت میں نارِ جہنم سے محفوظ رکھے اُسے مسلمانوں پر رحم کرنا اور ان کے ساتھ نرمی سے پیش آنا ضروری ہے۔

والدین کے ساتھ حسن سلوک | محمد بن شکر رات کو قیام فرمایا کرتے لیکن جب ان کی والدہ صبح تک پاؤں دبانے کو کہتیں تو یہ ان کو اپنی نماز سے افضل معلوم ہوتا تھا میں کہتا ہوں علماء نے مرشد کے حق میں بھی یہی فرمایا ہے۔

کشمش بن حسن رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں میں اپنی والدہ کی خدمت کیا کرتا تھا اور ان کا پاخانہ اٹھاتا تھا تو سلیمان بن علی نے میرے پاس ایک بھیلی بھیجی اور کہلایا کہ اس روپے سے ماں کی خدمت کے لئے ایک خادم خرید لے۔ میں نے انکار کر دیا اور کہلایا کہ میری والدہ نے میرے بچپن میں کسی اور سے میری خدمت کروانا پسند نہیں کیا تھا ایسے ہی میں بھی بڑا ہو کر اس کی خدمت دوسرے کے سپرد کرنے پر راضی نہیں ہوں۔ مودق عجلی رضی اللہ عنہ اپنی

والدہ کا سر خود دیکھا کرتے تھے اور کسی دوسرے کو نہ دیکھنے دیتے تھے۔  
 حسن بصریؒ آیت فَلَا تَقْلُ كُنُوسًا اُفَّ (والدین کو کبھی اُف بھی نہ کہو) کی تفسیر  
 میں فرماتے ہیں حبیب والدین عمر رسیدہ ہو جائیں اور بچہ ان کے پاخانہ وغیرہ  
 کے اٹھانے کا متکفل ہو جیسا کہ وہ اس کے بچپن میں کفیل رہے تو ان کو اُف  
 نہ کہے اور نہ ان کو جھڑکے، اور نہ اس کی بدبو سے ناک پکڑے جیسا کہ وہ  
 اپنی ناک نہیں پکڑا کرتے تھے۔ اور جو شخص اپنے باپ یا ماں کو نام لے  
 کر آواز دے اس نے نافرمانی کی، پس اگواسے میرے باپ اور اسے میری ماں  
 کہہ کر پکارے، اور اگر وہ اپنے والدین کے آگے آگے چلے گا تو بھی نافرمانی  
 ہوگی بجز اس صورت کے کہ ان کے سامنے سے تکلیف دہ اشیاء کو ہٹانا مقصود  
 ہو جیسا کہ ابن حجر بن رضی اللہ عنہ نے بیان کیا ہے۔

پس اسے دوست اپنے تمام مسلمان دوستوں کے ساتھ محسنِ ادب سے  
 پیش آ خصوصاً فقراء اور مساکین کے ساتھ، اور سب تعریف اللہ  
 کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔





## ۴۹۔ قیام لیل

سلف صالحین رضی اللہ عنہم کے اخلاق میں سے ایک یہ ہے کہ وہ گرمی ہو یا جاڑا ہر حال میں قیام لیل پر مداومت کرتے اور یوں سمجھتے کہ گویا یہ ان پر فرض ہے۔ چنانچہ فرماتے کہ جو فقیر رات کے وقت نیند کے غلبہ کے بغیر سو جائے اسے طریقت سے کچھ حاصل نہ ہوگا۔ اس خلق سے بہت سے فقرائے غافل ہیں اور وہ عوام و اہل دنیا کی طرح تمام رات آرام سوتے ہیں بعض تو ہر صبح حمام میں جاتے ہیں اور طلوع آفتاب تک وہاں سے نہیں نکلتے۔ یہ لوگ حمام میں بغیر کسی شرعی ضرورت کے محض حظ نفسانی کے لئے جاتے ہیں۔ وہ شیخ نہایت براہے جو ہر روز صبح کے وقت حمام میں جاتے اور عوام الناس اور مریدین اس کی یہ حالت دیکھیں۔

میدان شب کے وہ شہسوار جن کو میں نے پایا ہے ان میں سے آخری بزرگ شیخ محمد بن عنان ہیں جن کا معمول ہر شب پانسو رکعت تھا اور شیخ صالح صاحب احوال و کرامات شیخ فرج جو ناچیدہ شان شمعون واقع شرقیہ کے رہنے والے تھے۔ سیدی محمد بن عنان کے پاس آیا کرتے اور فرماتے اھلاً بواہی الصلیب کیونکہ وہ قیام لیل پر مداومت فرماتے تھے۔ ان کا معمول تھا کہ جاڑے کے دنوں میں بھی تہجد کی نماز کو ٹھٹھے پر پڑھتے تھے۔

شب بیداری سے قریب | حدیث شریف میں آیا ہے کہ تم شب بیداری کا التزام الہی حاصل ہوتا ہے۔ | کرو کیونکہ یہ تم سے پہلے کے نیک لوگوں کا طریق ہے

اور اس سے قرب الہی حاصل ہوتا ہے اور اس سے گناہ معاف ہوتے ہیں اور انسان گناہ سے رکتا ہے اور جسم سے بیماری زائل ہوتی ہے۔

سلیمان بن داؤد علیہ السلام کی والدہ فرمایا کرتی تھیں اسے بیٹے تو رات کو نہ سویا کر، کیونکہ جو رات کو سوتا ہے وہ قیامت کے دن نیکیوں سے خالی ہاتھ آئے گا۔

اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے داؤد علیہ السلام پر وحی فرمائی کہ اسے داؤد صلا جو شخص میری محبت کا دعویدار ہے اور جب رات ہوتی ہے تو سو جاتا ہے وہ کاذب ہے۔

حدیث میں آیا ہے کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ فرشتوں کے سامنے اس شخص پر فخر کرتا ہے جو سردیوں کی رات میں ہتھکڑی کے لئے اٹھٹکے اور صبر کرتا ہے کہ دیکھو میرا بندہ لحاف میں سے نکلا ہے اور اس نے میری خاطر دنیا کو اور اپنی پیاری پیوی کو ترک کیا ہے اور میرا کلام پڑھ کر مجھ سے ہم کلام ہوا ہے تم گواہ رہو کہ میں نے اسے بخش دیا۔

نافعؓ سے منقول ہے کہ عبداللہ بن عمرؓ رات کو قیام فرماتے، پھر نافعؓ سے دریافت کرتے کیا سحر ہو گئی ہے؟ وہ کہتے کہ نہیں۔ اس پر آپ نماز میں مشغول ہو جاتے۔ پھر دوبارہ دریافت کرتے کیا سحر ہو گئی ہے؟ نافعؓ کہتے کہ ہاں۔ پھر وہ طلوع فجر تک استغفار کرتے رہتے۔

امام زین العابدین رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ ایک رات یحییٰ بن زکریا علیہما السلام بخوکی روٹی سے سیر ہو کر سو گئے اور معمول شرب قضا ہو گیا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف وحی فرمائی کہ اے یحییٰ! اگر تو جنت الفردوس کی طرف ایک مرتبہ بھی بھانک لے تو تمہارا جسم گھل جائے اور آنسوؤں

کے بعد پیپ روئے لگے اور ٹاٹ کا لباس چھوڑ کر لوہا پہن لے۔

حضرت عمر فاروقؓ کا معمول | حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کا یہ حال

تھا کہ جب قیام میل کی کوئی آیت آتی تو غش کھا کر گر جاتے یہاں تک کہ کئی دن تک مرہین کی طرح ان کی عیادت کی جاتی۔ وہ اپنے ایام خلافت میں شراست کو سوتے نہ دن کو بلکہ کبھی بیٹھے بیٹھے غنودگی سی ہو جاتی وہ فرماتے تھے کہ اگر میں رات کو سوتا ہوں تو اپنے آپ کو کھوتا ہوں اور اگر دن کو سوتا ہوں تو رعیت کو کھوتا ہوں اور مجھے ان کے بارے میں بھی باز پرس ہوگی۔

کے بعد اللہ بن مسعود جب تمام لوگ سو جاتے تو تہجد کے لئے اٹھتے اور صبح تک ان کی آواز شہد کی مکھی کی بھنبھناہٹ کی سی سنائی دیتی۔

کے سن بیان ثوری رحمہ اللہ تعالیٰ جب غفلت سے زیادہ کھا لیتے تو تمام رات قیام کرتے اور فرماتے جب گدھے کو چار زیادہ دیا جاتا ہے تو بیماری بوجھ اٹھانے میں اس سے کام بھی زیادہ لیا جاتا ہے۔

طاؤس رحمہ اللہ تعالیٰ رات کو اپنا بستر بچھاتے اور صبح تک اس پر کودیں لیتے رہتے اور بالکل نہ سوتے۔ بسا اوقات غشا سے صبح تک ٹکٹکی باندھ کھڑے رہتے اور کئی دفعہ سر نیچے کئے فجر تک بیٹھے رہتے اور کلام نہ کرتے آپ فرماتے کہ جہنم کا ٹور عابدوں کی نیند اڑا لے گیا۔

کے سلف صالحین رضی اللہ عنہم اس شخص کو جو تہجد کے لئے نہ اٹھتا اور سو یا رہتا پھر سے سے پہچان لیتے اور فرماتے ہم نے تجھے اللہ کے حضور میں نہیں دیکھا حالانکہ فلاں فلاں حاضر تھے۔ پھر ایک دوسرے کی طرف متخائف بھیجتے۔ وہ آپس میں ایک دوسرے پر اس بنا پر نکتہ چینی کرتے تھے کہ وہ ایسے بستر سے پر سوئیں جو ان کے لئے بچھا یا گیا ہو۔ ایک بزرگ سفر سے



واپس آکر لبتریہ بیٹھے تو تکان کی وجہ سے رات کے ورد سے چوک گئے۔ اس پر انہوں نے قسم کھائی کہ مرتے دم تک لبتریہ پر نہ سوؤں گا۔

عبدالغزیز بن ابی داؤد رحمہ اللہ تعالیٰ کے لئے قرآن لبتریہ بچاتے تو وہ لبتریہ کو ہاتھ لگا کر فرماتے کہ تو نہایت نرم ہے مگر حنیت کے لبتریہ سے زیادہ نرم ہیں۔ پھر غناز کے لئے کھڑے ہوتے تو صبح تک پڑھتے رہتے۔ فضیل بن عیاضؒ فرماتے تھے میں شب کو قیام کرتا ہوں۔ پھر فجر ہوتی ہے تو میرا دل دھڑکتا ہے اور میں کہتا ہوں کہ دن نکل آیا ہے جس میں بڑی بڑی مصیبتیں ہیں۔

بشر حافی، ابو حنیفہ، زید رقاشی، مالک بن دینار، سفیان ثوری، ابراہیم بن ادہم رحمہم اللہ علیہم مرتے دم تک ہمیشہ تمام رات قیام کرتے رہے ہیں۔ ایک دفعہ لوگوں نے بشر حافیؒ سے کہا کہ آپ رات کو ایک ساعت استراحت کیوں نہیں کرتے؟ انہوں نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رات کو اتنا قیام فرمایا ہے کہ آپ کے پائے مبارک درم کر جاتے تھے اور ان میں سے سون ٹپکنے لگتا تھا حالانکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے اگلے پچھلے گناہ معاف کر دیئے تھے تو چہر میں کیسے ہو سکتا ہوں جب کہ مجھے یہ بھی علم نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے میرا ایک گناہ ہی معاف کیا ہے یا نہیں۔

گنہگار یہ قیام لیل بوجھل ہوتا ہے | حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے جو شخص قیام لیل کو ترک کرتا ہے وہ کسی نہ کسی گناہ کے باعث ایسا کرتا ہے پس تم ہر شب غروب کے وقت اپنے نفوس کی پرتاں کر دو اور اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے ہاں توبہ کرو تاکہ رات کو قیام کر سکو، وہ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ رات کا قیام اس شخص پر بوجھل ہوتا ہے جس کو گناہوں نے بوجھل کر رکھا ہے۔

ابوالاحسن فرماتے تھے ہم نے ایسے علماء اور عابدوں کو دیکھا ہے جو تمام رات نہیں سوتے تھے اور حجب میں رات کو کسی مکان یا مسجد کے پاس سے گزرتا تو اس میں سے شہید کی کھینوں کی سی بھنبھناہٹ کی آواز آتی غنی لیکن ہمارے زمانہ کے لوگوں کو کیا ہوا کہ جس بات سے سلف بڑھتے تھے اس سے یہ بے خطر ہو گئے ہیں۔

جلیل بن اشیم رضی اللہ عنہ عشا سے فجر تک قدم جمائے نماز میں کھڑے رہتے۔ پھر حجب نماز سے فارغ ہوتے تو فرماتے اے اللہ مجھے آگ سے بچالے کیونکہ میرے حبيب شخص اس قابل نہیں ہے کہ تجھ سے جنت کا سوال کر سکے۔

ابو اسیم بن ادریس کی نصیحت | ابو اسیم بن ادریس نے کہا میں رات کو قیام نہیں کر سکتا مجھے اس کا علاج بتائیں۔ انہوں نے فرمایا دن میں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہ کر، وہ تجھے رات کو اپنے سامنے کھڑا کرنے کا کیونکہ رات میں اس کے سامنے کھڑے ہونا نہایت شرف کی بات ہے اور عاصی اس شرف کا مستحق نہیں ہے۔

غلبۃ السلام حجب رات کو نماز کے لئے وضو کرتے تو فرماتے اے اللہ میں نے اپنے آپ پر گناہوں اور برائیوں کا اتنا بوجھ لا دیا ہے جس کے اٹھانے کی مجھے طاقت نہیں ہے سستی کہ میں زمین میں دھنسا دیئے جانے، مسخ کر دیئے جانے اور آگ میں داخل ہونے کا مستحق ہو گیا ہوں ہیں تیرے سامنے تمام عرض و عرض کرنے والوں کے پیچھے زمین پر کھڑا ہوتا ہوں اس امید پر کہ شاید تو ان میں سے کسی کو صاف کرے تو مجھے بھی مغفرت کا کچھ حصہ مل جائے۔

حسن بن صالح رحمہ اللہ تعالیٰ اور ان کی نوٹھی رات کو قیام کیا کرتے۔ پھر انہوں نے نوٹھی کو ایک قوم کے پاس بیچ دیا۔ جب عشاء کی نماز سے فارغ ہوئی تو وہ صبح تک نفل پڑھتی رہی اور ہر ساعت گھر والوں کو کہتی رہی اٹھو گھر والو، اٹھو نماز پڑھو! وہ کہتے تھے ہم تو صبح کو اٹھینگے یہ حالت دیکھ کر وہ حسن بن صالح کے پاس آئی اور کہنے لگی تو نے مجھے ایسے لوگوں کے پاس فروخت کیا ہے جو تمام رات سوتے ہیں۔ مجھے ٹور ہے کہ ان کی نیند دیکھ کر میں بھی کسرت نہ ہو جاؤں۔ پس حسن رحمہ اللہ تعالیٰ اس پر رحم کھا کر اور ایفائے حق کے خیال سے اسے واپس لے لیا۔

۷ رابعہ عدویہ کا معمول | رابعہ عدویہ ہر رات کو وضو کر کے تھوڑا لگاتیں۔ پھر اپنے خاوند سے کہتیں کیا آپ کو کچھ ضرورت ہے؟ اگر وہ کہتے کہ نہیں تو پھر صبح تک نماز پڑھتی رہتیں اور اول شب میں دعا کرتیں کہ اے اللہ تمام آنکھیں سو گئی ہیں، اور تار سے بچے چلے گئے ہیں اور بچیاں کے بادشاہوں نے اپنے دروازے بند کر لئے ہیں لیکن ابک تمہارا دروازہ ہے جو بند نہیں ہوتا پس دو بجے غش سے اچھروں نماز کے لئے قدم درست کرتیں اور فرماتیں اے اللہ تیری عزت و جلال کی قسم میں جب تک زندہ ہوں تیرے سامنے ہر شب صبح تک یوں ہی کامی رہوں گی۔

۸ شب بیداری کے فضائل میں اقوال | سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ کھایا کرو تا کہ رات کو قیام کر سکو۔

ثابت بنانی رحمہ اللہ تعالیٰ تمام رات نماز پڑھتے اور اپنے گھر والوں کو کہتے اٹھو نماز پڑھو کیونکہ رات کی نماز یوم قیامت کے اہوال سے



بہت آسان ہے۔

ابوالجوزیرہ رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے میں چھ ماہ تک امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ رہا اور ان سے علیحدہ نہیں ہوا، میں نے ان کو کسی رات بھی زمین پر چلا لگاتے نہیں دیکھا، لوگ بیان کرتے ہیں کہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا رات کے لئے کوئی لیٹر نہ ہوتا تھا۔ سفیان ثوری فرماتے ہیں کہ میں نے امام ابوحنیفہ سے بڑھ کر کوئی عابد، زاہد اور پرہیزگار نہیں دیکھا۔

فضل بن عیاض فرماتے تھے مروی ہے کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ جب رات کو تجلی فرماتا ہے تو کہتا ہے کہاں ہیں وہ جو دن میں میری محبت کا دعوہ کرتے ہیں؟ کیا ہر دوست اپنے دوست سے خلوت کرنا پسند نہیں کرتا؟ دیکھ میں صبح تک اپنے دوستوں کو جھانکتا ہوں کہ وہ میرے حضور میں مجھ سے بالمشافہ باتیں کریں، میں کل جنت میں اپنے دیدار سے ان کی آنکھوں کو ٹھنڈا کروں گا۔

منیر بن حبیب رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں میں نے ایک رات بحشم خود دیکھا کہ مالک بن دینار اپنی ڈاڑھی کو پکڑ کر عشاء سے طلوع فجر تک اللہ تعالیٰ کے حضور میں کھڑے رہے، وہ رو رہے تھے اور فرماتے تھے اے اللہ مالک کے بڑھاپے پر رحم فرما۔ نیز کہتے ہیں کہ میں نے عبدالواحد بن زید کو ہلینہ بھر دیکھا کہ رات کو ذرا نہ سوتے تھے اور ہر وقت گھروالوں کو کہتے تھے اٹھو یہ سونے کا مقام نہیں ہے کہ عنقریب تمہیں کھڑے کھائیں گے۔

کا صہیب غائبہ بصرہ کی ایک عورت کے غلام تھے۔ وہ تمام رات قیام فرمایا کرتے تھے۔ ایک دن ان کی مالکہ نے کہا تجھے رات کو قیام کرنا دن کے کاموں میں تکلیف دے گا۔ انہوں نے فرمایا میں کیا کروں؟ جب جہنم کو یاد

کرتا ہوں تو میری نیند اڑ جاتی ہے۔

ازہر بن مغیث کا خواب | ازہر بن مغیث رضی اللہ عنہ فرماتے تھے میں نے ایک رات خواب میں ایک نہایت حسین و جمیل حورِ شہتی دیکھی۔ میں نے دریافت کیا کہ تُو کس کے لئے ہے؟ اس نے جواب دیا کہ اُس شخص کے لئے جو جاڑوں کی راتوں میں قیام پیل کرے۔

علاء بن زیاد رحمہ اللہ تعالیٰ تمام رات قیام نہ فرمایا کرتے تھے۔ ایک دفعہ ان کی بیوی نے کہا آپ کچھ استراحت کیوں نہیں کرتے؟ انہوں نے اس کا کہنا مان لیا اور سو گئے۔ پس ان کو خواب میں ایک شخص ملا اور پیشانی کے ال پکڑ کر کہنے لگا اٹھ اور نماز پڑھ اور اپنے رب کی عبادت کے لطف کو مت کھو۔ وہ فی الفور اٹھے اور اپنے بال سیدھے کھڑے دیکھے۔ ان کے یہ بال تادمِ مرگ سیدھے کھڑے رہے۔

ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ تعالیٰ ایک رات، بیت المقدس میں سوئے تو پتھر کی طرف سے ایک آواز آئی کہ رات کا قیام چھٹم کے شعلہ کو سمجھتا ہے اور پیل صراط پر قدموں کو مضبوط رکھتا ہے۔ پس تم قیام پیل میں سستی نہ کیا کرو۔ اس واقعہ کے بعد انہوں نے تادمِ مرگ قیام پیل ترک نہ کیا۔ پس اسے دو ست ان باتوں کو یاد رکھا اور ان پر عمل کرے اور سب تعریف اللہ کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔



# باب دوم

## ۲۰۔ کسر نفسی

سلف صالحین رضی اللہ عنہم کے اخلاق میں سے ایک یہ ہے کہ وہ نہایت کسر نفسی کرتے یہاں تک کہ ان میں سے بعض حضرات اپنے شاگردوں سے برکت حاصل کرتے اور اس کا خیال نہ کرتے کہ وہ اپنے شاگرد سے زیادہ عالم ہیں یا طریق شریعت میں اُس سے عمل میں بڑھ کو ہیں یہ اس وقت کرتے جب کہ ایسا کرنے میں ان کو کسی قسم کے فتنہ کا خطرہ نہ ہوتا۔

امام شافعیؒ کا اپنے شاگرد مروی ہے کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنا قاصد امام منہجؒ کا پیراہن چومنا امام احمد بن حنبلؒ کے پاس یہ پیغام دے کر بھیجا کہ تم عنقریب ایک عظیم مصیبت میں گرفتار ہونے والے ہو مگر اُس سے رہائی کے ساتھ نکل جاؤ گے، یعنی قرآن مجید کے مخلوق یا غیر مخلوق ہونے کے مسئلہ میں جس وقت تقرر کرنے امام احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ کو یہ خبر دی تو وہ امام شافعیؒ کے قاصد کے آسنے پر خوش ہوئے اور اپنا کرتہ اتار کر قاصد کو دے دیا۔ جب قاصد امام شافعیؒ کے پاس گرتے لے کر پہنچا اور ان کو خبر دی تو انہوں نے دریافت کیا کیا یہ قمیص امام احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ کے بدن پر تھی اور اس کے پیچے اور کپڑے انہیں تھے اس نے عرض کیا کہ نہیں، تو امام شافعیؒ نے اُس کو بوسہ دیا اور آنکھوں سے لگایا، پھر ایک برتن میں رکھ کر اس پر پانی ڈالا اور اسے گل کر نچوڑ لیا اور اس غسالہ کو ایک شیشہ میں اپنے پاس رکھ لیا۔ جب ان کے ساتھیوں میں سے کوئی بیمار ہوتا تو اُس کو اس میں



سے تھوڑا سا بھیج دیتے۔ وہ اسے بدن پر ملتا تو اسی وقت شفا یاب ہو جاتا۔  
 پس اسے دوست امام شافعی علیہ الرحمہ کی تواضع کی طرف غور کر۔  
 حالانکہ امام احمد علیہ الرحمہ ان کے شاگرد تھے، اور یہ اس بات کی دلیل ہے  
 کہ یہ لوگ اعمالِ صالحہ کی کثرت کے باوجود اپنے آپ کو کسی مسلمان سے برتر  
 کہ نہ سمجھتے تھے۔ برخلاف آج کل کے نقلی مشائخ کے، اور جن مشائخ کو ہم  
 نے دیکھا ہے ان میں سے وہ آخری بزرگوار جو اپنے شاگردوں سے محبت رکھتے  
 تھے اور ان سے برکت حاصل کرتے تھے اور آنکھوں کے مریضوں اور بیماروں  
 کو دعا کے لئے ان کے پاس بھیجتے تھے۔ شیخ محمد بن غمان اور شیخ محمد مروی  
 رحمہما اللہ تعالیٰ تھے۔ شیخ محمد بن غمان کے پاس جو بیمار دعا کے لئے آتا وہ  
 اسے شیخ یوسف حوثی رحمہ اللہ کے پاس بھیج دیتے اور شیخ محمد مروی اس کو  
 شیخ علی حدیدی کی طرف بھیج دیتے حالانکہ شیخ یوسف اور شیخ علی ان دونوں  
 شیخین کے شاگردوں میں سے تھے، اللہ تعالیٰ راہِ استبازوں سے راضی ہو پس  
 اس میں غور کر، اور سب تعریف اللہ کے لئے ہے جو تمام  
 جہانوں کا پیر و نگار ہے۔



## ۲۱۔ فاقہ کشی

سلف صالحین رضوان اللہ علیہم کے اخلاق میں سے ایک یہ ہے کہ وہ شرعی دلوں پر بھوکے رہتے، اور اگر ان کو کوئی حلال چیز کھانے کو نہ ملتی تو کئی دن رات بھوکے رہتے۔ انہوں نے تجربہ سے معلوم کر لیا کہ کامل نورانیت کا اور بہتری شکم کو خالی رکھنے میں ہے، یہاں تک کہ طبل کے بارے میں مثل مشہور ہے کہ اس کی آواز ٹکند اور زور دار اس لئے ہوتی ہے کہ وہ اندر سے خالی ہوتا ہے۔

عالم کو پیٹ بھر کر نہ کھانا چاہیے! نیز انہوں نے کہا ہے کہ عالم کو نہ چاہیے کہ وہ پیٹ بھر کر کھانا کھائے بالخصوص تالیف کے زمانہ میں نہ تاکہ قرآن و حدیث و فقہ وغیرہ کے کمال فہم میں رکاوٹ نہ ہو کیونکہ پر شکم کا فہم ضعیف ہوتا ہے اور اگر اس میں کسی کو شک ہو تو تجربہ کر کے دیکھو لے۔ ہم نے فقراء کی ایک بڑی جماعت کو بھوک میں ثابت قدم دیکھا ہے یہاں تک کہ ان میں سے بعض تو ہفتہ بھر میں صرف ایک بار رفع حاجت کے لئے جاتے اور بار بار بیت الخلا میں جا کر نشے ہونے میں اللہ تعالیٰ سے شرا تے تھے۔ سیدی شیخ تاج الدین ذاکر رحمہ اللہ تعالیٰ تو اس معاملے میں یہاں تک پہنچ گئے تھے کہ بارہ دن میں صرف ایک دفعہ وضو کرتے تھے۔

بھوک مومن کا ہتھیار ہے! سیدی علی شہاوی المشہور بالذویب رحمہ اللہ تعالیٰ سے جو کوئی ملتا اسے بھوکا رہنے کی نصیحت کرتے اور فرماتے کہ یہ مومن کا ہتھیار



ہے۔ بھوکا آدمی اگر اللہ کی طاعت نہ کرے تو اس کی نافرمانی بھی نہیں کرے گا  
کیونکہ گناہ کی ترغیب کے اسباب مفقود ہوں گے۔

ہمارے دوستوں میں سے شیخ علم بقیہ بنی سر برہنہ اور ان کے چچا زاد  
بھائی شیخ عبدالقادر سر برہنہ رحمہما اللہ تعالیٰ صائم الدہر تھے اور یہ دونوں  
حضرات غایت نورانیت و علو ہمت سے موصوف تھے۔

پس اے دوست ان امور میں اپنے سلف کی متابعت کر اور سخت  
بھوک کے بغیر کھانا نہ کھا۔ بھوک کی سختی یہ ہے کہ تمہاری آنتیں مشغول ہو جائیں  
اور ان میں اس مادہ کے وجود نہ ہونے کے باعث جس کے نفع میں وہ مشغول  
ہوں تھراش سی ہونے لگے۔ پس اے دوست اس کو یاد رکھ اور اس پر  
عمل کر، اور سب تعریف اللہ کے لئے ہے جو تمام جہانوں  
کا پروردگار ہے۔





## ۲۲۔ ترویجِ علم میں استقامت

سلف صالحین رضی اللہ عنہم کے اخلاق میں سے ایک یہ ہے کہ جب ان کو قرائن سے معلوم ہو جاتا کہ حصولِ علم میں کسی طالب علم کی نیت خالص نہیں تو وہ اُس کو برابر تعلیم دیتے رہتے لیکن اس کی اصلاحِ نیت کے لئے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگتے۔ اس طرح وہ سب ثواب میں شریک رہتے اور اس کی تعلیم کو ترک نہ کرتے۔ یہی شارع کا مقصود تھا کیونکہ علم دو باتوں کے لئے سیکھا جاتا ہے اس پر عمل کرنے اور اس سے اجائے شریعت کے لئے، پس صاحبِ علم ہر حال میں مایوس نہ ہوگا خواہ اس کا اجر کامل ہو یا ناقص۔

علم ہر حال میں صاحبِ علم | سیدی علی خواص رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کوئی کے لئے نافع ہے | عالم ایسا نہیں جو اپنے علم پر عامل نہ ہو خواہ اپنی ذات کے لئے ہی ہو، کیونکہ اگر وہ گناہ کا مرتکب ہوگا تو دوسرے وقت اس سے توبہ کرے گا اور نادوم ہوگا اگر وہ عالم نہ ہوتا تو اسے یہ بھی معلوم نہ ہوتا کہ یہ گناہ ہے اور نہ وہ اس سے توبہ کرتا۔ پس گویا اس نے اسی حیثیت ہی سے اپنے علم پر عمل کیا اگرچہ وہ گناہگار ہے اور لوگوں کی اصلاح میں اپنے علم پر عامل نہیں ہے لہذا اس میں غور کرو پس معلوم ہوا کہ علم صاحبِ علم کو ہر حال میں نافع ہے اور ہر زمانے میں انسان کا علم اس کے عمل سے زیادہ ہوتا ہے اور سب تعریف اللہ کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔



## ۲۳۔ استغفار الاکابر

سلف صالحین رضی اللہ عنہم کے اخلاق میں سے ایک یہ ہے کہ جب ان کے حاسد اور دشمن بڑھ جاتے تو اللہ تعالیٰ کا بہت شکر ادا کرتے اور اس کے بعد بکثرت استغفار کرتے۔ وہ اس نعمت پر اللہ تعالیٰ کا شکر کرتے جس سے وہ محسود ہوتے اور استغفار اس لئے کرتے کہ اگر ان کا اور محسود نعمت کا وجود نہ ہوتا تو کوئی ان کا حاسد نہ ہوتا، تو گویا ان کا یہ استغفار نعمت پر بطور تقویٰ لازم ہوتا ورنہ نعمت کا وجود ان کے اختیار میں نہیں ہے اور اس استغفار کو استغفار الاکابر کہتے ہیں۔

حاسدین کے لئے استغفار | اسی طرح وہ حاسدوں کے لئے بکثرت استغفار کرتے اور ان پر شفقت و مہربانی کا اظہار کرتے کیونکہ انہوں نے اپنے دین کو کثرتِ حسد کے باعث برباد کر لیا ہے۔ بعض یہ دعا کرتے تھے کہ اے اللہ ہمارے حاسدوں کو معاف کر دے کیونکہ وہ اپنی تنگ نظری سے ہماری نعمتوں کو برباد نہیں کر سکتے اور اگر تو ان کے نفوس میں وسعت دیتا تو ہمارے حسد میں مبتلا نہ ہوتے۔ اس خلق سے بہت کم لوگ موصوف ہیں بلکہ اکثر اپنے حاسدوں کے لئے ہر ممکن برائی کے آئندہ مند ہوتے ہیں۔ واللہ اعلم، اور سب تعریف اللہ کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔



## ۲۲۔ اُستاد کا ادب

سلف صالحین رضی اللہ عنہم کے اخلاق میں سے ایک یہ ہے کہ جو شخص اُن کو بچپن میں قرآن کی کوئی سورت یا ایک آیت بھی پڑھا دیتا تو اس کا نہایت ادب کرتے۔ پس جو کوئی اُن کو ایک سورت یا آیت یا کسی علم کا ایک باب بھی پڑھاتا تو اُس کا ہمیشہ ادب کرتے یہاں تک کہ اس کے پاس سے سوار ہو کر نہ گزر سکتے اور نہ اس کی مطلقہ عورت کو نکاح میں لے سکتے۔ اگرچہ وہ شیخ الاسلام یا شیخ طریق ہو جاتے۔ نیز اُن کی عزت و اکرام کے خیال سے اُن کو اور ان کے اہل و عیال و حاشیہ نشینوں کے لئے محتائف اور کپڑے ارسال کرتے۔

اسی طرح اُن کے اخلاق میں سے ایک یہ بھی ہے کہ جو عالم ان کے بچوں کو قرآن مجید پڑھاتا اُس کے بارے میں کُحل نہ کرتے اور بال دنیا میں سے جو کچھ اُس کو دیتے اس کو زیادہ نہ سمجھتے۔

ابن ابی زید قیری دانی کی حکایت | ابن ابی زید قیری دانی صاحب السالۃ رحمۃ اللہ علیہ کی نسبت  
بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے اپنے لڑکے کے اُستاد کو جب اس نے بچے کو قرآن مجید کی ایک منزل ختم کرادی سو دینار دیئے۔ معلم نے کہا اے حضرت میں نے ایسا کوئی کام نہیں کیا جس پر میں اس قدر رقم کا مستحق ہوں۔ مروی ہے کہ انہوں نے اپنے لڑکے کو دوسرے معلم کے پاس بھیج دیا کہ یہ شخص قرآن مجید کی بے توقیری کرنے والا ہے (میں کہتا ہوں) اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ بچے



اس خُلق پر عمل نصیب ہوا۔ میں نے بھی اپنے استاد شیخ حسن حلی رحمہ اللہ تعالیٰ سے ایسا ہی کیا کہ ان کی حیات تک ان کو اور ان کی اولاد کو کپڑے دیتا رہا اور میں نے یہ خیال نہیں کیا کہ ان کا حق واجب مجھ سے ادا ہوا ہو۔

شیخ شمس الدین دمیاطیؒ کا طریق عمل | ایک دفعہ میں ۹۱۸ھ میں شیخ شمس الدین دمیاطی رحمہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ جا رہا تھا۔ انہوں نے ایک نابینا بوڑھے کو دیکھا کہ اُس کی لڑکی اس کا ہاتھ پکڑے جا رہی تھی۔ شیخ گھوڑے پر سے اترے، بوڑھے کے ہاتھ کو دوسہ دیا اور بڑی دور تک اس کے ہمراہ پیپاؤ چلے گئے۔ جب واپس آئے تو میں نے اس شخص کے متعلق دریافت کیا کہنے لگے میں نے چھوٹی عمر میں ان کے پاس کچھ قرآن پڑھا ہے اس لئے میں جرات نہیں کر سکتا تھا کہ میں ان کے پاس سے نواہ ہو کر گزر جاؤں۔

حسنا لاکر شیخ شمس الدین موصوف کو اپنے علم اور صلاحیت کے باعث بادشاہوں کے ہاں وہ جاہ و مقبولیت حاصل تھی کہ ان کے معاصرین میں سے ہم نے اور کسی کے لئے نہیں دیکھی، یہاں تک کہ ایک دن میں نے ان کو قصرین کے درمیان دیکھا کہ لوگ ان کے ہاتھ چومنے کو جمع تھے اور جوان تک نہیں پہنچ سکتا تھا۔ اپنی چادر پھیلا کر ان کی طرف ڈالتا تھا جب وہ ان کے کپڑوں تک پہنچ جاتی تو پھر اس کو بوسہ دیتا جیسا کہ کعبہ کے غلاف کے ساتھ لوگوں کا دستور ہے جبکہ وہ قاسرہ میں سے گزرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اہل ادب سے راضی ہو۔

پس اسے دوست ان باتوں کو یاد رکھ اور اہل ادب کی اقتداء کر، اور سب تعریف اللہ کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔

## ۲۵۔ مخالف سے بے اعتنائی

سلف صالحین رضی اللہ عنہم کے اخلاق میں سے ایک یہ ہے کہ وہ کسی کے تحفہ کے منتظر نہ ہوتے خواہ وہ شخص حجاز یا شام وغیرہ سے آیا ہو، اور ان کے دل میں کبھی یہ خیال نہ آتا کہ فلاں شخص ہمارے پاس کوئی کپڑا یا جوتا یا پھل وغیرہ بطور تحفہ بھیجے گا بلکہ وہ ایسی باتوں سے بالکل غافل ہوتے، اسی طرح اگر وہ کسی شخص کو جو سفر سے آیا ہو کچھ تحفہ دیتے تو ان کے دل میں اس کی مکافات کا کچھ انتظار نہ ہوتا بلکہ وہ اس سے بالکل غافل رہتے اور ان کا یہ عمل اپنے دوست سے بدظنی کے خیال سے نہ ہوتا بلکہ ترک طمع کی وجہ سے ہوتا، اور اگرچہ ان کے اس خیال سے کہ دوست ان کو بدلہ نہیں دے گا کسی قدر سو غلطی بھی لازم ہے لیکن ان کا مقصود یہ نہ ہوتا اور آدمی مقصود ہی پر مامور ہوتا ہے۔

سیدی علی خراسانی رحمہ اللہ تعالیٰ کے پاس جب اشعب طاع کا ذکر ہوتا کہ وہ لوگوں کے یہاں دھوئیں کی تلاش میں رہتا تھا تو وہ اس پر رحمت بھیجتے اور فرماتے کہ وہ اپنے پڑوسیوں پر نیک گمان رکھتا تھا۔ اللہ تعالیٰ اس کو نیک جزا دے کہ وہ ہمسایوں پر نیک ظن رکھنے میں محمود تھا اگرچہ اسے طمع بھی لازم تھا، پس اسے دوست خوب غور کراؤ زیادہ رکھ کہ اگر تو کسی کو تحفہ بھیجے اور تجھے اپنے دوست کی یہ عادت معلوم ہو کہ وہ تجھے بدلہ دے گا تو تجھے مناسب ہے کہ اسے قاصد کے ذریعے کہلا بھیجے کہ یہ ایسی چیز

نہیں جس کا بدلہ ضروری ہو، اور تیرا دوست تجھے قسم دیتا ہے کہ اس کی خاطر اس کا بدلہ نہ بھیجتا اور یہ اس لئے ہوتا چاہیے کہ یہ مکافات کے خیال کی زحمت سے بچ جائے خواہ ایک لحظہ ہی کے لئے سہی۔

تحفہ کینہ کو دور کرتا ہے | ایک دفعہ میں نے اپنے دوست شیخ شمس الدین برہمٹوشی رحمہ اللہ تعالیٰ کے پاس ٹھوڑا سا تحفہ بھیجا تو انہوں نے اس سے کئی گنا زیادہ بدلہ دیا جس سے مجھے ان کی بڑی مروت معلوم ہوئی، لیکن محنت نہ رہے کہ ہدیہ کی ابتداء کرنا شرعاً مطلوب ہے خصوصاً ان لوگوں کے درمیان جن میں پوشیدہ عداوت ہو کیونکہ حدیث میں ہے تھا حد۔  
تحابوا یعنی تحفہ دو اور محبت بڑھاؤ۔ دوسری حدیث میں ہے کہ تحفے سے دل کا کینہ یعنی کدورت اور برائی دور ہو جاتی ہے۔ پس اسے دوست تحفہ کی ابتداء شرعی طریقے سے کر اور جو سفر سے آئے اس سے ہدیہ کی اُمید نہ رکھ، اور جس کو تو تحفہ دے اس سے بدلہ کا انتظار نہ کر، اور اگر تو ان باتوں کی مخالفت کرے گا تو سلف کے طریق سے خارج ہو جائے گا۔  
پس اس کو خوب یاد رکھ، اور سب تعریف اللہ کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔





## ۲۶۔ کھانے پینے میں احتیاط

سلف صالحین رضی اللہ عنہم کے اخلاق میں سے ایک یہ ہے کہ وہ کھانے پینے کے بارے میں نہایت احتیاط کرتے یہاں تک کہ ان میں سے بعض تو اس وقت تک کھانا نہ کھاتے جب تک کہ وہ حلال طریق پر نوبت بنو بت سات یا تین ہاتھوں میں اول بدل نہ ہوا ہو، اور اگر ان کو ایسا کھانا ملتا تو وہ بھوکے رہتے یہاں تک کہ ان کے منشاء کے موافق ان کو حلال کھانا ملتا۔

شیخ افضل الدین کا عمل میرے دوست شیخ افضل الدین رحمہ اللہ تعالیٰ ایسے محتاط بزرگوں میں سے آخری تھے جن کو میں نے دیکھا ہے، وہ جب تک طعام حلال طریق پر سات شخصوں کے قبضہ میں نہ گذر لیتا نہ کھاتے۔ اگر ان کو ایسا کھانا نہ ملتا تو برابر کٹی کٹی دن تک فاقہ کرتے یہاں تک کہ ان کی انتڑیاں ایک دوسرے کو کاٹنے لگتیں اور ان کو عقل و دین کے برباد ہونے کا اندیشہ ہو جانا، پس اس وقت مضطر ہو کر کھا لیتے۔ وہ اس دست بدست اول بدل کو بذریعہ کشف معلوم کر لیتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے اتباع کی برکت سے مجھ پر بھی یہ احسان کیا ہے لیکن فقط تین ہاتھوں کے تداول تک، اور اگر مجھے اس میں شک ہو تو فوراً قے ہو جاتی ہے اور کبھی کبھی وہ کھانا خود مجھے بتا دیتا ہے۔ پس سب تعریف اللہ کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔



## ۱۶۔ نفوس کی جانچ پر تال

سلف، صالحین رضی اللہ عنہم کے اخلاق میں سے ایک یہ ہے کہ وہ ہر وقت اپنے نفوس کی جانچ پر تال میں لگے رہتے تاکہ اس میں سے منافقوں کی صفات نکال دیں اور مومنین کی صفات پیدا کریں کیونکہ یہ دونوں صفات ایک دوسرے کی ضد ہیں۔ مومنین کے اخلاق میں سے بعض وہ ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنے قول التائبون العابدون الحامون الذاہقون الخ میں اور اپنے قول خذوا زینتکم فی صلاۃکم و کھا شعوتکم اور ان کے مثل دوسری آیات میں بیان فرمایا ہے اور حدیث میں آیا ہے لایومن احدکم حتی یحب لاخیه ما یحب لنفسه دم میں سے کوئی بھی اس وقت تک کامل مومن نہیں ہو سکتا جب تک وہ اپنے دوست کے لئے ایسی بات کو پسند کرے جسے وہ اپنے لئے پسند کرتا ہے (ایک اور حدیث میں ہے لایومن احدکم حتی یامن جارة بوائقه دم میں سے کوئی بھی اس وقت تک کامل مومن نہیں ہو سکتا جب تک اس کا ہمایہ اس کی بلاؤں سے بے خوف نہ ہو بلاؤں نے عرض کی یا رسول اللہ بلاؤں سے کیا مراد ہے؟ آپ نے فرمایا دھوکا اور ظلم۔ امیر المومنین حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ جب تم مجھے راہ راست سے بھٹکا دیکھو تو مجھے سیدھا کر دو اور نصیحت کرو کیونکہ ہر مومن اپنے بھائی کا خیر خواہ ہوتا ہے۔

مومن کی صفات | یحییٰ بن سائر رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنے ایک رسالہ میں مومن کی کچھ صفات بیان فرمائی ہیں اور لکھا ہے کہ مومن کو نہایت با حیا، کم ضرر، کثیر الخیر



قلیل الفساد، راست گو، کم سخن، کثیر العمل، کم چکنے والا، بوالفضولی سے دور  
 رہنے والا، بہت بخشش کرنے والا، صلہ رحمی کرنے والا، با وقار، شکر گو، بار  
 تنگی زندگی کے وقت اللہ تعالیٰ سے راضی رہنے والا، بوجہ بار، دوستوں پر مہربانی  
 کرنے والا، پاک دامن اور شفیق ہو، لازم ہے، اور وہ لعنت باز، گالی گہر  
 بکنے والا، عیب چلین، غیبت کرنے والا، چغچور، جلد باز، حاسد، کینہ ور  
 متکبر، خود پسند، طالب دنیا، طویل الاصل، کثیر النوم، غافل، برباکار، منافق  
 اور بخیل نہ ہو۔ ششاش بشارت ہو، ششیں اور عیب جو نہ ہو۔ اللہ ہی کے واسطے  
 دوستی رکھے اور اسی کے لئے دشمنی، اللہ ہی کی خاطر راضی ہو اور اسی کی خاطر  
 خفا ہو، اس کا زاد راہ تقویٰ ہو، اس کی مہمت آخرت ہو۔ اس کا مونس ذکر الہی  
 ہو، اس کا محبوب اس کا مولیٰ ہو اور اس کی تمام کوشش آخرت کے لئے ہو،  
 غرض کہ اسی قسم کے تین سواوصاف بیان کئے ہیں۔

مالک بن دینار رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے اگر منافقوں کے محسوس پیدا  
 ہونے لگیں تو ان کی کثرت کے باعث مومنوں کو زمین پر چلنے کی بھی جگہ نہ ملے  
 حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں  
 کسی کے منہ سے ایک ہی دفعہ کوئی بات نکلتی تو اس سے وہ اپنی نظر میں  
 منافق ہو جاتا تھا مگر اب میں اس قسم کی بات تم سے ایک مجلس میں دس دفعہ  
 سنتا ہوں مگر تم اس سے متنبہ نہیں ہوتے۔

منافق اور مومن میں امتیاز | حدیث میں آیا ہے المنافق ہمتہ فی الطعام  
 الشراب والمومن ہمتہ فی الصیام والصلاۃ ارمافق کی تمام سعی کھانے پینے  
 میں ہوتی ہے اور مومن کی سعی نماز و روزہ میں (عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ فرماتے ہیں)  
 کہ مومن کی قوت اس کے دل میں ہوتی ہے اور کافر و منافق کی قوت اس کے



ما تقہیں۔

حائم اصم رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے مومن کی علامت یہ ہے کہ عبادات  
 بجا لاتے اور اس کے باوجود روٹا رہے اور منافق کی علامت یہ ہے کہ عمل کو  
 بھل جائے اور اس کے باوجود ہنستا رہے۔ فضیل بن عیاض رحمہ اللہ تعالیٰ  
 فرماتے ہیں مومن درختِ خرمالہ کی مانند ہے اور ڈرتا رہے کہ کہیں اس کا پھل کاٹا  
 نہ ہو اور منافق کاشتے ہوئے ہے اور خواہش کرتا ہے کہ اس پر کھجوریں لگیں۔  
 پس اسے دوست اس کو یاد رکھ اور موت سے پہلے اپنے نفس کی چھان  
 بین کر اور اگر اس میں منافقوں کے اخلاق ہوں تو اس پر رو اور بکثرت استغفار  
 کر، اور سب تعریف اللہ کے لئے ہے جو تمام جہانوں  
 کا پروردگار ہے۔



## ۲۸۔ مال و دنیا سے نفرت

سلف صالحین رضی اللہ عنہم کے اخلاق سے ایک یہ ہے کہ وہ ابتدائی حالت میں درہم و دینار جمع نہ کرتے، مگر منتہی ہونے کی حالت میں ان کو خرچ کرنے کی غرض سے جمع کرتے کیونکہ ابتدائے طریقت میں ان کی حالت شیر خوار بچہ کی سی ہوتی ہے کہ دودھ پھرتے وقت ایلو سے دغیرہ کی ضرورت ہوتی ہے جو پستان پر لگایا جاتا ہے تاکہ بچہ اس دودھ سے نفرت کرے جو اسے مضر ہے پس جب ہمیں یقین ہو جاتا ہے کہ پستان کے چوسنے سے اسے نفرت ہو گئی ہے تو وہ بھی اس کے پینے کو برا جاننے لگتا ہے۔ یہی کیفیت فقیر کے اختتام مراتب میں ہوتی ہے کہ وہ دنیا سے نفرت کرنے لگتا ہے اور اس مقام میں مال کا جمع کرنا اس کا کمال ہوتا ہے تاکہ اس کی بدولت لوگوں سے سوال کرنے سے بچے اور اس میں سے اللہ کے حکم کے مطابق اللہ کی راہ میں خرچ کرے یہی مقصود سلف میں سے اس شخص کے کلام کا ہے جو دنیا سے نفرت دلاتا ہے اور جو دنیا کے جمع کرنے کی ترغیب دیتا ہے۔

مسلم نجات کا قول مسلم نجات رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے جب درہم و دینار ضرب کے گئے تو شیطان نے ان کو مانعے سے لگایا اور بوسہ دیا اور کہا جو تجھ سے محبت کرے گا وہ میرا استیجا بندہ ہے (میں کہتا ہوں) جو شخص مال کو راہِ خدا میں خرچ کرنے کی غرض سے جمع کرتا ہے وہ بالضرور اس حکم کے اطلاق سے مستثنیٰ ہے۔ واللہ اعلم، کیونکہ اس کا اطلاق محلِ تفصیل میں ہے۔

کھن بن حسن رحمہ اللہ تعالیٰ درہم و دنیا کو ہاتھ نہ لگاتے تھے اور فرماتے تھے بخیر مینگائیوں سے بھری ہوئی پھیلی چھے سونے کی پھیلی سے زیادہ محبوب ہے۔  
ابراہیم بن ادھم رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کامل فقیر دنیا کو ترک کر دے اور دنیا کے بارے میں اپنے بھائیوں کو اپنے نفس پر مقدم نہ کہنے سے ہوتا ہے۔  
بھڑاس صورت کے کہ اس کو ان سے زیادہ اس کی ضرورت ہو۔ ایک آدمی نے  
ابراہیم بن ادھم رحمہ اللہ تعالیٰ سے ان کی صحبت میں رہنے کی خواہش کی مانتا  
نے فرمایا مگر شرط یہ ہے کہ تیرے مال میں تیرا حق مجھ سے زیادہ نہ ہو گھاس نے  
کہا مجھ میں اس کی طاقت نہیں ہے اور یہ کہہ کر چلا گیا۔

تورات میں مذکور ہے کہ جو دل دنیا کو پسند کرتا ہے اسے سچ بولنا

مکرم ہے۔

درہم بچھہ کے مانتے ہیں ایسی بن معاذ رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اسے دو گواہان لے  
کہ درہم بچھہ میں جس کو ان کا منتر نہیں آتا اس کو ان کا زہر مار ڈالتا ہے۔  
لوگوں نے عرض کیا اس کا منتر کیا ہے؟ انہوں نے فرمایا ان کو حلال طریق سے  
حاصل کرے اور ان کے محل پر خرچ کرے۔

سمیط بن عبداللہ رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ درہم منافقوں کی نگاہ میں  
ہیں جن کے ذریعے سے وہ ہلاکت کے مقامات تک پہنچے جاتے ہیں۔

حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں انسان اس وقت تک  
صالح نہیں ہوتا جب تک کہ اس کے نزدیک سونا اور مٹی یکساں نہ ہو۔

شقیق بلخی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں جو شخص حصول دنیا سے غرض  
ہو وہ منافق ہے، اس سے وہ شخص مراد ہے جو لوگوں میں دنیا سے بے رغبتی  
کا اظہار کرتا ہو، لیکن جو اس کا اظہار نہیں کرتا وہ منافق نہیں۔ واللہ اعلم۔





حضرت علیؓ کا قول | امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ درہم کو اپنے ہاتھ میں  
لیتے اور فرماتے افسوس تو میرے پاس سے جاتے بغیر مجھ کو نفع نہیں پہنچ سکتا۔  
سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں جب درہم حرام گھر کے  
دروازہ سے داخل ہوتا ہے تو سچائی کا بدان سے نکل جاتی ہے کسی نے  
کہا کہ حضرت اگر تا بدان بند کر دیا جلتے تو پھر انہوں نے فرمایا وہ جہاں  
ملک الموت آتا ہے وہاں سے نکل جاتی ہے۔

علامہ ابن زیاد رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ عالم اس وقت تک کامل  
نہیں ہوتا جب تک کہ وہ دنیا اور عورتوں سے پرہیز نہ کر سکے۔  
سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالیٰ اکثر یہ اشعار پڑھا کرتے تھے:

إني وجدت فلاتك وغيرة ان التورع عند هذا الدارهم  
فاذا قدرت عليه شئت تركته ۱۰ فا علم بان اتفاق تقوى المسلم  
(ترجمہ) میں نے معلوم کر لیا ہے پس تم بھی اس کے خلاف نہ سمجھو، یقیناً پرہیزگاری اسی مال میں  
ہے یعنی اگر تم اس کو حاصل کر کے چھوڑ دو تو جان لو کہ تمہارا تقویٰ مسلمانوں کا تقویٰ ہے  
پس اسے دوست دنیا کی فضول باتوں سے پرہیز کرو اور سلف صالحین کے  
نہ ہد کی تقلید کے دنیاوی مصائب سے محفوظ رہو، اور سب تعریف اللہ  
کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔



## ۶۹۔ اعمالِ اخروی کا مقدم

سلف صالحین رضی اللہ عنہم کے اخلاق میں سے ایک یہ ہے کہ وہ ہمیشہ اعمالِ اخروی کو اعمالِ دنیوی پر مقدم رکھتے، پس وہ صبح کی نماز کے بعد وظیفہ کو تمام کاموں پر مقدم سمجھتے جس طرح کہ وہ سردیوں کی رات میں تہجد کو لحاف میں سونے پر ترجیح دیتے۔ تمام سلف صالحین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی یہی عادت تھی۔ پس جو اس قاعدہ کا پابند نہ ہو اور اس کی بہت دنیا ہی سے وابستہ ہو وہ ان کے طریق سے خارج ہے۔

ایک دفعہ میں نے ایک بزرگ کو باغ کی سیر کا قصد کرتے دیکھا اور اس نے اس دن کا وظیفہ اور صبح کی جماعت چھوڑ دی۔ وہ صوف کا عمامہ باندھے ہوئے تھا اور شملہ بھی چھوڑ رکھا تھا۔ پس میں نے اسے کہا اے دوست اگر کو دھاری دار عمامہ اور قمیض پہنتا جو دیا دار پہنتے ہیں، صبح کی نماز یا جماعت ادا کرتا اور اپنا ورد پڑھتا تو یہ تیرے لئے اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہت پسندیدہ تھا۔ یہ سن کر وہ خاموش رہا اور کچھ جواب نہ دیا۔

کا یونس بن عبید رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں جس شخص کے نزدیک ایک انکی تسبیح و تہلیل دنیا و مافیہا سے بہتر نہ ہو وہ ان لوگوں میں سے ہے جس کے لئے دنیا آخرت سے مقدم ہے۔

سنا مالک بن دینار رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں جس شخص نے دنیا کی طرف نکاح کا پیغام بھیجا تو وہ اپنے ہر میں اس کا پورا دین مانگے گی اور اس کے سوا



راضی نہ ہوگی۔

کے دنیا ابلیس کی بیٹی ہے [سیدی شیخ ابوالحسن شاذلی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ دنیا ابلیس کی بیٹی ہے جس نے اس سے نکاح کیا اُس کے گھر اس کے باپ ابلیس کی آمدورفت بڑھ جاتی ہے اور جب اُس سے جماعت کر لیتا ہے تو پھر اس کا باپ ابلیس بالکل وہیں قیام کر لیتا ہے، (میں کہتا ہوں) دنیا کی طرف پیغام نکاح بھیجنے سے مراد اس کی خواہش کرنا ہے اور جماعت سے مراد اس کا جمع کرنا ہے یعنی ضرورت سے زیادہ مال کو سوائے غرض شرعی کے جمع کرنا۔ اس سے معلوم ہوتا کہ جو شخص یہ چاہے کہ وہ ابلیس کی بیٹی سے شادی بھی کرے اور ابلیس اس کے گھر میں نہ رہے وہ امر محال کا طالب ہے۔ اسی وجہ سے جن لوگوں کو نماز اور وغیرہ اور دیگر تمام اعمال صالحہ میں شیطان وسوسہ پیدا ہوتے ہیں ان میں سے اکثر وہ ہیں جو دنیا کو دل سے محبت کرتے ہیں، اور سب تعریف اللہ کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔





## ۳۰۔ اولاد کے لئے بہترین ورثہ

سلف صالحین رضی اللہ عنہم کے اخلاق میں سے ایک یہ ہے کہ وہ اپنے بعد اولاد کے برباد ہونے کا خوف نہ کھاتے اور اسی لئے دنیا کا جو مال ان کے ہاتھ میں آتا خرچ کر دیتے اور کوئی چیز بچ نہ رہتی۔ اگر ان کو اپنی اولاد کے برباد ہونے کا خوف ہوتا تو ان پر حرص، تشنگی اور حسد غالب ہو جاتی اور وہ صوفیہ کی صفات سے خارج ہو جاتے۔

اولاد بخش اور بزدلی کا سبب ہے | حدیث شریف میں آیا ہے الولد مہملۃ مجبنة یعنی اولاد تشنگی اور بزدلی کا سبب ہے، کیونکہ جہاد وغیرہ میں جان و مال خرچ کرے سے باز رکھ کر بزدل اور تشنگی بنا دیتی ہے۔ نیز حدیث میں آیا ہے مالک ماتت و ما وارثک ما اخوت یعنی تیرا مال وہ ہے جو تو آگے بچھڑ چکا ہے اور جو تو پیچھے چھوڑ جاوے گا وہ تیرے وارثوں کا مال ہے۔ حسن امیری رحمۃ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اے ابن آدم! فی سبیل اللہ خرچ کر اور یہ ضرر رساں دیندہ جو تیرے گروا گرو ہیں یعنی اولاد، بیویاں، دوسرے وارث اور خادم تجھے دھوکے میں نہ ڈالیں کیونکہ تیرا اولاد تیرے مال میں تیرے طرح تیرے ساتھ چھینا چھانی کرتی ہے کہ تیرا مال صرف اسی کے قبضہ میں رہے، نہ دوسری طرف سے اس میں سے عذوق دے گی اور نہ تجھے اللہ تعالیٰ کی خوشنودی میں خرچ کرنے دے گا۔ اور تیری بیوی تو دنیا کی طرح کبھی دم ہلا کر پالوسی کرتی ہے اور کبھی بھونکتی ہے اور دوسرے وارث

سو بچا ان کو ایک درہم جو تیرے مرے پیچھے لئے گا وہ تیری زندگی سے زیادہ  
 عزیز ہے۔ رہا تیرا خاوم نو وہ نو حشری کی طرح ہر وقت حیلہ سازی اور چوری  
 میں لگا رہتا ہے۔ پس ان میں سے کسی کے ساتھ محبت کی خواہش کر کے ان  
 کی خاطر مال کو ذخیرہ مت کر اور اپنی پشت کو بوجھل نہ بنا کیونکہ وہ تیرے  
 ساتھ بیعت پر مکر کرتے ہیں۔ جب تجھے لمحہ میں رکھیں گے تو وہ اپنے گھروں کی طرف  
 لوٹ کر اپنے کپڑوں کو خوشبو لگا ہوں گے اور عورتوں سے معاملہ کریں گے اور  
 کھائیں پیئیں گے اور تیرے مال کو ضائع کریں گے اور تو اس کے بدلے محاسبہ  
 میں گرفتار ہوگا۔

ابو حازم رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے مال خرچ کر و اور اولاد کی خاطر  
 اس کے ضائع ہونے کا خیال نہ کر و کیونکہ اگر وہ مومن ہوں گے تو اللہ سبحانہ  
 و تعالیٰ ان کو بے حساب دے گا اور اگر وہ فاسق ہوئے تو تم کیوں اپنے  
 مال سے فسق میں ان کے مددگار بنتے ہو۔

سالم بن ابی الجعد رحمہ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں جو کچھ آتا فوراً خرچ کر  
 دیتے۔ اس پر ان کی بیوی نے ان کو ملامت کی۔ انہوں نے فرمایا مجھے خود نیکی  
 لئے کر تجھے برائی میں پھوڑ جانا اس سے زیادہ پسند ہے کہ خود بدی سے  
 جاؤں اور تجھے نیکی میں پھوڑ جاؤں۔

نیک دوست بہتر دایہ ہے | محمد بن یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ

اپنے نیک دوست پر خرچ کر کیونکہ وہ تیرے حق میں تیرے مالدوں سے بہتر  
 ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ تیرے لئے اس وقت دعا کرے گا جب کہ تو  
 قبر میں مٹی کی تہوں میں پڑا ہو گا یہاں تک کہ جب تو قیامت کے روز قبر سے  
 نکلے تو شاید اس کی دعا کی بدولت تجھ پر ایک بھی گناہ نہ ہو، لیکن عادت

پترے مال کو تقسیم کریں گے اور تجھے یا دہی نہیں کریں گے اور نہ تیرا احسان مانیں گے بلکہ کہیں گے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ ہمارا حق بنایا ہے۔

مالک بن دینار رحمہ اللہ تعالیٰ اپنے گھر میں چٹائی، قرآن مجید اور لوٹے کے سوا کوئی چیز نہ رکھتے تھے۔ ایک دفعہ کسی نے ان کو ایک نیا آبخورہ دیا۔ صبح ہوتے ہی انہوں نے وہ آبخورہ ایک دوست کو دے دیا اور کہنے لگے اے دوست یہ تم نے لو، اس نے میرے دل کو فکر میں مبتلا کر دیا ہے کہ کہیں کوئی اسے چڑا کر نہ لے پاسے۔

حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ایک دفعہ میں اپنے ایک دوست کو بلانے گیا تو میں نے دیکھا کہ اس کی آنکھیں مارے بھوک کے اندر گھسی ہوئی ہیں۔ میں نے درہم نکالے اور اسے کہا یہ لے لو اور ان سے اپنے کھانے کے لئے کچھ خرید لو جس سے تمہیں عبادت کی طاقت ہو جائے۔ اس نے انہیں لینے سے انکار کیا اور کہا اللہ تعالیٰ قادر ہے کہ مجھے کچھ کھائے پیئے بغیر آج کی رات عبادت کی ہمت دے اور میں ڈرتا ہوں کہ میں ان کے لئے لوں اور وہ میرے پاس رہیں اور میں ان سے کوئی چیز خرید نہ بغیر مرجاؤں۔ حالانکہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تھی تو اس وقت آپ کے گھر سے نہ کوئی دینار ملا تھا اور نہ درہم۔

بہترین درشت امرومی سے کہ جب محمد بن کعب القرظی رحمہ اللہ تعالیٰ کی وفات کا وقت ہوا تو انہوں نے اپنا تمام مال خرچ کر دیا۔ لوگوں نے کہا آپ نے اپنی اور اس کے لئے کچھ مال کیوں نہ باقی رکھا تو فرمایا۔ لگے مال کا اپنے لئے جمع کرنا اچھا ہے میں نے اپنی اولاد کے لئے فضل بڑی جمع کیا ہے۔

یحییٰ بن معاذ رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے ہم دنیاوی دولت اور فلسفہ



سے ڈرتے ہیں لیکن آخرت کی ذلت و خواری سے نہیں ڈرتے، حالانکہ  
آخرت میں انسان کا اعمال کا لحاظ سے خالی ہونا لوگوں میں بڑی شرمندگی  
کا باعث ہوگا، افسوس ہم بہت بُرا کر رہے ہیں۔ نیز فرماتے تھے کہ نان نفقہ  
اور کھانے پینے کے فکر نے غافلوں کے قلوب کو ہر طرح کی نیکی سے روک  
رکھا ہے۔ ورنہ آدمی کے لئے اپنی زندگی میں ایک درہم صدقہ کہ نا ان  
ہزار دیناروں سے بہتر ہے جو وہ مرنے کے بعد چھوڑ جائے۔

ادب کا ورثہ مال کی | ہدایتی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے اولاد کو ادب کا ورثہ  
وراثت سے بہتر ہے | دے جائے مال کی وراثت سے بہتر ہے کیونکہ ادب

سے مال، عزت اور دوستوں کی محبت حاصل ہو سکتی ہے اور اس سے دنیا  
و آخرت کی خریدیں جمع ہو سکتی ہیں۔ لیکن مال بہت جلد ضائع ہو جاتا ہے اور  
اولاد نہ دنیا کی رہتی ہے نہ آخرت کی۔ ہم نے اُس مال کا جو لوگوں کو میراث  
میں ملتا ہے اکثر تجربہ کیا ہے اس میں خیر و برکت نہیں موتی کیونکہ وہ وارث  
کا کمایا ہوا نہیں ہوتا اور بسا اوقات محوِ ریت اس کو وارث وغیرہ پر صرف  
کرنے میں نچل بھی کرتے ہیں۔ پس اسے دوست اس کو یاد رکھ، اور  
سب تعریف اللہ کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا پروردگار  
ہے۔



## ۳۱۔ زیارت قبور

سلف صالحین رضی اللہ عنہم کے انلاق میں سے ایک یہ ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد زوروا القبور فانہا تذكركم  
الآخرة قبروں کی زیارت کیا کہ وہ تمہیں آخرت کی یاد دلائیں گی اس کے مطابق ہر  
قلیل العمل مسلمان کی قبر کی زیارت کو جاتے۔ یہ خلق آج کل بہت کم ہو گیا ہے  
اور اگر ہو بھی اور لوگ قبروں پر چلے بھی جائیں تو ان کے دلوں کے اندر عبرت  
نہیں ہوتی اور یہ محض ایک عادت کے طور پر ہوتا ہے مثلاً پہلے جمعہ یا چہینہ  
کے اختتام پر میت کی زیارت کو جاننا اس خیال سے کہ اس کے وارث خفا  
نہ ہو جائیں، خصوصاً حب کہ وہ لوگ زیارت کرتے ہیں جن پر میت کا حق زیارت  
بھی ہوتا ہے جیسے باپ اپنے بیٹے کی قبر کی زیارت کرتا ہے یا بیٹا باپ کی قبر کی  
اور یہ آخری غرض ہماری بحث سے خارج ہے۔

سب سے آخری شخص جن کو میں نے اس خلق پر عمل کرتے دیکھا ہے  
سیدنا شیخ محمد بن عثمان رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ ہیں۔ وہ ہر جمعہ کو قبرستان میں جاتے  
اور ہر واقف و ناواقف میت کی زیارت کرتے ہیں وہ قبور کو دیکھتے تو روتے  
اور عود کو اس مقام میں وارد ہے پڑھتے، پھر قرأتے ان تمام میں سے کوئی  
بھی ایسا نہ ہوگا جو کم از کم دو رکعت نماز کا آزد مند نہ ہو یا ایک ہی مرتبہ لا  
اللہ الا اللہ پڑھنے کی خواہش نہ کرتا ہو پس تم اپنی عمر کو غنیمت سمجھو۔  
سیدنا یزید نقاشی رحمہ اللہ تعالیٰ جب قبرستان کو دیکھتے تو روتے اور فرماتے

کاش بٹھے معیوم ہو جیسے کہ تم اپنے کس عمل پر شک کرتے ہو اور کس پر خوش ہو؟ کہہ کر یوں چیتے جیسے پل چیتا ہے۔

ہشام و ستوائی رحمہ اللہ تعالیٰ جب شام کی زیارت کر کے گھر واپس آتے تو کئی کئی دن چراغ روشن نہ کرتے، اور فرماتے ہیں اس سے قبر کا اندھا یا دکرتا ہوں۔

میتیں قبروں کے اندر ہوتی ہیں | عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ تعالیٰ اپنے آبا و اجداد بنی امیہ کی قبر کی زیارت کرنے تو فرماتے اے میرے بزرگوار! ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تم کبھی دنیا والوں کے ساتھ لذت اور تنعم میں شریک ہی نہ تھے، اور فرماتے قبروں کی ظاہری حالت کیا اچھی ہے لیکن میتیں تو ان کے اندر ہوتی ہیں!

حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ نے ایک شخص کو دیکھا جو گورستان میں پس رہا تھا تو اسے کہنے لگے کیا تجھے اتنا ہی کافی نہیں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس محل کو بالپست فرماتے تھے۔

میت کے لئے ہوتا ہے | سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے میت قبر میں سات روز تک آگ میں رہتی ہے راسی لئے لوگ ان دنوں میں اس کی طرف سے صدقہ کرنا زیادہ پسند کرتے ہیں تاکہ اس کو مدد پہنچے اور حق تعالیٰ کی طرف سے اس کو جواب تلقین کر دیا جائے۔

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے تھے کہ میں ایک قبرستان کے پاس سے گزرا تو میں نے ایک شخص کو قبر کے باہر سر سے پاؤں تک آگ میں جلتے دیکھا۔ اس نے مجھے کہا اے عبداللہ مجھے پانی پلا دے۔ عبداللہ کہتے ہیں میں نہیں جانتا کہ اس نے میرا نام پہچان کر نیا یا دیسے عبداللہ کہہ کر پکارا



جیسے ناواقف کو کہتے ہیں۔ خیر میں نے اُسے پانی پلانے کا ارادہ کیا تو مجھے  
اُس کے ٹوٹل نے کہا اُسے پانی نہ پلاتا، اور وہ برابر کوڑے کے ساتھ اُس  
کو مارتا رہا حتیٰ کہ وہ اپنی قبر میں گھس گیا اور قبر بند ہو گئی۔

عطاء اللہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے اکثر عشاء کے بعد مقابر میں جاتے اور صبح تک  
ان سے باتیں کرتے رہتے۔ جب واپسی کا قصد کرتے تو فرماتے اسے قبرستان  
والہ اتم سرگئے واسطے موت! اور تم نے اپنے اعمال کو دیکھ لیا واسطے عمل!  
عبداللہ بن عمرؓ کا قول | عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ایک دن کسی قبرستان کے  
پاس سے گئے تو اپنی چادر بچھا کر وہیں دو رکعت نماز ادا کی۔ لوگوں نے  
اس کا سبب پوچھا۔ انہوں نے فرمایا میں نے اہل قبور کا خیال کیا کہ ان کے  
اور ہمارے درمیان رکاوٹ ہو گئی ہے۔ ہذا میں نے چاہا کہ ان کے  
درمیان دو رکعت نماز پڑھ کر اللہ تعالیٰ کا قُرب حاصل کروں۔

ابو درداء رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ تمہارے اعمال تمہارے مُردہ  
بزرگوں کو دکھائے جاتے ہیں تو کبھی ان کو خوشی ہوتی ہے اور کبھی رنج۔ نیز  
وہ اکثر فرماتے اسے اللہ میں تجھ سے ایسے اعمال سے پناہ مانگتا ہوں جن سے  
میرے مُردہ بزرگ دوسرے مُردوں میں نہ سوا ہوں۔

حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ جب کسی میت کے دفن کے وقت پہنچتے تو  
آپ کو غشی آجاتی، پھر فرماتے واللہ جس امر کا انجام یہ ہوا اُس کے اول سے  
اعراض کرنا اور اُس کے آخر سے ڈرتے رہنا مناسب ہے۔

ایک دوست تجھے معلوم ہو کہ اسلاف کے اخلاق میں سے یہ نہ تھا کہ  
وہ زندگی ہی میں اپنی قبر کھود رکھتے، اور ایسا کرنے میں وہ اللہ سبحانہ  
و تعالیٰ کے اس قول کا ادب کرتے وما تدعی نفس بائ ارض تسبوت

یعنی کسی نفس کو معلوم نہیں کہ وہ کہاں مرے گا۔ یعنی کہاں دفن ہوگا، لیکن ہم تک  
یہ خبر پہنچی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز نے ویر سیمان میں اپنی قبر کھودی تھی۔ آپ کھوتے  
جلتے اور غلام مٹی کو ایک طرف کرتے جلتے تھے حتیٰ کہ آپ اس سے فارغ ہو گئے  
اور پھر ساتویں روز اسی میں مدفون ہوئے۔ اسی قسم کی خبر بنی خوران کے دو آدمیوں  
کی نسبت ملی ہے کہ ان دونوں نے مہر کے قبرستان کے دروازے پر دو قبریں  
کھودیں اور وہیں ایک پتھر کی تختی پر اپنے نام لکھے۔ اور لکھا کہ وہ شہادت  
دیتے ہیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد اس کے رسول ہیں۔ میں نے  
اس کتبہ کو اپنی یہ حجت کے زمانہ میں پڑھا ہے۔

راست صالحین میں سے کسی نے بھی اپنی قبر پر قتبہ نہیں بنوایا اور نہ اپنے  
لئے کوئی حجرہ بنوایا، اور نہ اس کی دیواروں کو آراستہ کیا اور نہ قبہ کے طبقات  
میں روشن دان بنوائے، برخلاف آج کل کے بعض متصوفین کے کہ انہوں نے  
یہ کام کئے ہیں اور اکثر اوقات یہ کام کسی غلام کے مال سے کئے جاتے ہیں۔ پس  
اے برادر صالح تجھے اس قسم کی باتوں سے بچنا چاہیے۔

کہتے ہیں کہ بہت سی قبریں ایسی ہیں کہ لوگ ان کی زیارت کرتے ہیں  
لیکن صاحب قبر روزِ خیر میں ہوتے ہیں۔

ایک عجیبی شیخ کی حکایت | میں نے مشائخ عجم میں سے ایک شیخ کو دیکھا جس نے  
اپنی کتابیں، کپڑے اور گھر کا سامان بیچ کر اپنے لئے قبہ، تابوت اور پردہ بنوایا  
اور شیخ بن بیٹھا، اس نے ان چیزوں پر رقم کثیر صرف کر دی اور اس کے  
بعد دروازے پر یہ اشعار لکھے۔

واحن الظن وارتاب

قف علی الباب خاضعاً

لقبر صاحب الخواص

محبوب باب خبرت

امیجھا اس دروازے پر عاجزی سے کھڑا ہوا اور عین ملن رکھ کر امیدوار ہو کر کہہ نکھ منور و تزل  
کر پورا کرنے میں یہ دروازہ مجرب ہے۔

جو کوئی اس قبۃ اور اس تحریر کو دیکھتا وہ اس فقیر کی حالت پر ہنستا اور  
کہتا اسے اندیشہ تھا کہ لوگ اس کے مرنے کے بعد کہیں اس کی پیدا ہی نہ کریں  
اس لئے اس نے زندگی ہی میں ایسا کیا ہے کہ لوگ اسے بزرگ کہیں۔ یہ سب  
باتیں دھوکا دہی کی ہیں اور صالحین کے ساتھ تمسخر کا دروازہ کھلتی ہیں۔ لا  
حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم، اور سب تعریف اللہ کے لئے  
ہے جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔





## ۳۲۔ ذکر الہی سے موانعت

سلف صالحین رحمہ اللہ عنہم کے اخلاق میں سے ایک یہ ہے کہ وہ جس مجلس میں بیٹھتے ذکر الہی اور ورد شریف سے غفلت نہ کرتے۔ البتہ اگر وہ اس حدیث نبوی پر عمل کرتے کہ کوئی قوم کسی جگہ نہیں بیٹھتی جس میں اُس نے اللہ کا ذکر اور اپنے نئے نئے پروردگار نہ پڑھا ہو مگر قیامت کے دن اُس جگہ پر ہلاکت یعنی نقص اور کمی شمار ہوتی ہے، نیز وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد پر عمل کرتے کہ اہل جنت کو کسی چیز پر حسرت نہ ہوگی بجز اس ساعت کے جو ان پر یوں گزری ہے کہ جس میں انہوں نے ذکر الہی نہیں کیا۔

ذکر الہی کے لئے کوئی | حسن بصری رحمۃ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ اللہ سبحانہ و  
جگہ حسین نہیں | تعالیٰ نے اپنے قول فَاذْكُرُونِي اَذْكُرْكُمْ رَقْمٌ جَعَلَ يَاكُود  
میں تہیں یاد کروں گا، سے ہم پر آسانی کر دی ہے کہ ذکر الہی کے لئے کوئی جگہ  
مخصوص نہیں فرمائی۔ اگر اللہ سبحانہ و تعالیٰ ہمارے لئے ذکر کے لئے کوئی  
جگہ معین فرمادیتا تو ہمیں ہاں جانا واجب ہوتا خواہ وہ عظیم ایک صدی کی مسافت  
پر ہوتا جیسا کہ حج کے لئے لوگوں کو کعبہ میں بلایا ہے پس اُس کا شکر ادا  
اجنان ہے۔

ذکر الہی، ذکر مخلوق | فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے جب تم اپنی  
کی بیماری کی رو ہے | مجلسوں میں کسی مخلوق کا ذکر کرتے ہو تو اللہ تعالیٰ کو یاد

کر لیا کرو کیونکہ ذکر الہی مخلوق کے ذکر کی بیماری کا علاج ہے۔  
 ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ تعالیٰ کی مجلس میں جو شخص بیٹھنا چاہتا  
 آپ اس سے شرط کر لیتے کہ وہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے ذکر سے غفلت  
 نہ کرے گا۔

عطا علی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ اپنے آپ پر ظلم کرنے والے  
 کو چاہیے کہ وہ اللہ کا ذکر توبہ و استغفار کے بعد کرے کیونکہ اللہ تعالیٰ ظالم  
 کو جب وہ ظلم پر اصرار کرنے کی حالت میں اسے یاد کرے لعنت کرتا ہے۔ میں  
 کہتا ہوں اس سے مراد وہ توبہ ہے جو مونیہ احتیاطاً اللہ عزوجل کا ذکر کرنے  
 سے پہلے کرتے ہیں اس خیال سے مبادا انہوں نے اپنے نفس پر کوئی ظلم کیا  
 ہو، خواہ وہ کسی امر مکروہ کے ارتکاب یا غفلت یا خیال مذموم وغیرہ کی وجہ  
 ہی سے ہو واللہ اعلم۔

ذاکریں کے سوا تمام آدمی | دائرہ طائی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ ذاکریں کے  
 دنیا سے پیار سے نکلتے ہیں | نفوس کے سوا باقی تمام نفوس دنیا سے پیار سے  
 نکلتے ہیں۔

وصیہ بن الولید رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ کے نزدیک  
 سب سے اچھا وہ ہے جو مجلس کا اقتضاح ذکر الہی سے کرے۔

ثابت بنانی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں جب اللہ تعالیٰ میرا ذکر کرتا  
 ہے تو مجھے سلوم مویا ہے۔ لوگوں نے پوچھا یہ کیوں کہ؟ — انہوں نے  
 فرمایا جب میں اس کا ذکر کرتا ہوں تو وہ میرا ذکر کرتا ہے کیونکہ اللہ  
 تعالیٰ فرماتا ہے **مَا ذُكِّرْتُمْ بَلْ أَنْتُمْ مَعَهَا** تم میرا ذکر کرو میں  
 تمہارا ذکر کروں گا۔

ابوالمیخ کا قول | ابوالمیخ رحمہ اللہ تعالیٰ جب ذکر الہی کرتے تو ان کو  
وجد آ جاتا اور فرماتے کہ مجھے اس پر وجد آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے  
یاد کرتا ہے، کیونکہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ فرماتا ہے **فَاذْكُرُونِي اَذْكُرْكُمْ**  
تم مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کروں گا، اگر وہ کسی جگہ جاتے ہوئے راستہ  
میں اللہ تعالیٰ کے ذکر سے غافل ہو جاتے تو واپس آ جاتے اور دوبارہ  
اس راستہ میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے جلتے اگرچہ ایک منزل کا فاصلہ  
ہوتا، اور فرماتے میں چاہتا ہوں کہ میں جس جس بقعہ زمین سے گزروں  
سب قیامت میں میرے ذکر الہی کی شہادت دیں۔

حضرت داؤد علیہ الصلوٰۃ والسلام دعا فرمایا کرتے تھے اے اللہ  
مجھے اپنی یاد کرنے والوں میں کر، اور اگر تو مجھے ذاکرین کی مجلس سے اٹھ  
کر غافلوں کی مجلس میں جاتا دیکھے تو میرے پاؤں توڑ دے کیونکہ وہ مجھ پر  
تیری نعمت ہے۔

یحییٰ بن معاذ رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اپنے دلوں کو ہر وقت خدا  
کی یاد دلاتے رہو کیونکہ وہ فی الفور غافل ہو جاتے ہیں۔

دہب بن منبہ فرماتے تھے تعجب ہے ان لوگوں پر جو میت پر دستہ میں  
جس کا جسم مردہ ہو چکا ہے اور اس شخص پر نہیں روتے جس کا دل مردہ ہو چکا ہے  
حالانکہ یہ اس سے زیادہ سخت عاوشہ ہے۔

لوگوں سے میل جول غفلت کا محل ہے | بشر بن منصور رحمہ اللہ تعالیٰ لوگوں سے  
بہت کم نشست و برخاست رکھتے تھے اور فرماتے تھے کہ لوگوں  
سے میل جول غفلتوں کا محل ہے۔ بخدا میرے پاس کبھی کوئی ایسا  
شخص نہیں بیٹھا کہ جس کی مجلس کو میں نے ترک کرنا مناسب نہ جانا



ہو کیونکہ ایسا کرنا میرے لئے اور اس کے لئے بھی مفید ہے۔ پس  
 اے دوست اے خوب یاد رکھ، اور سب تعریف اللہ  
 کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔



## ۳۳۔ رقت قلبی

سلف صالحین رضی اللہ عنہم کے اخلاق میں سے ایک یہ ہے کہ وہ رقیق القلب ہوتے اور ان کے حقوق اللہ میں کوتاہی کرنے پر بہت روتے اس خیال سے کہ شاید اللہ تعالیٰ ان پر رحم فرمائے۔ اس خصلت میں حضرت ابو بکر صدیق اور عمر بن الخطاب اور ابوذر رضی اللہ عنہم اعلیٰ درجہ رکھتے تھے۔ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کی یہ حالت تھی کہ ان کے چہرہ مبارک پر آنسوؤں کے جاری ہونے کے مقام میں دو سیاہ خط بن گئے تھے۔ یہی حال عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا تھا اور اسی طرح عمر بن عبدالعزیز، یزید رقاشی، فضیل بن عیاض، بشر حافی اور معروف کرخی رضی اللہ عنہم کی حالت تھی۔

یزید رقاشی رحمہ اللہ علیہ جب اپنے گھر میں داخل ہوتے تو روتے اور جب ان کے سامنے کھانا رکھا جاتا تو روتے اور جب ان کے احباب ان کے پاس بیٹھتے تو روتے اور ان کو بھی رلاتے اور فرماتے کہ دفعت کی آگ میرے ایسوں ہی کے لئے بنا لی گئی ہے۔

عمر بن عبدالعزیز کی کہ مذاری | عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ تعالیٰ کا قاعدہ تھا کہ وہ رات بھر روتے رہتے اور گھر میں گھومتے رہتے اور صبح تک آہ و زاری کرتے رہتے اور لمبا اوقات بے ہوش ہو کر گر پڑتے۔ وہ بالاحسانہ کی بھت پر نماز پڑھتے اور سجدہ میں اتنا روتے کہ آنسوؤں کے قطرے بہہ کر پرٹالے میں سے گرنے لگتے

اور نیچے سوٹھے ہوئے پر پڑتے یہاں تک کہ ان کو گمان ہوتا کہ کوئی بادل  
گزرنا گذرتا ٹپک رہا ہے۔

والجہ علویہ رحمۃ اللہ علیہا روایا کرتی ہیں کہ آنسوؤں کو اپنے پاس چھڑکتی  
جاتیں یہاں تک کہ ان کے پاس آنے والا خیال کرتا کہ یہ وضو کا پانی ہے۔  
ابن سہاک رحمہ اللہ تعالیٰ کی مجلس گرم ہو جاتی اور لوگ رونے لگتے  
تو وہ داؤد علیہ الصلوٰۃ والسلام، سہیل ثوریؒ، داؤد طائیؒ، فضیل بن عیاضؒ  
اور عمر بن عبدالعزیزؒ اور ان کے مثل دوسرے بزرگوں کی رونے کی حالت کا  
بیان کرتے ہیں کہ لوگ اپنے گریہ کو معمولی سمجھتے۔

کعب احبار رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ میرا خدا کے خوف سے ایک ہی  
آنسو پانا مجھے اس سے زیادہ عزیز ہے کہ میں سخت دلی کی حالت میں سوتے کا  
پہاڑ صدمہ کروں۔

صحابین کی علامت | حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں صحابین کی علامت  
یہ ہے کہ ان کی رنگت زرد ہو، آنکھیں چند بھی ہو گئی ہوں اور ان کے ہونٹ  
پتھر مردہ ہوں یعنی بکثرت جاسگنے، گریہ کرنے اور بھوکا رہنے کے باعث۔  
فضیل بن عیاض رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے آنکھوں کا رونا حقیقی رونا  
نہیں ہے بلکہ دل کا رونا حقیقی رونا ہے، کیونکہ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ آدمی  
کی آنکھیں روتی ہیں مگر اس کا دل سخت ہوتا ہے، چنانچہ منافق کا رونا کمر سے  
ہوتا ہے نہ کہ دل سے۔

سہیل ثوری رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں گریہ کے دس حصے ہیں، ان  
میں سے ایک اللہ تعالیٰ کیلئے ہے اور باقی نو سب ریاء سے تعلق رکھتے  
ہیں۔ اگر سال میں ایک دفعہ بھی وہ حصہ آجائے جو اللہ تعالیٰ کے



لئے ہے تو امید ہے کہ آدمی دوزخ سے بچ جائے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ ہمیں  
 کہتا ہوں) رونے میں آدمی کا مقام آنکھ اور دل دونوں کے رونے بغیر کامل  
 نہیں ہوتا صرف ایک سے رونے والا ناقص ہے خصوصاً جب کہ اس شخص  
 کے متبعین بھی ہوں چونکہ دل کے رونے کو اس کے متبعین نہیں دیکھ سکتے اس  
 لئے آنکھ سے رونا بھی ضروری ہے اگرچہ اس شخص کا مقام اس سے ترقی کر  
 گیا ہو۔ واللہ اعلم۔

ایک شخص صلیب بن اشیم کی مجلس میں ریا سے رویا۔ لوگوں کو اس پر رحم  
 آیا تو اسے خواب میں کہا گیا تو اپنے رونے کا بدلہ اسی سے لے جس کو رو کر  
 دکھلانا چاہتا تھا۔ سمیط بن عجلان رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ سفیان بن  
 عیینہ رحمہ اللہ تعالیٰ جب روتے تو اپنے آنسوؤں کو آنکھوں ہی میں پھیرتے  
 رہتے اور فرماتے کہ اس سے غم دیر تک باقی رہتا ہے۔ عمر بن عبدالعزیز رحمہ  
 اللہ تعالیٰ جب روتے تو ان کے ساتھ ان کی بیوی، بچے اور خادم بھی  
 رونے لگتے گو انہیں یہ معلوم نہ ہوتا کہ وہ کیوں روتے ہیں؟  
 گناہ دلوں کو زنگ آلودہ کر دیتے ہیں | صالح المرسی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے گناہ  
 دلوں کو زنگ آلودہ کر دیتے ہیں جو رونے بغیر نہیں اترتا۔

شعیب بن حرب رحمہ اللہ تعالیٰ ایک مرتبہ طاؤس رحمہ اللہ تعالیٰ کی  
 مجلس میں رونے پہنچا کہ تمام لوگ رونے لگ گئے اس پر انہیں خیال  
 آیا کہ انہوں نے بڑا کام کیا۔ طاؤس رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے  
 دوست تجھے معلوم ہو کہ اگر تیرے ایک گناہ پر تیرے ساتھی زمین و آسمان کے  
 بھی روئیں تو بھی تھوڑا ہے پھر تجھے یہ خیال کیونکر آیا کہ ایک ہی دفعہ رونے سے  
 تمام گناہ مٹ گئے۔

مالک بن دینار رحمہ اللہ تعالیٰ کو کسی نے کہا کیا آپ کے پاس کوئی قاری لائیں جو آپ کو قرآن مجید سنائے؟ آپ نے فرمایا کہ بیاں جس عورت کا بچہ مریٹے اس کو نوحہ گہ کی ضرورت نہیں ہوتی۔

فحاک رحمہ اللہ تعالیٰ ہر شام کو اتنا روتے کہ غشی آجاتی اور فرماتے کہ میں نہیں جانتا کہ میرا آج کا بڑا عمل جو آسمان پر گیا ہے اللہ تعالیٰ نے معاف کر دیا ہے یا ابھی تک میرے اعمال نامہ میں موجود ہے اور میں اسے قیامت کے دن دیکھوں گا۔

قساوت قلب اخلاق | کھول دہشتی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے جب تم کسی کو روکے صالحین کے منافی ہے۔ دیکھو تو اس کے ساتھ رونے لگ جاؤ، یہ خیال نہ کرو

کہ وہ ریا سے ایسا کرتا ہے کیونکہ میں نے ایک مرتبہ ایک آدمی کی نسبت یہی خیال کیا تھا تو اس کی سزا میں ایک سال تک رونے سے محروم رہا۔ اس سے معلوم ہوا کہ جو شخص نیک ہونے کا مدعی ہو اور قرآن سننے کے وقت اس کا دل نہ روئے تو وہ جھوٹا ہے کیونکہ دل کی قساوت اخلاق صالحین کے منافی ہے۔ پس اسے خوب یاد رکھ۔ اور سب تعریف اللہ کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔





## ۳۴۔ طاعات میں کوتاہی

سلف صالحین رضی اللہ عنہم کے اخلاق میں سے ایک یہ ہے کہ وہ عبادات میں کوتاہی کرنے کے سبب اپنی ہلاکت کا یقین رکھتے چہ جائیکہ ان سے گناہ واقع ہوں اور فرماتے کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ سے معافی کا امیدوار ہونا تحصیل حاصل ہے، بلکہ اس کا خیال ہو کہ اللہ تعالیٰ ذرہ ذرہ پر مواخذہ کرے گا تاکہ قیامت کے دن حساب کے لئے کھڑے ہونے سے خوف کھائے، کیونکہ جو کوئی یہاں دنیا میں اپنا حساب نہیں کرتا وہ قیامت میں دیر تک حساب کے لئے کھڑا کیا جائے گا۔ ہم اللہ تعالیٰ سے لطف و کرم کے خواستگار ہیں۔ اپنے نفس کا محاسبہ کرتے رہو! عبدالرحمن بن ہریرہ از الصحیح رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: اپنے نفس میں برائیوں کی تلاش کرتے رہو کیونکہ کل قیامت میں ہر شخص اپنے اپنے ہم جنس کے ساتھ اٹھے گا۔ سو جو شخص ہر قسم کے گناہوں میں پڑا ہو گا اس کا حشر ہر جماعت کے ساتھ ہو گا۔ آپ اکثر اپنے نفس پر عتاب کرتے رہتے اور اس کو ڈالتے رہتے، اور فرماتے جب منادی قیامت میں آواز دے گا: فلاں گناہ والا! کھڑے ہو جاؤ، تو اسے اعرج تو بھی ان کے ساتھ کھڑا ہو گا، اور پھر کہے گا اسے فلاں گناہ والا! کھڑے ہو جاؤ، تو اسے اعرج تو ان کے ساتھ بھی کھڑا ہو گا، پھر لپکارے گا اسے فلاں گناہ کا ارتکاب کرنے والا! کھڑے ہو جاؤ، تو اسے اعرج تو ان کے ساتھ بھی کھڑا ہو گا۔ غرض اسے اعرج میرا گمان ہے کہ اس دن تجھے ہر جماعت کے ساتھ اٹھنا ہو گا۔



سیدی علی خواص رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ فقیر اس وقت تک کابل  
نہیں ہوتا جب تک اس کی یہ حالت نہ ہو کہ ہوا میں قیامت رات دن اس  
کے پیش نظر رہیں تاکہ وہ اس دنیا ہی سے ان کے لئے تیار ہو جائے۔ نیز  
وہ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ جو شخص قبر میں آسانی چاہتا ہے وہ پوشیدہ کوئی ایسا  
فعل نہ کرے جس سے آخرت میں رہسوار ہو، اور جب تک اس کے اندر  
کوئی بڑی خصلت ہے اسی کے لئے خوف لازم ہے یہاں تک کہ وہ قبر سے  
بھی خوفزدہ اٹھے گا۔

اسی لئے لقمان علیہ السلام اپنے بیٹے کو فرمایا کرتے تھے کہ بیٹا جس طرح  
تم سوئے ہو اسی طرح مردہ کے اوپر جس طرح تم سو کر جا گئے ہو اسی طرح تم قبر سے  
اٹھو گے پس تو نیک عمل کرو کہ تو دنیا کی طرح سوئے اور اٹھنے اور اعمال بد  
نہ کرو کہ تو اس مجرم کی طرح خوفزدہ ہوئے اور جا گئے جس کو بادشاہ قتل کے لئے  
طلب کرتا ہو۔

اور قرنی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے اس دنیا میں خوف کو کام میں  
کیجئے یہ آخرت میں تجھے عذاب سے نجات دے گا۔

مناقنہ مریں کے فیصلہ سے سیدی علی خواص رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے اپنے  
مستفیض نہ ہو سکے گا | خود غفل کر اور کسی دوسرے سے سختی یا شیخ پر بھروسہ نہ کر  
کیونکہ قیامت میں ہر ایک اپنی فکر میں لگا ہو گا، اور اپنے اعمال کو دعوت  
پاک کرے کیونکہ قیامت کے روزان کا نور تمہارے اخلاص کے مطابق ہو گا، اور  
یاد رکھ کہ منافق مومن کے نور سے فائدہ نہ اٹھا سکے گا جیسا کہ اندھا بینا کی  
نظر سے مستفیض نہیں ہو سکتا۔

کعب احبار رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جس شخص نے دروازہ بند کر کے

اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی گویا مخلوق سے شرم کی اور اللہ تعالیٰ سے شرم نہ  
 کی اللہ تعالیٰ اس کا حساب سختی سے لے گا اور اس کو سخت عذاب سے کرے گا  
 پھر اس کی طرف غضب کی نظر سے دیکھے گا اور فرشتوں کو حکم دے گا کہ اسے  
 پکڑ لو۔ پس ہزار ہا اس سے زیادہ فرشتے اس کے پکڑنے کو دوڑیں گے اور  
 اس کو منہ کے بل کھینچیں گے۔ کہتے ہیں کہ وہ ان کے ہاتھوں میں ٹکڑے ٹکڑے  
 ہو جائے گا۔ پس اسے ابنِ آدم سوچ کہ تو اس عذاب میں گرفتار نہیں ہوگا،  
 اور اللہ کے انبیاء اور رسولوں کو شفیع بنا، ممکن ہے کہ جن کو تو نے شفیع بنایا ہو  
 ان کی شفاعت سے تیری مغفرت ہو جائے۔

کے ربیع بن خثیم رحمہ اللہ تعالیٰ اپنے کو مخاطب کر کے فرماتے اسے ربیع  
 تیرا کیا حال ہوگا جب زمین اور پہاڑوں کو اٹھا کر دفعتہً ریڑھ کیڑا  
 جائے گا۔ ابو عمران الجونی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے قیامت کو جو کچھ انسان  
 کے ساتھ ہوگا جانور دیکھیں گے تو کہیں گے شکر ہے اس خدا کا جس نے ہمیں  
 بنی آدم نہ بنایا۔

کے یحییٰ بن معاذ رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں تم ان لوگوں سے نہ ہو جن کو  
 قیامت میں میزان اور حساب رسوا کر دے گا۔

مردی ہے کہ اہل جہنم سب کے سب اللہ تعالیٰ سے شرمندگی اور  
 خجالت کی وجہ سے انگلیاں کاٹیں گے اور ہر ایک کا غم اللہ تعالیٰ کی فراموشی  
 میں اپنی کوتاہی کے مطابق ہوگا۔

اکابر پر مرض کی تشدید تھی | میں نے عیسیٰ علیٰ خواص رحمہ اللہ تعالیٰ سے سنا  
 درجات کے لئے ہوتی ہے | ہے کہ وہ فرماتے تھے اللہ تعالیٰ انسان پر روح  
 کا نکلنا اسی قدر آسان کرے گا جس قدر اس نے اللہ تعالیٰ کی رضا میں بیعتیں

اٹھائی ہوں گی۔ اس پر میں نے عرض کیا کہ انبیاء تو تمام لوگوں سے زیادہ مبتلا  
مضائب رہتے ہیں باوجود اس کے مروی ہے کہ ان پر مرض وغیرہ میں  
نہایت سختی کی جاتی ہے۔ انہوں نے جواب دیا اکابر پر مرض کی شدت درجات  
کی ترقی کے لئے ہوتی ہے نہ کہ دنیاوی تعلقات کے باعث جو ان کو اپنی طرف  
کھینچتے ہوں۔ بلکہ ان کے حق میں یہ خیال کرتا بھی جائز نہیں، اور بعض کو اپنے  
تلامذہ کی وجہ سے روح کے نکلنے میں نہایت تکلیف ہوتی ہے کہ وہ دنیا  
سے جانا نہیں چاہتے جب تک ان کے شاگرد کامل نہ ہو جائیں اور مقام  
معرفت کے کمال تک نہ پہنچ جائیں باوجودیکہ وہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات  
کے بھی خواہشمند ہوتے ہیں۔ پس ان دو امور کی کشاکش کی وجہ سے ان کو  
روح کے نکلنے میں دشواری ہوتی ہے اور اگر انہیں اپنے شاگردوں پر  
کمال شفقت مانع نہ ہو تو ان کی روح اللہ تعالیٰ کی ملاقات کے شوق میں نہایت  
آسانی سے نکل جائے۔

وہیب بن منبہ رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ بنی اسرائیل نے عیسیٰ  
علیہ السلام سے سام بن نوح علیہما الصلوٰۃ والسلام کے دوبارہ زندہ کرنے  
کی درخواست کی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کہا مجھے ان کی قبر دکھا دو۔ لوگ  
آپ کو ان کی قبر پر لے گئے۔ آپ نے ان کی قبر کے پاس کھڑے ہو کر کہا اے  
سام اللہ تعالیٰ کے حکم سے اٹھ کھڑا ہو کہتے ہیں کہ سام زندہ ہو کر کھڑے ہو  
گئے۔ دیکھا تو ان کا سر اور ڈاڑھی سفید تھی۔ عیسیٰ علیہ السلام نے کہا اے سام  
جب تمہارا انتقال ہوا تھا اس وقت تو تمہارے بال سیاہ تھے۔ سام نے کہا  
ہاں لیکن جب میں نے زندہ سنی تو خیال کیا کہ قیامت ہو گئی اس لئے میری ڈاڑھی  
اور سر کسی وقت سفید ہو گیا۔ عیسیٰ علیہ السلام نے پوچھا آپ کو فوت ہوئے کتنا



زمانہ گزر رہا ہے، انہوں نے فرمایا پانچ ہزار سال، لیکن اب تک مجھے روح  
 نکلنے کی سنتی نہیں بھولی۔ عیسیٰ علیہ السلام کے سامنے جب قیامت کا ذکر ہوتا  
 تو آپ یوں جیتے جیسے وہ عیوبت جیتی ہے جس کا بچہ مر گیا ہو۔ اور فرماتے  
 کہ ابن مریم کے لئے زیبا نہیں کہ وہ قیامت کا ذکر سن کر غاموش رہے۔  
 وہیسا کی رحمة اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ دنیا میں کبھی شخص کو ہنسا کیونکر  
 مناسب ہے جب کہ اسے معلوم ہے کہ اس کے آگے روز قیامت ہے جب  
 بکثرت نالہ و فریاد، بھاگنا، دوڑنا اور کھڑے ہونا پڑیگا اور شدتِ رعب و خوف  
 سے اس کے ہڈے ٹوٹنے کے قریب ہو جائیں گے۔ عبد اللہ بن مسعود اللہ تعالیٰ  
 کے قول فی یومیرکان مقدارہ حسیین انت سنۃ کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ  
 یہ مقدار ہفتہ کے روز طلوع آفتاب سے نصف النہار تک ہوگی اور  
 نصف النہار سے پہلے پہلے مخلوق حساب سے فارغ ہو جائے گی۔ اپنی جنت  
 جنت میں چلے جائیں گے اور اپنی دوزخ دوزخ میں۔

کمال ولی کو کوئی امر | عیدی ملی خواص رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جس شخص کے  
 ذکر الہی سے نالہ نہیں | نفس میں باغات کی سیر کرنے اور خوبصورت عورتوں کے  
 ساتھ نرم بچھڑوں پر سوسنے اور خوشبودار لباس پہننے کی رغبت ہو وہ اہوالی  
 قیامت سے غافل ہے لیکن اگر وہ اولیائے کاملین سے ہر تو اسے دو جہاں  
 میں کوئی امر بھی ذکر الہی سے غافل نہیں کرتا۔ پس اسے دوست اسے یاد  
 رکھ، اور سب تعریف اللہ کے لئے ہے جو تمام جہانوں  
 کا پروردگار ہے۔



## ۳۵۔ طولِ امل سے اجتناب

سلف صالحین رضی اللہ عنہم کے اخلاق میں سے ایک یہ ہے کہ وہ  
مکانات وغیرہ بنانے کا اہتمام نہ کرتے اور اگر ان میں سے کوئی مکان بناتا بھی تو  
اسی قدر پر اکتفا کرتا جس سے ضرورت رفع ہو جائے اور آرائش و زیبائش  
کا اہتمام نہ کرتا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ان کے پاس اس قدر حلال مال نہ ہوتا  
اور نہ ان کو لمبی امیدیں ہوتیں۔ پس امید کی کوتاہی ان کو ایسا کرنے کی اجازت  
نہ دیتی۔ سیدی احمد زبیر رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی خانقاہ اور اپنا مکان اینٹ  
گارے سے بنوایا تھا اور کھجور کی شاخوں کی چھت ڈالی تھی۔ اس سے معلوم  
ہوا کہ جو کوئی بزرگی کا مدعی ہو اور پھر وہ بخوشی دنیا میں مضبوط مکان بنوائے  
تو وہ اپنے دعوئے میں جھوٹا ہے۔ خصوصاً جو انقطاع الی اللہ کا مدعی ہو  
کیونکہ یہ بات اس کو کسی وقت بھی مناسب نہیں، مگر حبیب اس کو خیرات یا  
صدقہ وغیرہ کے خیال سے بنائے تو اس وقت اس کے مضبوط بنانے کا باعث  
اپنی موت کے بعد صدقہ کا جاری رکھنا ہوگا جیسا کہ سیدی مدینؒ اور سیدی  
ابوالعباس غمریؒ وغیرہ کے ساتھ ایسا واقعہ پیش آیا ہے۔ پس ایسی صورت  
میں کوئی حرج نہیں۔

سیدی شیخ عبدالقادر جیل رحمۃ اللہ علیہ ایک شخص کے پاس سے  
گزرے جو اپنے لئے ایک مضبوط مکان بنوا رہا تھا تو آپ نے یہ اٹھارہ کھڑے



لَقَدْ كَانَ فِي ظُلِّ الْأَدَاكِ كَفَايَةٌ لِمَنْ كَانَ يَوْمًا يَتَّقِيهِ رَجِيلاً

(ترجمہ) کیا تو دائمی رہنے والے کی طرح گھر بنواتا ہے حالانکہ اگر تو غور کرے تو اس میں تیرا مقام بہت عقیدہ ہے۔ اس شخص کے لئے تو پہلو کے درخت کا سایہ ہی کافی ہے جس نے کہ ایک دن کے بعد کوچ کرنا ہو۔

سیدی علی خواص کی روش | جن حضرات کو میں نے اس روش پر پایا ہے ان میں سے شیخ سیدی علی خواص رحمہ اللہ تعالیٰ ہیں۔ وہ جب کسی فقیر کو گھر بناتے دیکھتے تو اس کے لئے یہ فعل بُرا سمجھتے اور اس سے فرماتے جتنا تو نے اس گھر کی تعمیر پر خرچ کیا ہے اتنا اس میں آرام نہیں کرے گا۔

میرے دوست ابوالعباس رحمہ اللہ تعالیٰ نے جامع البشیر میں گھر بنایا تو اس پر سات سو دینار خرچ کئے۔ اس پر شیخ نے اُن کو ڈانٹا اور کہا اگر تو کرایہ پر رہتا تو تیرے لئے اس کا دو سو اَل حصہ ہی کافی تھا جتنا کہ تو نے اس مکان پر صرف کیا ہے اور باقی روپیہ کو صدقہ کر سکتا تھا۔ اس کے سات سال بعد یا کچھ کم و بیش ابوالعباس کا انتقال ہو گیا۔

شیخ رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ جب کوئی فقیر اپنے مسلمان بھائیوں کے مال سے گھر بنائے تو ان کے لئے یہی مناسب ہے کہ وہ اس کو نصیحت کریں کہ وہ ان کا مال اس پر صرف نہ کرے اور اس کو اس بات کی ہدایت کی جائے جس سے قیامت کے دن ان کی میزان بوجھل نہ ہو۔ یہ اس وقت ہو سکتا ہے کہ اس سے بار بار اس کے متعلق پوچھیں اور اگر اس سے اس کے متعلق تعریف یا تصریح سوال کریں تو کیا اچھا ہو۔

سلف صالحین کا دستور | تمام سلف صالحین کا یہ دستور ہے کہ وہ حرص اور طویل اُل سے بچتے تھے یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر ملی کہ



نامہ بن زید رضی اللہ عنہا نے ایک لونڈی ایک پہینے کے اقرار پر خریدی ہے  
 آپ نے فرمایا کیا تم اسامہ کی حالت پر تعجب نہیں کرتے جس نے ایک پہینے  
 کے اقرار پر خریداری کی ہے۔ واللہ اسامہ طویل اہل آدمی ہے۔ پھر آنحضرت  
 صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا واللہ میں اپنا قدم اٹھا کر یہ نہیں خیال کرتا کہ مرنے  
 سے پہلے اسے زمین پر بھی رکھ سکوں گا، اور میں اپنی آنکھ کھول کر یہ نہیں  
 خیال کرتا کہ مرنے سے پہلے اسے بند کر سکوں گا اور میں ایک نغمہ منہ میں ڈال  
 کر یہ نہیں خیال کرتا کہ میں مرنے سے پہلے راد ایک روایت میں ہے سچی  
 نہ موت سے میرا گلا گھٹنے لگے، اسے نکل جاؤں گا۔

یحییٰ بن معاذ رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے جو شخص بھوکا رہے اور امیدیں  
 لٹا رکھے اس کے دل میں شیطان جگہ نہیں پاتا۔

سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے اے ابن آدم تیری عمر چند  
 دنوں کا مجموعہ ہے اس لئے جب کوئی دن گزرتا ہے تو گویا تیرا بھی ایک  
 جزو ختم ہو جاتا ہے۔

ایک دفعہ لوگوں نے حضرت معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے اقامت  
 کبھی اور ایک فقیر کو نماز پڑھانے کے لئے آگے کو نہ لگے۔ اس نے انکار کر  
 دیا اور کہا مجھے خوف ہے کہ میں نماز ہی میں مرجاؤں اور لوگوں کی نماز پریشان  
 ہو۔ لوگوں نے اصرار کیا تو اس نے کہا میں اس شرط پر پڑھاتا ہوں کہ پھر دوسری  
 نماز نہ پڑھاؤں گا۔ اس پر معروف کرخی نے اسے کہا اے دوست پیچھے ہٹ  
 جا، تو دیوانہ ہے، پہلے تو تو نماز میں مرجانے سے ڈرتا تھا۔ اس کے بعد  
 تیسرے جی میں خیال آیا کہ تو دوسری نماز تک زندہ رہے گا۔ پھر دوسرے آدمی  
 کو آگے بڑھایا اور اس نے جماعت کو اٹی۔

واؤد طائی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے جو شخص ہمیشہ طویل الامل ہو سکے  
اکثر عمل یاد نہیں رہتا اور توبہ کرنے میں دیر کرتا ہے۔

قصیر الامل کون ہے؟ | حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں قصیر الامل یہ سمجھتا  
ہے کہ جو چیز وہ کھائے گا اس کے مرنے کے بعد اس کے پیٹ سے غزال  
کے ہاتھ پر نکلے گی اور وہ سمجھتا ہے کہ جو کچھ اس نے جمع کیا ہے اس سے وہ  
فائدہ نہ اٹھائے گا بلکہ اس سے دوسرے ہی نفع اٹھائیں گے۔ اگر اس نے  
اس کے مخالف خیال کیا تو وہ طویل الامل ہوگا۔

ابو عثمان النہدی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے اس وقت میری عمر ایک  
سو تیس سال کی ہے اور میری تمام چیزوں میں تغیر آ گیا ہے بجز میری امتداد کے  
کہ میں اسے اسی طرح پاتا ہوں خَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ  
الْعَظِيمِ۔

دنیا زادوں کی مطلقہ ہے | یحییٰ بن معاذ رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ دنیا  
زادوں کی مطلقہ ہے جس کی مدت کبھی ختم نہیں ہوتی، کیونکہ جب  
کوئی اسے طلاق دیتا ہے تو دوسرا فوراً اس کو نکاح میں لے آتا ہے۔  
میں سب سے سیدی علی خراسی رحمہ اللہ تعالیٰ سے سنا ہے کہ ہم میں  
کوئی شخص طویل املا سے خالی نہیں مگر ہر ایک کا اپنا مقام ہے۔ سب  
سے اعلیٰ وہ ہے جس کو صرف ایک سانس کی امید ہو۔ پس طویل املا  
ہر ایک کے لئے رحمت الہی ہے، اگر یہ نہ ہوتی تو کوئی شخص زندگی بسر  
نہ کر سکتا۔

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں دریا میں مچھلی کی پٹھن  
اور کچھور کے اندر گشتی کی پشت پر لکھا ہوا ہے کہ فلاں بن فلاں کا رزق

ہے، اس کو اس کے سوا کوئی نہیں کھا سکتا، مگر اس کے باوجود ہمیں  
 آدمی کو شش میں مرا جاتا ہے اور ڈرتا ہے کہ الیانا ہو اس کے رزق  
 کو کوئی اور لے لے۔ پس اے دوست اسے خوب یاد رکھ۔ اور  
 سب تعریف اللہ کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا  
 پروردگار ہے۔





## ۳۶۔ مخلوق پر شفقت

سلف صالحین رضی اللہ عنہم کے اخلاق میں سے ایک یہ ہے کہ وہ تمام مسلمانوں پر خواہ نیک ہوں یا بد اور تمام حیوانات پر بہت شفقت کرتے، اور ایسے کام کرتے کہ ان کی وجہ سے دوسروں کے دین میں کوئی نقص واقع نہ ہو، اور یہ ان کا ایک نہایت اعلیٰ وصف ہے اس پر وہی عامل ہو سکتا ہے جس کی بصیرت کو اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے منور کیا ہو، اور وہ بحکم وراثت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں پر ان کے نفسوں سے بھی زیادہ مشفق ہوتے تھے، یہی وجہ تھی کہ لوگ ان کے قریب رہنے میں بہت رغبت کرتے یہاں تک کہ اکثر اوقات ان کے پڑوس والے مکان کے خریدنے میں اس مکان سے زیادہ دام خرچ کر دیتے جو ان کے اپنے رشتہ داروں کے پڑوس میں ہوتا۔

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے تھے کہ گھر کا ہمسایہ اگر کشادہ روادار شیریں زبان ہو تو گھر کی قیمت بڑھ جاتی ہے۔

ابو مسلم خولانی کا عمل | ابو مسلم خولانی رحمۃ اللہ علیہ لوگوں پر رحم کرنے کے خلق میں بہت مبالغہ کرتے تھے۔ بعض اوقات آپ کسی جماعت کے پاس سے گزرتے تو ان کو سلام نہ کہتے اور فرماتے میں ڈرتا ہوں کہ عباد یہ لوگ مجھے حقیر سمجھ کر میرے سلام کا جواب نہ دیں اور میرے سبب سے گنہگار ہوں۔

ابو عبداللہ انطاکی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے جب تمہیں یہ معلوم ہو کہ لوگ تمہیں دیکھ کر تمہاری آبرو میں دست اندازی کریں گے تو تم ان پر رحمت کے

لئے سوائے اوقات نماز کے ان کے ساتھ ملاقات نہ کرو۔

گنہگار کو بنظر رحمت نہ دیکھئے | ابو عبد اللہ مغاری رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ جو شخص والا طریق سے خارج ہے گنہگاروں کو بنظر رحمت نہ دیکھے وہ طریق صوفیہ سے باہر ہو گیا۔ معروف کرخی رحمہ اللہ تعالیٰ جب کسی گنہگار کو دیکھتے تو اس کے لئے دعائے مغفرت کرتے اور اس کے لئے رحمت کی امید رکھتے اور فرماتے اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو لوگوں کی نجات اور ان پر رحمت کے لئے مبعوث کیا ہے اور شیطان لعین کو لوگوں کے ہلاک کرنے اور ان کی برائی پر خوش ہونے کے لئے بھیجا ہے۔

ایک دفعہ معروف کرخی رحمہ اللہ علیہ کا ایک ایسی جماعت پر گزر رہا تھا جو دریائے دجلہ میں کشتی پر سوار تھی اور ان کے پاس شراب وغیرہ رکھی ہوئی تھی۔ لوگوں نے آپ سے کہا آپ ان نافرمانوں کے لئے بددعا کیوں نہیں کرتے؟ آپ نے فرمایا اے اللہ جس طرح تو نے ان کو دنیا میں خوش کیا ہے اسی طرح ان کو آخرت میں بھی خوش رکھ۔ لوگوں نے عرض کی ہم نے آپ سے بددعا کی گزارش کی تھی اور آپ نے تو ان کے حق میں دعا کی۔ آپ نے فرمایا معاذ اللہ میں کسی مسلمان کے لئے بددعا کروں، بے شک اللہ تعالیٰ آخرت میں ان کو اسی وقت خوش کرے گا جب دنیا میں توبہ کی توفیق دے کہ ان کو معاف کر دے گا اور یہ آپ کے حسن سیاست کی دلیل ہے۔

ابو ہشیم تمیمی رحمہ اللہ تعالیٰ کی عادت تھی کہ جو کوئی انہیں ستاتا اس کے حق میں کبھی بددعا نہ کرتے، اور فرماتے کہ اُس کے لئے اپنے ظلم کا بوجھ ہی کافی ہے۔

عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ تعالیٰ کا قاعدہ تھا کہ جب کچھ ہم سفر لوگ ان

کے گھر کے پاس فروکش ہوتے تو آپ تمام رات صبح تک بیدار رہ کر ان کے اسباب کی نگرانی کرتے اور ان کو اس کی خبر نہ ہونے دیتے۔

اللہ کے نزدیک سب سے | روایت ہے کہ موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عرض کی زیادہ پیارا کون ہے | اے اللہ مجھے وہ شخص بتلا جو تجھے مخلوق میں سب سے پیارا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ اے موسیٰ مجھے وہ شخص سب سے زیادہ پیارا ہے جو کسی مومن کے کانٹا لگنے کی خبر پا کر اس طرح غمگین ہو کہ گویا خود اسی کے لگا ہے۔

سالم بن ابی الجعد رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے ہمیں معلوم ہوا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن سایہ میں تشریف رکھتے تھے اور صحابہ رضی اللہ عنہم دھوپ میں تھے، تو اس وقت جبریل علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف لائے اور فرماتے لگے اے محمد! آپ سایہ میں بیٹھے ہیں اور صحابہ دھوپ میں، یعنی آپ پر امت کی ہدایت کے لئے عتاب فرمایا گیا۔ ابو عبد اللہ بن عون رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اس امت میں سے سب سے پہلے رحمت و شفقت اٹھائی جائے گی۔ سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالیٰ کی یہ حالت تھی کہ جب کسی مسلمان کو کوئی تکلیف دہ امر پیش آتا تو ان کو نہایت ملال ہوتا یہاں تک کہ دل تنگی کی وجہ سے بعض اوقات خون کا پیشاب کرتے۔

ابدال کی علامت | حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے ابدال کی علامت یہ ہے کہ وہ عام مسلمانوں پر نہایت شفقت و رحمت کرتے ہیں۔ معروف لا کہنجی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے جو شخص ہر روز یہ دعا کرے کہ اے اللہ! امت محمدیہ پر رحم فرما، اے اللہ! امت محمدیہ کی اصلاح فرما۔ اے اللہ!



امتِ محمدیہ کو کائناتِ دے، تو اللہ تعالیٰ اُس کو ابدال میں  
لکھتا ہے۔

پس اسے دوست اس کو یاد رکھ اور محمدی میں اپنے سلف کی  
پیروی کر۔ اور سب تعریف اللہ کے لئے ہے جو تمام  
جہانوں کا پروردگار ہے۔



## ۳۷۔ موجودہ پر قناعت

سلف صالحین رضی اللہ عنہم کے اخلاق میں سے ایک یہ ہے کہ وہ موجودہ پر قناعت کرتے اور دنیا میں ضرورت سے زیادہ کھانے پینے، لباس، سواری، نکاح اور مکان وغیرہ کے طالب نہ ہوتے۔

عزت اور غنا کی جائز قیام | وہب بن منبہ رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ عزت اور غنا دونوں اپنی جگہ سے نکل کر ایسے شخص کی تلاش میں دھنکی پھریں کہ جس کے پاس ہمیشہ میں۔ راستے میں انہیں ایک قانع شخص مل گیا تو اسی کے پاس ٹھہریں۔ محمد بن واسع رحمہ اللہ تعالیٰ نمک یا سرکہ سے روٹی کھاتے اور فرماتے کہ جو شخص دنیا میں ان چیزوں سے خوش ہے وہ لوگوں کے سامنے ذلیل نہیں ہوگا۔ سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں جو شخص اس زمانہ میں بھوکے روٹی پر قناعت نہ کرے وہ ضرور ذلیل و خوار ہوگا۔ ایک دفعہ ایک شخص نے اپنے مال جمع کرنے کی اجازت چاہی تو اسے فرمایا جو شخص مال جمع کرتا ہے وہ پانچ نسلوں میں مبتلا ہوتا ہے یعنی طویل امل، شدت حرص، بخل، آخرت سے فراموشی، اور قلت پرہیزگاری۔

عابد نفاذ رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ جو شخص قناعت سے تو نگری حاصل کرنا چاہے وہ راہِ راست پر ہے اور جو اس کو مال سے حاصل کرنا چاہتا ہے وہ راستے سے چوک گیا ہے۔

میں نے محمد رحمہ اللہ تعالیٰ بہت سے لوگ اس صفت سے موصوف ویکیم ہیں۔

ان میں سے چار سے شیخ الاسلام زکریا، شیخ امین الدین امام جامع الغفری، شیخ  
عبد الحلیم بن مصطفیٰ، شیخ علی نقشبندی، شیخ علی ابی حری، شیخ محمد بن عثمان، شیخ محمد المنیر  
اور شیخ محمد العدل وغیرہم ہیں۔ میں نے ان کو دیکھا ہے کہ یہ لوگ خشک روٹی  
کے ٹکڑے کر کے پانی میں ڈالتے اور اسی پر گزرا کرتے تھے۔

تعامت کیا ہے؟ | شیخ تاج الدین ذاکر رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے: تعامت اس  
کا نام نہیں کہ انسان کو بغیر کلفت کے جو کچھ حاصل ہو اسے کھانے اور قیامت  
پر سے کہ نالی کثیر اور کھانا ہونے کے باوجود پانچ دن یا تین دن میں ختم کرنا  
کھاتے۔

سیدی علی خواجہ کے اقوال | سیدی علی خواجہ رحمہ اللہ تعالیٰ جب کھانا کھاتے تو نو  
تقریب سے زیادہ نہ کھاتے اور فرماتے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا  
ہے حسب ابن آدم رقیات یقین صلیب، یعنی آدمی کے لئے چند رقیے  
ہی کافی ہیں جو اس کی فکر کو سیدھا رکھیں۔ ”رقیات“ تین سے زائد نہ ہوں  
تک کیلتے آتا ہے، امدیہ سلم ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد صحیح ہے  
لہذا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد پر کامل ایمان رکھتا ہے اسے نو رقیے  
ہی کافی ہیں اور اس سے زیادہ کی ضرورت نہیں۔

ایک دفعہ میں نے ان کو یہ کہتے سنا کہ جس شخص کو رات دن میں بارہ رقیے  
کفایت نہیں کرتے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد پر کامل ایمان  
نہیں رکھتا ہوں، اس حدیث کا اطلاق ان لوگوں پر ہوتا ہے جو محنت  
کے کام نہیں کرتے لیکن جو محنت کے کام کرتے ہیں مثلاً کسان، کھیتی کاشت  
والے، ڈھال بنانے والے، ملاح وغیرہ ان کے لئے اتنی مقدار کافی نہیں ہے  
بجز اس صورتہ کے کہ ان میں فرشتوں کی سی قوت ہو اور ان کی روحانیت ان



کی جماعت پر غالب ہو گیا کہ احادیث میں آیا ہے کہ جبریل علیہ السلام نے  
 قوم کو طوطی کی لستیاں دکھائی تھیں اور ان کو آسمان کی طرف اٹھانے لگے تھے  
 یہاں تک کہ آسمان والوں نے مرغوں اور کتوں کی آوازیں بھی سنیں۔ حالانکہ  
 جبریل علیہ الصلوٰۃ والسلام نہ کچھ کھاتے ہیں نہ پیتے ہیں۔  
 پس اس میں غور کرنا اور سب تعریف اللہ کے لئے ہے  
 جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔



## ۸۔ رزق کے لئے عدم اہتمام

سلف صالحین رضی اللہ عنہم کے اخلاق میں سے ایک یہ ہے کہ وہ رزق کے لئے مطلقاً اہتمام نہ کرتے، اور اگر ان کے پاس دینار نہ ہوتا تو خوش رہتے، اور کل کے لئے خوراک جمع کرنا بھی برا سمجھتے، اگر ان میں سے کوئی ایک دن یا ایک ہفتہ یا ایک مہینہ وغیرہ کا کھانا جمع رکھتا تو یہ اسے لئے نہ ہوتا بلکہ صرف خیال کے اس اضطراب کے خیال سے جمع کرتے جو کچھ نہ ہونے پر ان کے دل میں پیدا ہونا ممکن ہے بلکہ ایسا اوقات ان کے دل میں اپنے رب عزوجل کی نسبت بدگمانی پیدا ہونے کا اندیشہ ہوتا ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ یہ لوگ اس خوراک کو جمع کرتے ہیں کی نسبت بطریق کشف ان کو یہ معلوم ہو جاتا کہ یہ خالص انہیں کا رزق ہے اور دوسرے کو اس میں سے لینا روا نہیں۔ لیکن میں نے سیدی علی خواص رحمہ اللہ سے سنا ہے کہ وہ فرماتے تھے کہ عارف باللہ کا کمال یہ ہے کہ جب اسے معلوم ہو کہ فلاں شے اس کی قسمت کا رزق ہے تو اسے جمع نہ کرتے بلکہ جو قسمت اللہ نے اس چیز کا اس کے پاس مقرر کیا ہے اس کا انتظار کرتے دنیا سے بے پروائی اور زہد کے خیال سے، کیونکہ اس کے جمع کرنے میں چنداں فائدہ نہیں۔

حضرت عارفین کی ملاقات میں نے شیخ علی عینی البصیر رحمہ اللہ سے سنا ہے کہ وہ فرماتے تھے کہ حضرت علیہ السلام کی اولیاء اللہ سے ملاقات کی یہ شرط ہے کہ وہ ایک دن کا بھی کھانا جمع نہ کریں۔ جو فقیر ایک دن کا کھانا جمع کرے گا



اس کے ساتھ ملاقات نہ ہوگی اگرچہ اس کی عبادت ثقلین کی عبادت کے برابر  
 ہو۔ نیز فرماتے تھے کہ حضرت عارفین کے پاس تو حالت بیداری میں آتے ہیں  
 اور صیغہ یوں سے خواب میں ملتے ہیں کیونکہ مبتدی بیداری میں سننے کی تاب  
 نہیں رکھتے۔ اس لئے خواب میں ان کو طریقت کے آداب سکھاتے ہیں جو وہ  
 نہیں جانتے۔

ابو عبد اللہ سیسی رحمہ اللہ تعالیٰ جو دربار رسالت میں حاضر ہوئے والی  
 میں سے تھے آپ کے پاس حضرت خضر بیداری میں آتے تھے اور ویر تک  
 باتیں ہوتی رہتیں، بعد ازاں آپ سے بیداری میں ملاقات بند ہو گئی اور  
 خواب میں شریف لانے لگے۔ آپ نے اس کا سبب دریافت کیا تو انہوں نے  
 فرمایا ہم اس کے پاس نہیں آتے جو اگلے دن کا کھانا جمع کرے۔ تم نے فلاں وقت  
 اپنی زوجہ سے کہا تھا کہ یہ درہم منے اور گل کے لئے اماری میں رکھ چھوٹے  
 ابو عبد اللہ نے عرض کی یہ صحیح ہے مگر میں نے جمع کرنے سے توبہ کوئی ہے۔ لیکن  
 پھر بھی اس کے بعد خضر علیہ السلام مرتے دم تک آپ کو بیداری میں نہ ملے جیسا کہ  
 آپ کے مرض موت میں خود بیان کیا تھا۔

اولیں قرنی کا قول | اولیں قرنی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اس وقت  
 تک کسی بندے کا کوئی عمل قبول نہیں کرتا جب تک کہ وہ اپنے رزق کے اہتمام میں  
 لگا ہو کیونکہ رزق کا اہتمام کرنے والا گویا اللہ تعالیٰ پر بدگمانی کرتا ہے اور اللہ  
 تعالیٰ پر بدگمانی کرنے والے کا عمل مقبول نہیں ہوتا۔ میں کہتا ہوں کہ بعض انسان  
 اللہ تعالیٰ کے حکم سے کسب کے ذریعے رزق کا اہتمام کرتا ہے اور اس کی طلب  
 میں ہر طرح کی کوشش کرتا ہے اس لئے اطمینانی سے نہیں کہ اللہ تعالیٰ اس کی خیر  
 نہ لے گا۔ پس اولیں قرنی رضی اللہ عنہ کے کلام کو اس کے خلاف پر محمول کرنا چاہیے۔



اللہ تعالیٰ کی معرفت کے بغیر نماز نہیں ہوتی | ابو یزید بسطامی رحمہ اللہ تعالیٰ سے کسی نے کہا کہ آپ کا کھانا پینا کہاں سے آتا ہے۔ انہوں نے جواب دیا جہاں سے اللہ تعالیٰ کھنکھی اور پھر کورتیا ہے کیا تم سمجھتے ہو کہ کھنکھی اور پھر کورتو دے گا اور ابو یزید کو بھول جائے گا یا آپ نے ایک امام کی پیچھے عرصہ تک نمازیں پڑھیں۔ ایک شخص اس نے دریافت کیا۔ میں نے تمہیں کوئی کام کرتے نہیں دیکھا پھر تم کھانا کھاؤ گے۔ ابو یزید نے کہا تمہارا جو تہا رسہ پیچھے نمازیں پڑھی ہیں پہلے ان کو کھانا لینے دو، پھر تمہیں جواب دوں گا کیونکہ تم اللہ ہی کو نہیں پہچانتے اور جو اللہ سبحا و تعالیٰ کو نہ پہچانتے اس کی نماز نہیں ہوتی ہو میں کہتا ہوں | یہ قول حدیث صلوا خلف کل جموعا جو وہ ہر نیک و بد کے پیچھے نماز پڑھ لیا کروں کے منافی نہیں ہے۔ کیونکہ یہ حدیث اکاموں کے خلاف بغاوت کو روکنے کے لئے ہے اور اس کا مقصد یہ ہے کہ امام کو کامل ہونا چاہیئے۔

واقع ہو کہ آئندہ کے لئے جمع نہ کرنے پر مہربانی کی ایک یہ دلیل ہے جو منقول ہے کہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں تین ہفتے پہلے لایا۔ ان میں سے ایک پندہ کے کو آپ کا خادم کھلاتا رہا، چنانچہ اگلے دن وہ اسی پندہ کے کمرے کو آپ کے پاس آیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا میں نے تمہیں منع نہ کیا تھا کہ اگلے دن کے لئے کوئی شے نہ رکھا کر، کیونکہ اللہ تعالیٰ ہر روز کا رزق ہر روز دیتا ہے۔

پس اسے دوسرے دن کے لئے کھانا جمع کرنے میں اپنے نفس کا امتحان کرو، اگر وہ اس کیلئے بے چین ہو تو اس سے کہو کہ صاحبین کے مقام میں تمہارا کچھ حصہ نہیں۔ اور سب تعریف اللہ کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔



## ۳۹۔ کنج و مصیبت کو ترجیح

سلف صالحین رضی اللہ عنہم کے اخلاق میں سے ایک یہ ہے کہ وہ نعمت اور آسودگی کے مقابلہ میں مصیبت اور بلا کو ترجیح دیتے ہیں کیونکہ اس میں اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ رہتی ہے، اور جو شخص اللہ تعالیٰ سے محبت رکھتا ہو وہ ایسی باتوں کو بھی پسند کرتا ہے جو اللہ کا مقرب بنائیں اور اس کی یاد دلائیں۔

آسودگی یا موت مصیبت ہے | وہب بن منبہ رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ جو شخص بلا کو نعمت اور آسودگی کو مصیبت نہ سمجھے وہ دانا نہیں ہے۔

نانک بن دینار رحمہ اللہ تعالیٰ کے پاس کچھ لوگ آئے آپ اس وقت ایک اندھیری کوٹھڑی میں بیٹھے ہوئے تھے اور آپ کے ہاتھ میں ایک روٹی تھی۔ لوگوں نے کہا حضرت کیا آپ کے پاس چوڑی نہیں ہے اور کوئی ایسی شے نہیں جس پر روٹی رکھیں۔ آپ نے فرمایا مجھے رہنے دو، بخدا مجھے اپنی گذشتہ باتوں پر ندامت ہے۔

حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ جس شخص پر اللہ تعالیٰ دنیا میں فراموشی کرے اور اسے یہ اندیشہ نہ ہو کہ مبادا یہ مکر ہو تو ایسا شخص اللہ تعالیٰ کے مکر سے غافل ہے۔

امیر المومنین حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ جس شخص کو ہارات سوکھا مکر اٹھانے کو مل جائے وہ فقیر نہیں ہے بلکہ فقیر وہ ہے جسے کچھ بھی نہ ملے۔

دین بن انس کا قول | ربیع بن انس رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ پھر حیب تک  
 بھوکا رہے زندہ رہتا ہے اور حیب سیر ہو جائے تو موشا ہو جاتا ہے اور حیب  
 موشا ہوتا ہے تو مر جاتا ہے یہی حال آدمی کا ہے کہ حیب وہ دنیا سے چھوڑتا ہے  
 تو اس کا دل مردہ ہو جاتا ہے۔

اس کے صفیں بن حمید رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ تمام علماء، فقہاء، حکماء اور  
 شہر اس پر متفق ہیں کہ آخرت میں نعمتوں کا کمال دنیا میں نعمتوں کی کمی کے بغیر حاصل  
 نہیں ہو سکتا۔

واضح ہو کہ اس شعل پر صوفیائے کرام کی ایک یہ دلیل ہے جو مروی ہے کہ  
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں کیسے خوش ہو سکتا ہوں جب کہ اسرائیلؑ  
 منہ میں حویر لٹے ہوئے ہیں اور کان دھڑے حکم کے منتظر ہیں کہ کب حکم ہو اور وہ  
 پھونکیں اس سے معلوم ہوا کہ کامل لوگ اسی دنیا میں یوم قیامت کے خوفناک واقعات  
 کو دیکھتے رہتے ہیں اور یہی بات ان کو کھاتے پینے، سونے اور چراغ وغیرہ کی لذت  
 سے محظوظ ہونے سے مانع ہوتی ہے۔ پس اس میں غور کرو اور سب  
 تعریف اللہ کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔





## ۴۰۔ دنیا کی روگردانی پر خوشی

سلف صالحین رضی اللہ عنہم کے اخلاق میں سے ایک یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ ان سے دنیا کا رخ پھیر دیتا تو وہ خوش ہوتے، یہ اس لئے کہ وہ اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت رکھتے تھے اور جو اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت رکھے وہ بالضرور دنیا کو ناپسند کرتا ہے کیونکہ یہ کمال عبادت سے روکتی ہے۔ لہذا ان کا سب سے اعلیٰ خلق یہ تھا کہ دنیا کے آسے سے ان کے دل متقبض ہوتے تھے، پس اسے دوست خود کر کہ صحابہ رضی اللہ عنہم جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سب لوگوں سے بڑھ کر محبت رکھتے تھے وہ پسندانہ رات کیسے بسر کرتے تھے حالانکہ ان میں سے اکثر کے پاس وہیم و دنیا نہ ہوتے تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بوجہ اس شدید محبت کے جو آپ کو اہل بیت اور اہل بیت کو آپ سے تھی ان کے لئے یہ دعا فرمائی تھی کہ اللہم اجعل رزق آل محمد قویاً دے اللہ آل محمد کو بس روز کے کھانے کے لئے رزق دینا یہ اس لئے کہ آدمی اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ رہے اور اسے کوئی شے اس سے مانع نہ ہو، بالخصوص مثال کے طور پر اگر کوئی شخص بھوک پر صبر نہ کرے گا تو وہ صبح و شام اللہ تعالیٰ ہی کی طرف متوجہ رہے گا اور اپنی روز کی خوراک مانگتا رہے گا اور اس میں کستی نہ کرے گا۔

دنیا میں کسی لئے قید غائب ہے | عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ دنیا میں

کے لئے قید خانہ ہے اور قید خانے میں اس کا سب سے بڑا عمل صبر اور غصے کا ضبط کرنا ہے۔ مومن کے لئے دنیا میں دولت نہیں ہے بلکہ اس کی دولت کل آخرت میں ہے۔

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ عنقریب لوگوں پر ایک زمانہ آئے گا کہ اس میں مومن ایک لونڈی سے زیادہ ذلیل ہوگا اور وہ یوں زندگی بسر کریگا جس طرح سرکہ کا کھڑا سرکہ میں رہتا ہے۔

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے تھے کہ جس شخص سے اللہ تعالیٰ تین دن تک دنیا کو روکے رکھے اور وہ اس پر صبر کرے اس کے لئے جنت واجب ہوگئی۔

عبداللہ بن بکر المزنی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ اللہ عز و جل اپنے مومن بندے کو اس کی محبت کے سبب مصائب کے گھونٹ پلا کر ان کی تلخی کا مزہ چکھاتا ہے جیسا کہ عورت اپنے بچے کو اس کی تندرستی کے لئے ایذا پہناتی ہے۔

اس حلق پر حضرات صوفیہ کی یہ دلیل ہے کہ ایک حدیث میں آیا ہے ایک شخص نے عرض کی یا رسول اللہ میں آپ سے محبت کرتا ہوں تو اس پر آپ نے فرمایا اگر تجھے مجھ سے محبت ہے تو فقر کے لئے پاکھرتیار رکھ کیونکہ جو مجھ سے محبت کرنا ہے اس کی طرف مفلسی سیل کے پانی سے بھی زیادہ تیزی کے ساتھ دوڑتی ہے۔

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی تھیں کہ جب تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم زندہ رہے دنیا ہم پر سخت اور کمزور رہی اور جب آپ رحلت فرما گئے تو بھر پور آگئی۔ یعنی ہم آپ کی برکت سے دنیا سے محفوظ تھے پھر جب آپ نشر لیں گے تو وہ حفاظت جاتی رہی اور ہم میں نقص آگیا۔



عارف کے دل میں دنیا کی کوئی جگہ نہیں | میں نے سیدی علی خواص رحمہ اللہ تعالیٰ سے  
 سنا تھا وہ فرماتے تھے کہ جب آدمی مقاماتِ عرفان میں ترقی کرتا ہے تو دنیا اس سے  
 زیادہ نفرت کرنے لگتی ہے حتیٰ کہ اگر وہ اسے بلاتا بھی ہے تو بھی نہیں آتی کیونکہ  
 دنیا اس کے دل میں اپنے لئے کوئی جگہ نہیں دیکھتی جس میں ٹھہر سکے۔ پس اس  
 سے معلوم ہوا کہ جو شخص فقر کا جھوٹا دعوے کرے اس کے پاس بڑھاپے میں  
 دنیاوی مال و اسباب کا بڑھ جانا اس کے جھوٹ کی علامت ہے۔ پس اس پر  
 غور کر، اور سب تعریف اللہ کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا  
 پروردگار ہے۔





## ۴۴۔ امرِ لہو کی مخالفت

سلف صالحین رضی اللہ عنہم کے اخلاق میں سے ایک یہ ہے کہ وہ امرِ لہو کی مخالفت پر اپنے دوستوں کو خوب سخت سست کہتے اور جو شخص ان کو نصیحت کرتا اس کا بہت شکریہ ادا کرتے اور جس قدر وہ علم میں ترقی کرتے اسی قدر وہ اپنے بارے میں فسق کا اعتقاد رکھتے کیونکہ وہ جانتے تھے کہ آدمی کی اکثر حالت یہ ہے کہ وہ اپنے تمام علم پر عمل کرنے سے عاجز رہے اور جب آدمی اپنے تمام علم پر عمل نہ کر سکے تو اس کو جتنے پر عمل نہیں کیا اس کے اعتبار سے قاسق کہہ سکتے ہیں، چنانچہ علم پر عمل کرنے کے منجملہ یہ ہے کہ امرِ لہو سے دور رہے اور علم کو دنیا اور مٹا سب دنیاوی کے شکار کا جال نہ بنائے اور اپنے حلقہ درس کے بڑا ہونے پر خوش نہ ہو اور لوگوں کے یہ کہنے سے لذت حاصل نہ کرے کہ فلاں عالم باعمل ہے یا فلاں اپنے شہر کا سب سے بڑا عالم ہے وغیرہ وغیرہ۔ جیسا کہ علم پر عمل نہ کرنے کے منجملہ یہ ہے کہ مذکورہ بالا وہ منافعتی امرِ لہو کی مخالفت وغیرہ حاصل نہ ہونے سے تنگ دل ہو۔

علم پر عمل نہ کرنے کی علامت | سیدی علی خواص رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ آدمی کے علم پر عمل نہ کرنے کی ایک علامت یہ ہے کہ وہ نیک مشورہ ہونے کا خواہشمند ہو اور لوگوں کے یہ کہنے سے خفا ہو کہ فلاں شخص محبت دنیا ہے یا اپنے علم و عمل میں ریاکار ہے وغیرہ جس کا ہم نے اپنی کتاب النجرا المورود فی الملوٰثیق والعیوب میں ذکر کیا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ جو شخص مذکورہ اوہانہ پر خوش ہو یا ان کی

خدیجہ تنگدل ہو وہ اپنے علم پر عمل نہیں کرتا، پس اس کو اپنی حالت پر رونا چاہیے۔  
 مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اکثر منافقین  
 امتی قسرا علیہا یعنی میری امت کے اکثر منافق اس کے غام ہوں گے۔  
 بن مہبہ رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ بنی اسرائیل میں فاسق عالم تھے اور اس  
 امت میں بھی ان جیسے ضرور ہوں گے۔ سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے  
 کہ وہ اوصاف جو دوسو سال کے بعد علماء میں پیدا ہوں گے ان سے اللہ کی پناہ  
 مانگو اور یقین کر لو کہ جو شخص خنق کے سبب دوزخ میں داخل ہوگا وہ عذاب میں  
 ان لوگوں سے کم ہوگا جو بدعت کے سبب اس میں داخل ہوں گے اور ان سے  
 بھی کم ہوگا جو تقرب کے باوجود علم و عمل کی ریاکاری کے سبب اس میں داخل  
 ہوں گے۔

عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جو شخص ظاہری گناہوں  
 کے باعث دوزخ میں جائے گا وہ عذاب میں اس شخص کی نسبت کم ہوگا جو  
 ریا اور شہرت کے باعث اس میں داخل ہوگا۔

کلیب العجمی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ مجھے یہ خیال نہ تھا کہ ہم ایسے  
 زمانہ تک زندہ رہیں گے جن میں شیطان علماء سے یوں کھیلے گا جیسے لڑکے  
 گیند سے کھیلتے ہیں۔ عبدالعزیز بن ابی رواد رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ زمانہ  
 جاہلیت کے فاسق ہمارے زمانے کے علماء سے زیادہ یا جاہل ہوتے تھے۔

سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں بخدا مجھے ڈر ہے کہ جب قیامت  
 کے دن آواز دی جائے گی کہ فاسق علماء کہاں ہیں تو کہیں میری نسبت نہ کہا دیا  
 جائے کہ یہ بھی ان میں سے ہے اس کو بھی پکڑ لو۔

ایک شخص نے حماد بن زید رحمہ اللہ تعالیٰ سے کہا کہ مجھے کچھ نصیحت کرو۔

آپ نے فرمایا اس بات سے ڈرتے رہو کہ صحیفہ میں تمہارا نام علماء کی فہرست میں لکھا جائے۔

سفیان ثوری کا قول | سفیان ثوری رحمہ اللہ فرماتے تھے کہ ہم علماء سے ڈرتے رہو اور مجھ سے بھی ڈرتے رہو کیونکہ اگر میں اپنی محبت کے سبب ایک اتار کے بارے میں ان میں سے اکثر کی مخالفت کروں اور کہوں کہ وہ کھٹا ہے اور وہ کہیں کہ نہیں بلکہ میٹھا ہے تو میں اس بات سے مایوس نہ ہوں گا کہ وہ طاغی بادشاہ کے پاس شکایت کر کے میرے قتل کی کوشش کریں۔

فضیل بن عیاض رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے میں چاہتا ہوں کہ میرا گھر عالموں سے دور ہو بھلا مجھے ان لوگوں سے کیا واسطہ جن کی یہ حالت ہو کہ جب تجھے راحت میں دیکھیں تو حسد کریں اور اگر مجھ سے کوئی لغزش ہو جائے تو تجھے رسوا کریں۔

ذوالنون مصری رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ علماء کے تقرب سے پرہیز کرو کیونکہ بسا اوقات وہ تجھ پر حسد کر کے جھوٹی تہمت اور بہتان باندھیں گے اور لوگ ان کی بات مان بھی لیں گے۔

فضیل بن عیاض رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ قبیل التقویٰ عالم بہت ہی بُرا ہے اور لوگوں کا یہ کہنا بھی بہت ہی بُرا ہے کہ فلاں عالم فلاں امیر کے مال یا فلاں عورت کے مال سے جج کو گیا۔

ارشاد نبوی | حدیث شریف میں وارد ہوا ہے کہ عنقریب میری امت پر ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ اس میں کسی شخص کا نام سننا اس کے دیکھنے سے بہتر ہوگا اور اس کی ملاقات اس کے آزمانے سے بہتر ہوگی کیونکہ اگر تم اسے آڑھاؤ گے تو اس کو اور اس کے نسل کو نفرت کی نگاہ سے دیکھو گے۔



فضیل بن عیاض رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ تم لوگ عالموں کی کس طرح تعریف کرتے ہو حالانکہ ان کی گردنیں موٹی اور ان کے لباس باریک اور ان کی خوراک گیموں کا چھنا ہوا آٹا ہے۔ بخیر اللہ سے خائف رہنے والے اور متقی کے لئے خاکستر کا چھنا کتنا بھی بہت ہے!

یوسف بن اسباط رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ جب سفیان ثوریؒ کا انتقال ہو گیا تو لوگوں نے علماء سے کہا اے قاریو! اب دنیا کو دین کے ذریعے خوب کھاؤ کیونکہ سفیان ثوریؒ تو مر گئے ہیں۔ وہ تمام لوگوں سے بڑھ کر علماء پر سختی کرتے تھے اور ان کے ساتھ بکثرت بحث مباحثہ کرتے تھے۔

حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ علماء اس وقت تک اللہ تعالیٰ کی پناہ میں رہیں گے جب تک کہ وہ امر کی طرف محبت کے ساتھ میلان نہیں کریں گے لیکن جب وہ امر کی طرف مائل ہوں گے تو اس وقت اللہ تعالیٰ ان سے اپنا ہاتھ کھینچ لے گا اور ان پر ظالموں کو مسلط کر دے گا جو ان کو بری طرح عذاب دیں گے اور ان کے دلوں میں رعب بھر دیں گے۔

فرقد سنحی رحمہ اللہ تعالیٰ ہمیشہ ایک چادر اوڑھے رہتے تو حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ نے ان سے کہا، کیا تم یہ قیمتی چادر اوڑھ کر لوگوں پر فضیلت چاہتے ہو۔ یاد رکھو حدیث میں آیا ہے کہ اکثر بہت سی چادروں والے ہوں گے۔

ایک دفعہ مالک بن دینار رحمہ اللہ تعالیٰ کو کسی نے کہا کہ آپ اس جوان سے جو قاری اور عالم ہے کیوں بے رحمی کرتے ہیں؟ آپ نے فرمایا یہ اس لئے کہ میں نے اکثر عالموں کو آزما دیا ہے۔

امراء کے دروازے قنوں کے مقام ہیں | خدیفہ بن بیان رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ میں اس عالم کو برا جانتا ہوں جو امراء کے دروازوں پر جائے کیونکہ دنیا کے گھر میں ان

کے دروازے سے قتلوں کے مقام ہیں۔

نفیل بن عیاض رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ہمیں بادشاہوں کے دروازوں سے بچنے کی یوں تعلیم دی جاتی تھی جس طرح ہمیں قرآن کی سورت یا آیت کی تعلیم دی جاتی تھی۔

سعید بن مسیب رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ جب تم کسی عالم کو بادشاہ کے دروازے پر جاتا دیکھو تو جان لو کہ وہ چور ہے۔

بادشاہوں کی صحبت خطرناک ہے | میمون بن ہیران رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ بادشاہ کی صحبت نہایت خطرناک ہے کیونکہ اگر تو اس کی اطاعت کرے گا تو اپنے دین کو خطرے میں ڈالے گا اور اگر اس کی نافرمانی کرے گا تو اپنے نفس کو خطرے میں ڈالے گا پس سلامتی اسی میں ہے کہ نہ تو اسے جانتے اور نہ وہ تجھے جانتے۔

زہری رحمہ اللہ تعالیٰ نے حبیب بادشاہ سے اختلاط شروع کیا تو زہاد لوگ ان کی مخالفت پر آمادہ ہو گئے اور انہیں کہنے لگے کہ تم اس کی وحشت میں اس کے مونس بن گئے ہو۔

نفیل بن عیاض رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جو شخص عرصہ فرائض ادا کرتا ہو اور بادشاہ کے پاس نہ جاتا ہو وہ اس شخص سے بہتر ہے جو دن کو روزہ رکھے اور رات بھر قیام کرے اور جہاد و حج بھی کرے مگر بادشاہ کے پاس آتا جاتا ہو۔

سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ جب تم کسی عالم کو بادشاہ کی مخالفت کے پاس جاتے دیکھو تو اسے کھانا چیل نہ کرو اور نہ اسے سلام کرو بلکہ اسے بددین خیال کرو۔

خضاک بن مزاحم رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ میں ایک مرتبہ تمام رات



ایسی بات سوچتا رہا جس سے بادشاہ راضی ہو اور اللہ تعالیٰ بخفا نہ ہو لیکن  
مجھے کوئی بات نہ ملی۔

اصمعی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ امراء میں سے بدتر وہ ہیں جو علماء سے  
دور رہوں اور علماء میں سے بدتر وہ ہیں جو امراء کے قریب ہوں۔ میں نے ان تمام  
احادیث کو جن میں امراء کے قرب سے ڈرایا گیا ہے اپنی کتاب العہود الحمدیہ  
میں بیان کیا ہے پس اس کی طرف رجوع کرو اور اپنی حالت پر غور کرو کہ کیا تم اخلاق  
حسنہ سے موصوف ہو جیسا کہ اسلاف تھے۔ اور سب تعریف اللہ کے لئے  
ہے جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔





# باب سوم

## ۴۲۔ سوو خاتمہ کا خوف

سلف صالحین رضی اللہ عنہم کے اخلاق میں سے ایک یہ ہے کہ وہ سوو خاتمہ سے سخت ڈرتے اور اللہ تعالیٰ سے ہمیشہ پناہ مانگتے رہتے۔ اگرچہ وہ تقویٰ جتنی عبادت کرتے ہوں، اس لئے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ جو چاہتا ہے کو نامہ اور کسی مخلوق کو اپنے خاتمہ کے متعلق یقینی علم نہیں۔ ایک شخص زیادہ سے زیادہ اپنی حالت پر اللہ عز و جل کے ساتھ حسن ظن رکھ سکتا ہے، اس کو کلمہ شہادت پر بھی ہمیشہ قائم رہنے کا یقین نہیں ہے کہ اس کی روح اس پر قبض ہوگی۔

حدیث نبوی | حدیث شریف میں وارد ہے کہ انسان اہل جنت کے اعمال کو تارہتا ہے یہاں تک کہ اس کے نور جنت کے درمیان چند گز کا فاصلہ رہ جاتا ہے پھر اس پر تقدیر غالب آتی ہے تو وہ اہل دوزخ کے اعمال کرنے لگتا ہے اور دوزخ میں جاتا ہے۔

سب کا خاتمہ کلمہ ہے وہ جنت میں داخل ہوگا | حبیب گنجی رحمۃ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ جس کا خاتمہ لا الہ الا اللہ پر ہوا وہ جنت میں داخل ہوگا۔ پھر روئے اور فرماتے اس بات کا کون ذمہ دار ہے کہ میرا خاتمہ لا الہ الا اللہ پر ہوگا۔

ربیع بن خثیم رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ ہم اہل نماز میں ایک شخص کے پاس گئے۔ اس وقت وہ نزع کی حالت میں تھا۔ ہم اسے بار بار کہتے لا الہ الا اللہ کہو۔ وہ کہتا وہ یا زورہ اسے خریدار قطع نہایت عمدہ ہے۔ یہ اس لئے کہ

صحت کی حالت میں اُس پر یہی کام غالب تھا۔

حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے ہم نے سنا ہے کہ ایک آدمی ہزار سال کے بعد دوزخ سے نکالا جائے گا۔ پھر فرماتے کاش وہ آدمی میں ہی ہوتا کیونکہ اس کا دوزخ سے نکالنا یقینی تو ہے۔

لہذا اے دوست تو اس بات سے ہمیں نہ کر کہ اپنے آپ کو شرعی ضرورت سے زیادہ دنیاوی امور میں مبتلا کرے کیونکہ ممکن ہے کہ تیری موت غفلت کی حالت میں ہو اور تو دوزخ جہان میں نامراد رہے۔ **الیاذ باللہ تعالیٰ**۔ پس اس کے دوست اس کو یاد دے گا اور اس میں غور کرے، اللہ تجھے ہدایت دے، اور صعب تعریف اللہ کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔



## ۴۳۔ آداب مسجد

سلف صالحین رضوان اللہ علیہم اجمعین کے اخلاق میں سے ایک یہ ہے کہ ■  
مسجد کے قریب مکانوں میں رہنا پسند کرتے تاکہ ان کو اکثر اوقات مسجد میں بڑھا  
آداب مسجد پیشنا سہلی ہو، کیونکہ مرفوعاً مروی ہے کہ المساجد بیوت المتقین  
و مسجدیں پر پیر گاہوں کے گھر ہیں اور جن لوگوں کے لئے مسجدیں گھریں انھیں سہانہ  
و تلے ان کے راحت و آرام اور پکی سراط سے عبور کا خاص ہے۔  
ابو صادق انسہی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ مسجدوں میں بیٹھنا لازم  
پکڑو کیونکہ میں نے سنا ہے کہ مسجدیں انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے بیٹھنے کی  
جگہیں تھیں۔

حکم بن عیمر رضی اللہ عنہ فرماتے تھے مسجدوں کو گھر بناؤ۔ ابو ادیس خولانی  
رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ مسجدیں اللہ تعالیٰ کے پیارے بندوں کے گھر  
لہذا ان کے بیٹھنے کی جگہیں ہیں۔ نیز مروی ہے کہ مسجد ہر متقی کا گھر ہے۔  
مسجدیں آخرت کا بازار ہیں | حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام اس شخص کو مسجد میں  
زیادہ بیٹھنے سے روکنے تھے جو آداب مسجد سے ناواقف ہوتا۔ ایک دفعہ  
آپ نے ایک جماعت کو مسجد میں بیٹھے یہودہ گفتگو کرتے دیکھا تو آپ نے اپنی  
چادر کا کورہ بنایا اور سب کو مار کر نکال دیا، اور فرمایا کیا تم مسجدوں کو دنیا کے  
بازار سمجھتے ہو، یہ تو آخرت کے بازار ہیں۔

عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ تعالیٰ نے چالیس برس کی مدت تک مسجد ہی



کو گھر بناٹے رکھا۔ مالک بن دینار رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے اگر بول و براہ کی حاجت نہ ہوتی تو میں لات دن مسجد سے باہر قدم نہ رکھتا۔ مجھے خبر ملی ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں لوگوں کو عذاب کو ناپا ہوتا ہوں لیکن جب میں مسابد کے آباد رکھنے والوں اور قرآن مجید کی تلاوت کرنے والوں اور مسلمان بچوں کو دیکھتا ہوں تو میرا غصہ ٹھہر جاتا ہے۔

خلف بن ایوب رحمہ اللہ تعالیٰ ایک دن مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے کہ ان کا غلام کسی دنیاوی ضرورت کے باریں پوچھنے کو آیا۔ آپ اٹھے اور مسجد سے باہر جا کر اس کو جواب دیا۔ پھر واپس آگئے اور فرمایا کہ مجھے مسجد میں دنیاوی کلام کرنا بڑا معلوم ہوا تھا۔

حضرت عمرؓ کا فعل | امیر المومنین حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ جب کسی کو مسجد میں بلند آواز سے بولتا سنتے تو اسے درے لگواتے اور فرماتے تم جانتے ہو کہ کہاں بیٹھے ہو؟ جو شخص مسجد میں بیٹھا ہوتا ہے گیارہ اللہ عزوجل کے حضور میں بیٹھا ہے۔

سعید بن المسیب رحمہ اللہ تعالیٰ سے دریافت ہوا کہ آپ کو نماز جنازہ میں شامل ہونا پسند ہے یا مسجد میں بیٹھنا؟ آپ نے فرمایا مجھے مسجد میں بیٹھنا زیادہ مرغوب ہے کیونکہ میں جب تک مسجد میں بیٹھا رہوں گا ملائکہ علیہم الصلوٰۃ والسلام میرے لئے استغفار کرتے رہیں گے اور یہ نماز جنازہ کے ایک یا دو یا تین قیراط ثواب سے افضل ہے۔

فضیل بن عیاض رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے ہم نے ایسے لوگ دیکھے ہیں کہ جب تک وہ مسجد میں رہتے کسی دنیاوی معاملے کے متعلق ایک دوسرے سے کوئی گفتگو نہ کرتے۔

پس اے دوست جو کچھ میں نے تیرے سامنے بیان کیا ہے اس میں  
 غور کرو اور جب تک تو مسجد میں رہے نیتِ صالحہ کے بغیر کوئی بات نہ کرو  
 اسی میں تیری سلامتی اور فائدہ ہے۔ اور سب تعریف اللہ  
 کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔



## ۴۴۔ احکام معاملات کا علم

سلف صالحین رضی اللہ عنہم کے اخلاق میں سے ایک یہ ہے کہ جب تک وہ معاملات میں احکام شرعی معلوم نہ کر لیتے بازار میں خرید و فروخت کے لئے نہ بیٹھتے، وہ اس خیال سے ایسا کرتے کہ کہیں یہ مشغولیت ان کو اعمال آخری سے نہ روکے کیونکہ جو فعل انسان کو اللہ کی یاد سے غافل کر دے وہ دنیا و آخرت میں اس کے فاعل کے حق میں نامبارک ہے۔

حدیث شریف میں آیا ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بازار میں آتے تو یہ دعا پڑھتے اللہم انی استأذنی من خیر هذه السوق وأعوذ بك من الکفر والفسوق وأے اللہ میں تجھ سے اس بازار کی خیر کا سوال کرتا ہوں اور کفر و فسق سے پناہ مانگتا ہوں

بازاریوں کی ہم نشینی | البور و داور رضی اللہ عنہ فرماتے تھے تم بازاریوں کی ہم نشینی غافل بنا دیتی ہے | سے بچتے رہو کیونکہ یہ غافل بنا دیتی ہے۔

سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ تم فاجروں اور دیگر بازاریوں کے ظاہری لباس کو نہ دیکھو کیونکہ ان کے نیچے پھاڑنے والے بھیڑیے ہوتے ہیں۔ مالک بن دینار رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ بازار مال کو بڑھاتا ہے اور دین کو خراب کرتا ہے۔ سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے تو نگروں اور تعلیم یافتہ امراء اور بازاری لوگوں کی ہم نشینی سے اجتناب کرو۔

ابن سہاک رحمہ اللہ تعالیٰ جب بازار میں داخل ہوتے تو کہتے اے بازار اللہ



تہا میرے بازار کا سود میں اور تم میں سے کچھ حاسد ہیں اور تمہاری بیع و شراء فاسد ہے پس اپنے آپ کو بیدار کرو۔

حماد بن زید رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ تاجر کبھی مفلس نہیں ہوتا مگر ان خصلتوں میں سے کسی میں مبتلا ہونے کی وجہ سے یعنی لغو، جھوٹ، جھوٹی قسم، کدورت، خیانت، حسد، نماز جماعت اور مجالس علمی کا ترک کرنا اور شہوات و منہ میں گرفتار ہونا۔

امام ہاکم کا طریقہ عمل | امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ امراء کو حکم کرتے تو وہ تجارت پیشہ اعدا اپنی بانسار کو جمع کرتے پھر ان سے سوال کرتے اور ان میں سے جس کا حکام معاملات معلوم نہ ہوتے اور حلال و حرام کی تمیز نہ ہوتی اس کو بازار سے اٹھاتے اور اس کو حکم دیتے کہ بیع و شراء کے احکام سمجھو اس کے بعد بازار میں بیٹھو کیونکہ جو شخص بازار میں بیٹھے اور فقیہ نہ ہو وہ سود کھاتا ہے خواہ وہ اس کو چاہے یا نہ چاہے۔

فقہاء رحمہم اللہ تعالیٰ فرماتے تھے تاجر کے لئے تعجب ہے کہ وہ کیونکر سلامت رہے گا جب کہ دن بھر وہ قسین کھاتا ہے اور رات کو حساب کرتا ہے۔

ابلیس کی مجلس بازار میں ہے | حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ اچھا تاجر وہ ہے جس سے دنیا خفا ہوا اور آخرت بخش ہو۔ نیز فرماتے تھے کہ مجھے معلوم ہوا ہے ابلیس لعنۃ اللہ تعالیٰ نے عرض کی یا اللہ میں اپنا گھر کہاں بناؤں؟ تو حکم ہوا حمام میں۔ پھر اس نے پوچھا میرا جال کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا عورتیں۔ پھر اس نے پوچھا میری مزا میر کیا ہوں گی؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا شہر پھر عرض کی کہ میں اپنی مجلس کہاں بناؤں؟ اللہ

تعالیٰ نے فرمایا باز آریں۔

پس اسے دوست اس میں غور کرو اور کسی تاجر کی تعریف نہ کر جب تک  
تجھے اس بات کا علم نہ ہو کہ وہ آفات و شبہات سے بچا ہوا ہے۔ اور سب  
تعریف اللہ کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا پروردگار  
ہے۔



## ۴۵۔ کثرتِ علم

سنت صالحین رضی اللہ عنہم کے اخلاق میں سے ایک یہ ہے کہ جو کوئی  
ان پر ظلم کرتا اس پر بہت نرمی کرتے اور غصہ کو ضبط کرتے۔ ایسا کہ سنے میں وہ  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق پر عمل کرتے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم  
اپنے ذاتی نقصان پر کبھی غماندہ ہوتے۔ لیکن جب کوئی اللہ عزوجل کے احکام  
کی خلاف ورزی کرتا تو سخت ناراض ہوتے تھے۔

امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ظالم کے ظلم پر عیب کرنے  
والے کا پہلا بدلہ یہ ہے کہ تمام لوگ اس کے مددگار ہوتے ہیں۔

غصہ شیطانی کا سبب سے بڑا گناہ ہے | شیطان لعین نے سچی عبادۃ الصلوٰۃ والسلام  
سے غرض کی کہ میرا سبب سے بڑا گناہ غصہ ہے جس کے سبب میں لوگوں کو قید  
کرتا ہوں اور جہنم کے راستے سے بدلتا ہوں۔ فضیل بن عیاض رحمہ اللہ نے  
کہ جب کہا جاتا کہ فلاں شخص آپ کی بدگوئی کرتا ہے تو فرماتے بخدا میں اس کے  
فعل سے ایسے کوراء میں کروں گا۔ پھر فرماتے اسے اللہ اگر وہ سچا ہے تو مجھ  
معاذ کروں گا اور اگر وہ کاذب ہے تو اس سے دور کر دوں گا۔

ظالم کے لئے استغفار | ایک آدمی نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہا تو ابو ہریرہ  
نے آپ سے فرمایا ہاں۔ پھر اس نے کہا کیا قرآنی کا چوبیس ہے؟ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ  
نے اس کے جواب میں فرمایا اسے اللہ بخیرے اور میرے اس بھائی کو معاف کر دے۔  
پھر فرمایا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہی حکم ہے کہ جو ہم پر ظلم کرے اس کے



لئے استغفار کریں۔

ایک شخص نے ابو ذر رضی اللہ عنہ سے کہا تمہیں ہر جس کو معاویہ رضی اللہ عنہ نے جلا وطن کیا تھا اگر تم نیک ہوتے تو وہ تمہیں جلا وطن نہ کرتے۔ ابو ذر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے دوست میرے سامنے ایک سیاہ گھاٹی ہے اگر اس سے بچ گیا تو تیرا کھانا مجھے کچھ نقصان نہ دے گا اور اگر اس سے نہ بچا تو جو کچھ ہے میں اس سے بھی بڑا ہوں۔

ایک عورت نے مالک بن دینار رحمہ اللہ تعالیٰ سے کہا اے ریاکار! تو آپ نے فرمایا اے فلانی تو نے میرا وہ لقب معلوم کر لیا جیسے اہل بصرہ نہیں جانتے تھے۔

سکا حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمایا کرتے تھے جو کوئی ایک برا کلمہ برداشت کرتا ہے اس کے لئے دس نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے جب تم کوئی برا کلمہ سنو تو اس سے اعراض کرو اور اس کا جواب نہ دو کیونکہ اس کے کہنے والے کے پاس اور بھی ایسے کلمات ہیں جو وہ جواب میں تمہیں کہے گا۔

سکا محمد بن کعب القرظی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے اپنے برتنوں کے ٹوٹنے پر خفا نہ ہو کیونکہ ان کے لئے بھی تمہاری طرح وقت مقرر ہے۔ مالک بن دینار رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے وہ شخص برکد بار نہیں جو اپنا غصہ گدھے یا بلی پر لگا دیتا ہے۔ نیز فرماتے تھے کہ بے وقوف آدمی کو اس کی بات کا جواب نہ دینا یا اس کے کہنے پر کسی اثر کا اظہار نہ کرنا محنت بڑا معلوم ہوتا ہے۔

امام حسینؑ کا طریق عمل | امام حسین بن علی رضی اللہ عنہما کہ جب کوئی گالی دیتا تو فرماتے اے عبا! اگر تو اپنے قول میں سچا ہے تو اللہ تجھے تیری سچائی کا بدلہ

دے گا اور اگر تو چھوٹا ہے تو اللہ تعالیٰ مجھ سے زیادہ سحت بدلہ لینے والا ہے  
ایک مرتبہ ایک آدمی نے آپؐ کے منہ پر طمانچہ مارا۔ آپؐ ناراض نہ ہوئے  
بلکہ پوچھا کہ یہ کس نے مقدر کیا ہے؟ لوگوں نے کہا اللہ تعالیٰ نے۔ آپؐ  
نے فرمایا تو تم مجھے تقییر پہنچا کا تو مانتے والا خیال کرتے ہو؟

حزن اور غضب میں فرق | ابن مقفع رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے غصے کو پی جانا  
غذ کرنے کی ذلت سے بہتر ہے۔ ایک دفعہ کسی نے آپؐ سے حزن اور غضب  
میں فرق دریافت کیا۔ آپؐ نے فرمایا حزن تو تجھ سے کسی بڑے آدمی کا تیری  
آرزو کے خلاف ہونے سے پیدا ہوتا ہے اور غضب کمزور آدمی کا تیری آرزو  
کی مخالفت کرنے سے۔

ابو معاویہ الاسود رحمہ اللہ تعالیٰ سے اگر کوئی کچھ برا بھلا کہتا تو آپؐ اس  
کے لئے دعا فرماتے۔ ایک آدمی نے بکر بن عبد اللہ المزنی رحمہ اللہ تعالیٰ کو بہت  
سی گالیاں دیں۔ آپؐ خاموش رہے۔ کسی نے آپؐ سے کہا آپؐ اسے کیوں  
گالیاں نہیں دیتے جس طرح اس نے آپؐ کو گالیاں دی ہیں۔ آپؐ نے فرمایا  
میں اس کی کوئی برائی نہیں جانتا جس کی وجہ سے میں اسے برا کہہ سکوں اور یہ نشان  
لگانا مجھے جانتا نہیں۔

ایک آدمی نے ثور بن یزید رحمہ اللہ تعالیٰ سے کہا "اے قدری، اسے  
رافضی۔ آپؐ نے اس سے کہا اگر میں ایسا ہی ہوں جیسا تو نے کہا تو میں برآ آدمی  
ہوں اور اگر میں ایسا نہیں ہوں تو مجھے میری طرف سے معافی ہو۔

مکحول و مشقی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں انسان کا حلم اس پر جاہلوں کے  
سلسلہ ہونے سے معلوم ہوتا ہے۔ ایک دفعہ ایک شخص نے سہام بن عبد اللہ بن  
عمر رضی اللہ عنہم سے کہا اے بڑے شیخ، سہام نے کہا اے جانی، یہ خیال میں

تم راستی سے کچھ دور نہیں گئے۔

کے روایت ہے کہ لقمان علیہ السلام نے اپنے بیٹے کو نصیحت کی کہ اے بیٹا! اگر تو کسی کو دوست بنانا چاہے تو اس پر ناراض ہو۔ اگر ناراضگی میں بھی وہ تجھ پر انصاف کرے تو اسے دوست بنالے ورنہ اس سے پرہیز کر۔

علم کا قسم ایک مرتبہ شری مقلی رحمہ اللہ تعالیٰ سے کسی نے پوچھا کہ علم کیا ہے؟ آپ نے فرمایا تو کون سے علم کے بارے میں دریافت کرنا چاہتا ہے کیونکہ علم کی پانچ قسمیں ہیں اول علم عزیزی ہے جو اللہ تعالیٰ کا بندہ پر انعام ہے جس کے ذریعے وہ ظالم کو معاف کرتا ہے اور جو اسے نہ دے اسے دیتا ہے اور جس کے ذریعے جملہ رحمی کرتا ہے۔ دوسرا علم وہ ہے جس کا اظہار آدمی ثواب کی بات پر اپنے غصہ کو پی جانے سے کرتا ہے لیکن اس کے دل میں کراہت ہوتی ہے۔ تیسرا علم مذموم ہے یعنی انسان ریاس کے طوے پر اپنے ہم نشینوں کو دکھانے سنانے کے لئے اپنی حق تلفی کرنے والے سے علم کرے مگر دل میں دشمنی بھری ہو۔ چوتھا علم کبر ہے یعنی وہ شخص دوسرے کو قابل جواب نہیں سمجھتا۔ پانچواں علم اپنی ذات اور خواری کے باعث ہے۔

پس اس کو خوب یاد رکھ کیونکہ یہ ایک نفیس نکتہ ہے اور سب تعریف اللہ کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔





## ۴۴۔ دعا میں تاخیر

سلف صالحین رضی اللہ عنہم کے اخلاق میں سے ایک یہ ہے کہ اگر کوئی شخص انہیں دعا کو کہتا تو اس کے لئے فی الفور دعا نہ فرماتے حتیٰ کہ انہیں معلوم ہو جاتا کہ اللہ تعالیٰ ان سے خوش ہے اور اللہ کی خوشی اپنے اعمال کو کتاب و سنت کے مطابق ہونے سے معلوم کرتے۔ اگر اعمال میں کچھ نقص دیکھتے تو ادباً پہلے اللہ تعالیٰ سے اپنے لئے معافی کی التجا کرتے، پھر اس کے بعد اس کے لئے دعا مانگتے۔ اس خلق سے آج کل کے اکثر فقراء غافل ہیں۔

دعا ترک گناہ کا نام ہے | سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں دعا در حقیقت ترک گناہ کا نام ہے پس جو کوئی گناہوں کو ترک کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ بغیر سوال کے اس کا مقصود پورا کرتا ہے۔

وسیب بن منبہ رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے میں نے کبھی کتاب الہی میں دیکھا ہے کہ اللہ عز و جل فرماتا ہے تم مجھ سے کس طرح دعا کر سکتے ہو جبکہ تمہارے دل تو اور طرف متوجہ ہیں۔ نیز اللہ تبارک و تعالیٰ نے علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی کہ تیری اسرائیل سے کہو میرے کسی گھر میں پاک قلب ہے، خوش زدہ نفوس، خاشع آنکھوں اور فواحش سے پاک اعتقاد رکھنے والا ہے۔ یہ شخص میرے گھر میں گناہوں سے بے تقصیر ہوتا ہے میں اس پر نعمت کرتا ہوں، اور اُن کو تبادلوں سے کہیں سے کسی کی دعا قبول نہ کروں گا جب تک کہ اُس کے ذمہ کسی کا حق ہو یا اس کے پیٹ میں حرام کا تھم ہو۔

ابراہیم نخعی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے خلوت میں انسان کی دعا عام مجلس میں دعا کرنے سے افضل ہے۔

ایک آدمی نے زیاد بن ابیہان رحمہ اللہ تعالیٰ سے کہا اللہ تعالیٰ مسلمانوں میں تیرے جیسے لوگ زیادہ پیدا کرے، تو آپ نے جواب دیا کہ تو نے اللہ تعالیٰ سے اچھی بات نہیں مانگی بلکہ تو نے اس سے سوال کیا ہے کہ تمام لوگ تیرے ہو جائیں۔

عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ تعالیٰ سے ایک شخص نے کہا اللہ تیری عمر دلا کر دے، تو آپ نے فرمایا یہ ایسا امر ہے جس سے فراغت ہو چکی ہے، تو میرے لئے صلیح حال کی دعا کرو (میں کہتا ہوں) اپنے دوست کے لئے درازی عمر کی دعا کہ تا اس صورت میں مناسب ہے کہ دل میں یہ نیت بھی کہے کہ اگر اس کے لئے مفید ہو جیسا کہ اس شخص کی نسبت کہا جاتا ہے جس کے فتنہ میں پڑنے کا اندیشہ ہو ورنہ درازی عمر اس کے لئے نضر ہوگی کیونکہ وہ معاصی اور مخالف شریعت امور کا مرتکب ہوگا۔ واللہ اعلم۔

دعا ایک قسم کی شفاعت ہے | عامر بن قیس رحمہ اللہ تعالیٰ کو ایک شخص نے کہا میرے لئے دعا فرمائیے آپ نے فرمایا بخدا مجھے اللہ عز و جل سے شرم آتی ہے کہ میں اپنی پسندیدہ بات کا سوال کروں چہ بے نیکیہ غیر کے لئے، کیونکہ یہ ایک قسم کی شفاعت ہے اور اسے حق بن کے سوا کوئی نہیں کر سکتا اور میں کہتا ہوں اس زمانے میں جو شیخ مستدشخت پر جانبدار ہیں انہیں چاہیئے کہ وہ جلدی سے کسی کی شفاعت نہ کیا کریں جب تک انہیں یہ معلوم نہ ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو معاف کر دیا ہے اور ان کے پیٹ میں ایک رقم بھی مال شہ کا نہیں ہے اور اگر اس نے کسی کے لئے دعا کی اور وہ ان عیوب سے مبرا نہ ہو تو اسے مناسب ہے کہ دعا کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے سخت شرمندہ اور خجیل ہوا اور سب تعریف اللہ کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔

## ۴۴ قُرب الہی پر خوفِ خدا

سلفِ صالحین رضی اللہ عنہم کے اخلاق میں سے ایک یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اُن پر جس قدر احسان کرے اور ان کو مقربِ بارگاہِ بنائے اسی قدر وہ اللہ تعالیٰ سے زیادہ خوف کرتے ہیں جیسا کہ بادشاہوں کی مصاحبین کا حال ہے۔ و اللہ  
مثل الاعلیٰ۔

حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے ہم نے ایسے لوگوں کو دیکھا ہے کہ جتنا اُن کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے انعام و اکرام ہوتا اتنا ہی وہ اللہ سے ڈرتے۔

سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے عام لوگوں کا اللہ تعالیٰ سے اتنا ہی ڈرنا کافی ہے کہ وہ ان باتوں سے بچتے رہیں جن سے اللہ تعالیٰ نے منع کیا ہے۔ پھر فرماتے کاش میں بھی ان لوگوں میں سے ہوتا۔

غلاب الہی سے بے خوف نہیں ہونا چاہیے | حماد بن زید رحمہ اللہ تعالیٰ ہمیشہ اپنے پاؤں پر کڑیوں بیٹھے۔ جب ان کو اس کے متعلق کہا جاتا تو فرماتے کہ مسکٹن ہو کہ وہ بیٹھے جو اللہ عز و جل کے غلاب سے بے خوف ہو، لیکن میں سجدہ دین رات اس بات سے ڈرتا ہوں کہ کہیں مجھ پر آسمان سے آگ نہ برستے ہو۔ مجھے جلا دے۔

عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے اللہ تعالیٰ نے بعض اوقات مخلوق کو غفلت دے کر ان پر بڑا احسان کیا ہے۔ اگر یہ نہ ہوتی تو تمام لوگ



اللہ تعالیٰ کے خوف سے مر جاتے۔

عظا سنی رحمہ اللہ تعالیٰ کا دستور تھا کہ جب ہوا ذرا تیز چلتی تو مضطرب ہو کر کبھی کھڑے ہوتے اور کبھی بیٹھتے کبھی اندر جاتے اور کبھی باہر نکلتے اور اپنے سر پر ہاتھ کی جلد کو پکڑ لیتے جیسے وہ عورت کرتی ہے جس کو دردِ زہ ہو رہا ہے۔  
خوف رجا ابو سلیمان دارانی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ جب خوف پر امید غالب آتی ہے تو دل بگڑ جاتے ہیں جیسا کہ ہمارے جیسے احمقوں کا حال ہے۔ شیعہ رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے اللہ تعالیٰ سے ڈرو تاکہ امن حاصل ہو کیونکہ یہ تیرے نزدیک اس امید سے بہتر ہے جس کے بعد خوف ہو۔

ابو سلیمان دارانی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے واللہ بیٹھے خوف ہے کہ قیامت کے دن صبح سے پہلے چھپے ہی منہ کے بل آگ کی طرف گسیٹا جائے۔  
سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالیٰ پر اس قدر خوف طاری ہوا کہ آپ خون کا پیشاب کرنے لگے۔ لوگ ایک یہودی طبیب کو لائے۔ اس نے آپ کا پیٹ ٹھٹھلا اور کہا میں نے راستی میں اس جیسا کوئی شخص نہیں دیکھا۔ پھر وہ یہودی طبیب روئے لگا اور اس نے کہا کہ اس آدمی کے جگر کو خوفِ الہی نے ٹکڑے ٹکڑے کر دیا ہے، میرے پاس اس کا کوئی علاج نہیں۔

سنان بن علی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے اگر آگ جلائی جائے اور کہا جائے کہ بکا پشہ کو اس میں ڈال دے گا وہ معدوم ہو جائے گا اور اس پر ہی آگ دینی ناریہ تم سے بچ جائے گا تو میں اپنے آپ کو اس میں ڈال دوں۔

امیر المؤمنین عمرؓ کا قول امیر المؤمنین حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے اگر مجھے جنت اور دوزخ کے درمیان کھڑا کیا جائے اور مجھے اختیار دیا جائے کہ چاہوں تو جل کر خاک ہو جاؤں یا چاہوں تو صبر کروں تاکہ معلوم ہو

جائے کہ کہاں جاؤں گا تو میں جل کر خاک ہونا پسند کروں گا۔

مالک بن دینار رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے میں چاہتا ہوں کہ میرا رب عزوجل مجھے اپنے سامنے کھڑا کرے کہے اسے مالک میں تجھ پر راضی ہوں پھر اس کے بعد میں خاک ہو جاؤں۔

علی بن بکار رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ عطاء بن ابی ریحان کی شدت سے اپنے بستر پر چالیس برس پڑے رہے اور لوگ آپ کی عبادت کرتے تھے یہ خیر کسی عابد کو ملی تو کہنے لگا چالیس سال کیا ہیں، بخدا اگر انسان اپنے سر کے بالوں کی مقدار ہزاروں سال بھی اللہ کی عبادت کرے تو وہ بھی ایک گناہ کے مقابلہ میں کم ہے جو انسان سے سرزد ہوتا ہے۔

عمر بن عبد العزیز کا اللہ تعالیٰ سے خائف ہونا | خاطرہ بنت عبد الملک رحمہا اللہ تعالیٰ فرماتی تھیں کہ میں نے عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ تعالیٰ سے زیادہ کسی کو اللہ تعالیٰ سے خائف نہیں دیکھا۔ آپ جب عورت کے پاس قضائے ضرورت کو بیٹھتے تو مارے خوف کے مذبوح پرند کی طرح مضطرب ہوتے۔ جب خلافت آپ کے سپرد ہوئی تو آپ نے ہم کو اور اپنی تمام لونڈیوں کو جمع کر کے فرمایا اب میرے ذمے ایک ایسا کام لگا ہے جس کے باعث میں تم سے بالکل غافل ہو جاؤں گا اور تمہارے لئے فارغ نہیں ہوں گا حتیٰ کہ قیامت کے حساب سے فارغ ہو جاؤں۔ پس اگر تم میرے پاس رہنا چاہو اور مجھ سے مطالبہ نہ کرو تو رہو ورنہ جو چاہے مجھ سے علیحدہ ہو جائے پھر آپ نے قرب زوجات ترک کر دیا یہاں تک کہ آپ کا انتقال ہو گیا۔

عطاء بن ابی ریحان رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اکثر اپنے جسم کو اس خوف سے ٹٹوتے کہ کہیں مسخ نہ ہوں ہو گیا۔ ستری سقطی اور بشر حافی رحمہما اللہ تعالیٰ کی بھی یہی



حالت تھی۔

خائف نہ ہوئے! اسحاق بن علف رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ خائف وہ نہیں ہو سکتا کہ اپنی آنکھوں کو پوچھے کہ کیا وہ گناہ کا مرتکب ہو، بلکہ خائف وہ ہے جو اپنے رب کے خوف سے گناہ ترک کر دے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ خائف وہ نہیں ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے قرآن کے وقت وقت پیدا ہو کر خائف وہ ہے جو کھانا پینا سونا چھوڑ دے یہاں تک کہ اسے اپنا انجام معلوم ہو جائے۔

ابو سلیمان دارانی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ علی بن فضال رحمہ اللہ تعالیٰ مرتبہ دوم تک سورہ القارعہ نہ سن سکے، ایک دفعہ اتفاقاً آپ نے سن لی تو تین دن رات بائبل بے حواس پڑے رہے۔

عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ تعالیٰ اکثر یہ شعر چھا کرتے تھے:   
 اذا ما الليل اظلم كاسداو   
 فبصر عنهم و هدر ركوع   
 اطارد الخوف نومهم فقاموا   
 فاهل الامن في الدنيا هجوع   
 تو چہرہ۔ جب رات ہوتی ہے تو عابد لوگ اس کی سختی اٹھاتے ہیں اور جب وہ چلی جاتی ہے تو وہ رکوع کی حالت میں ہوتے ہیں۔ خوف الہی نے ان کی نیند کو اڑا دیا ہے لہذا وہ کھڑے ہیں اور بے خوف لوگ دنیا میں آرام کی نیند سوتے ہیں پس اسے دوستی اس کو یاد رکھ اور اپنے بندہ کی پیروی کر۔ اور جب تعریف اللہ کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔





## ۴۔ حقوق الہی میں کمی پر غم

سلطنت صحابہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق میں سے ایک یہ ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ کے حقوق میں کمی ہو جاتی تو وہ سخت غمگین ہوتے اور اگرچہ وہ تمام عالم سے عبادت میں بڑھ کر ہوتے پھر بھی اپنے آپ کو حقوق الہی سے کم کر کے نہ سمجھتے اس صفت میں بتدی اور منتهی کا کچھ فرق نہیں۔ بر خلاف آج کل کے بعض متصرفین کے جو کہتے ہیں کہ خوف بتدی کو ہوتا ہے لیکن عارف کو کسی قسم کا حزن و خوف نہیں۔ یہ ان کی سخت جہالت ہے کیونکہ تمام اکابر جنہوں نے مراتب حاصل کئے مرتے دم تک غم میں رہتے لیکن جن اکابر نے یہ کہا ہے کہ عارف کو غم نہیں ہوتا ان کا مطلب یہ ہے کہ امور دنیاوی کے فوت ہو جانے کا غم نہیں ہوتا۔ لیکن امور آخری کے فوت ہو جانے پر نہ کچھ نہ کرنا مذہم ہے کیونکہ حدیث شریف میں وارد ہے ان الله تعالى يحب كل قلب حزين (اللہ تعالیٰ ہر دل غمگین کو پسند کرتا ہے) یعنی وہ دل جو آخرت کا حصہ فوت ہو جائے پر غمگین ہو۔

نیک اعمال کا نتیجہ غم ہے | موسیٰ بن سعید رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ نیک اعمال کا نتیجہ غم ہے۔ مالک بن دینار رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں جس دل میں غم نہ ہو وہ خراب ہو جائے گا جیسا کہ وہ گھر جس میں کوئی ساکن نہ ہو خراب ہو جاتا ہے۔

حسن البصری رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے بخدا میں کے لئے دنیا میں

کا حزن کے سوا اور کچھ نہیں ہوتا۔ واؤ دظائی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے جس شخص پر ہر گھڑی نئے نئے مصائب یعنی گناہ ہوں وہ دنیا میں کیونکر غلبین نہ ہو۔ فضیل بن عیاض رحمہ اللہ تعالیٰ کا حبیب انتقال ہوا تو دیکھنے لے فرمایا آج زمین سے شدید غم اٹھ گیا۔ عبدالواحد بن زید رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے اگر تم حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ کو دیکھتے تو ان کی کثرت آہ و بکا کے باعث تم کہتے کہ اللہ نے انہیں تمام خلائی کا غم دے دیا ہے۔

کے دنیا میں مومن سے زیادہ کوئی غلبین نہیں | ربیع بن خثیم رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ دنیا میں مومن سے زیادہ اور کوئی غلبین نہیں کیونکہ معاش میں اہل دنیا کے ساتھ شریک ہوتے ہوئے اس پر آخرت کا اہتمام زیادہ ہے۔

حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ کی یہ حالت تھی کہ جو کوئی ان کو دیکھتا تو ان کے شدید محزون ہونے کی وجہ سے گمان کرتا کہ ان پر ابھی کوئی مصیبت نازل ہوئی ہے اور یہی حالت ان کے دوستوں کی تھی۔

ہرم بن جہان رحمہ اللہ تعالیٰ ہمیشہ مغموم رہتے تھے۔ جب ان کو اس بارے میں کہا جاتا تو فرماتے مجھ سے زیادہ اور کون اس کا مستحق ہے کیونکہ مجھے اپنا انجام معلوم نہیں۔

اے دوست تو بھی غم کو لازم کرنا کہ تجھے کوئی ایسا وقت نہ ملے جس میں دنیا میں خواہشات نفس میں مشغول ہو جائے ورنہ تو دھوکے میں ہوگا۔ پس اے دوست بیدار ہو جا، اور سب تعریف اللہ کے لئے ہے جو تمام جہازوں کا پروردگار ہے







کے کرنے کا حکم فرمایا ہے۔

فضیل بن عیاض رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ اپنے  
مومن بندے پر متواتر بلا پر بلا نازل کرتا ہے یہاں تک کہ وہ بغیر گناہ کے چلتا  
پھرتا ہے۔

ایک دفعہ فتح الموصلیؒ کی بیوی کا پاؤں اکھڑ گیا اور ناخن اتر گیا۔ اس پر  
وہ ہنسنے لگی۔ لوگوں نے کہا کیا تجھے تکلیف معلوم نہیں ہوتی؟ اس نے کہا کیوں  
نہیں مگر ثواب کے خیال نے مجھ کو درد کے احساس سے باز رکھا ہے۔

حسن بھری رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ اگر ابن آدم کے سر پر اغلاس  
مرض اور موت نہ ہوتی تو شدت کبر کے باعث وہ کبھی شریعہ ختم نہ کرتا، باوجود  
ان کے وہ پھر گناہوں کا مرتکب ہوتا ہے۔

احنف بن قیس رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنے چچا سے دانت کے درد کی  
شکایت کی تو انہوں نے کہا اسے احنف تو ایک ہی رات میں درد کی شکایت  
کرتا ہے واللہ مجھے یہ درد تقریباً تیس سال سے ہے مگر تیرے سوا اور  
کسی کو معلوم نہیں۔

ابو سلیمان دارانی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام  
ایک آدمی کے پاس سے گزرے جس کا پیٹ درندوں نے بھاڑ ڈالا تھا اور  
گوشت لُچ لیا تھا۔ موسیٰ علیہ السلام نے اس کو پہچان لیا اور اس کے پاس  
کھڑے ہو کر عرض کی اسے پروردگار یہ شخص تیرا مطیع تھا تو یہ ایسا کیوں ہے؟  
اللہ سبحانہ نے وحی فرمائی کہ اسے موسیٰ اس نے مجھ سے وہ درجہ طلب کیا تھا  
جس تک اپنے اعمال کی بدولت نہ پہنچ سکتا تھا پس میں نے اس کو وہاں تک  
پہنچانے کے لئے اس معیبت میں مبتلا کیا۔

مخوف کے پاس شکایت سے پرہیز کرنا چاہیے۔ [کتاب الاحیاء بمعنی اللہ عند فراتے  
تھے جو شخص مصیبت کی شکایت غیر اللہ کے پاس کرے تو اس کے بعد اس  
کو اپنی عبادت میں عداوت محسوس نہیں ہوتی جب تک اللہ تبارک و تعالیٰ اس  
کی توبہ قبول نہ کرے۔

وہیب بن منبہ رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے اللہ تبارک و تعالیٰ نے مخیر  
علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی کہ اگر تجھ پر کوئی بلا نازل ہو تو میری مخلوق کے  
پاس شکایت سے بچ اور میرے ساتھ ایسا معاملہ کر جیسا کہ میں تیرے ساتھ کرتا  
ہوں۔ پس جس طرح میں تیری شکایت فرشتوں کے سامنے نہیں کرتا جب تیرے  
بوجھ کے اغوائی میرے پاس آتے ہیں ایسے ہی تجھ کو مناسب ہے کہ جب تجھ پر  
کوئی مصیبت نازل ہو تو میری شکایت مخوف کے پاس نہ کر۔ نیز مجھے معلوم  
ہوا ہے کہ حبیب اللہ تعالیٰ نے ایوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کا تمام مالی برباد  
کر دیا تو وہ گھر کے اندر گئے اعدا اپنے کپڑے اکاڑ دیتے اور فرمایا کہ  
میں دنیا میں اسی حالت میں آیا تھا اور دیا ہی یہاں سے جاؤں گا۔ اللہ  
تبارک و تعالیٰ نے داؤد علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف وحی فرمائی اسے داؤد تو میری  
مصیبت پر صبر کر، تمہارے پاس اللہ کی طرف سے اراد پہنچے گی۔

عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ اگر دنیا ایسی آہستہ ہوتی  
جس میں تکلیف کی آمیزش نہ ہوتی تو یہی جنت تھی اور ہمیں یہاں سے ٹھکنے  
کی ضرورت نہ تھی۔

محمد بن حنفیہ فرماتے تھے کہ مصیبت کی شکایت سے پرہیز کر کیونکہ اس سے  
بہتر دشمن خوش ہوتا ہے اور دوست ٹھکین۔

پس اسے دوست ان باتوں کو خوب یاد رکھ اور صابر بن کر فائدہ حاصل کر، اور  
سب تعریف اللہ کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔



## ۵۔ قضائے الہی پر کثرت تسلیم

سلف صالحین رضی اللہ عنہم کے اخلاق میں سے ایک یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے احکام پر کثرت تسلیم کرتے اور اس کی قضا مثلاً بیٹے یا بھائی یا اعزہ و اقارب میں سے کسی کے مرحوم ہو جانے پر راضی رہتے اور اللہ عز و جل کے مقصود کو اپنی مرادوں پر مقدم رکھتے۔

ایک دفعہ واثق علیہ الصلوٰۃ والسلام کا لڑکا فوت ہو گیا تو آپ نے اس پر شدید غم کیا۔ لوگوں نے آپ سے دریافت کیا کہ آپ کے نزدیک اس کی کہاں تک قدر تھی؟ آپ نے فرمایا اگر میں زمین بھر سونا اللہ عز و جل کی راہ میں صدقہ کروں تو اس کے برابر ہوگا۔ پس اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف وحی فرمائی کہ تجھے اتنا ہی اجر ملے گا۔

بکر المزنی کا قول ہے کہ بکر المزنی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ والد کی موت بادشاہت کا حادثہ ہوتا ہے اور بھائی کی موت بازو کا ٹوٹ جانا ہے اور بیٹے کی موت دل میں ایسا رخنہ پڑتا ہے جو بند نہیں ہو سکتا۔

مورق البجلی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے ایسا کوئی شخص نہیں جس کے متعلق مجھے یہ علم ہو کہ اس کے مرنے پر مجھے اجر ملے گا ورنہ میں اس کے مرنے کو پسند کروں۔

موت کے بعد جزع و فزع بے فائدہ ہے ابن ابی کثیر رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ موت کے بعد جزع و فزع سے کچھ فائدہ نہیں کیونکہ مرنے والا واپس نہیں



آئے گا۔ عاتق الاصم رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ جب کسی مصیبت زدہ کو  
کپڑے پھاڑتے اور ہرزع و فزع کرتے دیکھو تو اس کی تعزیت نہ کرو کیونکہ وہ گنہگار  
ہے جو اس کی تعزیت کرے گا وہ اس کے گناہ میں شریک ہوگا بلکہ اس کو اس  
فعل سے روکنا واجب ہے۔

ابو سعید بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ جسے کوئی مصیبت پہنچے اور  
وہ اپنے کپڑے پھاڑے یا منہ پیٹے تو گویا اس نے اپنے رب عزوجل کے ساتھ  
جنگ کے لئے ہاتھ میں نیزہ اٹھالیا ہے۔

عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے جسے کوئی مصیبت پہنچے  
تو اسے پہلے دن وہی کام کرنا چاہیے جو وہ مصیبت کے پانچویں دن کرے گا  
یعنی ہنسنا، کھانا، پینا وغیرہ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں من سعادة العبد رضا بقضاء  
اللہ تعالیٰ یعنی بندے کی سعادت یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی قضا پر راضی ہو۔  
عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے تھے پہلی چیز جس کو اللہ تعالیٰ نے لوح محفوظ  
میں لکھا ہے وہ اِنِّ اِنَّا لِلّٰہِ لَا اِلٰہَ اِلَّا اِنَّا مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُیْ مِنْ لَدُنْ  
لَیْسَ سَلَمٌ بِقِضَائِیْ وَیَسَّرَ عَلَیَّ سَلَاتِیْ وَلَمْ یَشْکُرْ نِعْمَ اٰتِیْ فَلَیْتَنِّیْ  
وَمَا سَوَاتِیْ وَمِنْ اَسْتَسَلِمَ بِقِضَائِیْ وَمَا سَلَّمَ عَلَیَّ سَلَاتِیْ وَشَکَرَ نِعْمَ اٰتِیْ  
کَتَبَتْهُ صَدِیْقًا وَلِیْسَتْهُ مَعَ الصَّدِیْقِیْنِ (ترجمہ) میں اللہ ہوں  
میرے سوا اور کوئی معبود نہیں محمد میرے رسول ہیں جو شخص میری قضا تسلیم کرے اور  
میری مصیبت پر صابر نہ ہو اور میری نعمت کا شکر نہ کرے اُسے میرے سوا کوئی اور مددگار  
پنا لینا چاہیے سوا اور جو شخص میری قضا کو تسلیم کرے اور مصیبت پر صابر نہ ہو اور میری نعمت  
کا شکر نہ کرے اس کو میں نے صدیق بگڑھ پڑا ہے اور اس کو صدیقوں کے ساتھ بیعت کرنے سے

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ ایمان کی بلندی اللہ جل جلالہ کی فرمانبرداری ہے۔

وہب بن منبہ رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے جو شخص دوسرے کے مال پر غمناک ہو یعنی اپنے بھائی کے رزق پر حسد کرے وہ قضا سے الٹی سے ناخوش ہے اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے داؤد علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف وحی فرمائی اسے داؤد اگر تو نے میری قضا کو تسلیم کر لیا تو میں بھی تیری آرزوؤں کے لئے کافی ہوں گا اور اگر تو نے تسلیم اختیار نہ کی تو میں بھی تجھے حصول مراد میں تکلیف دہں گا پھر وہی ہو گا جو میں چاہوں گا۔

عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ تعالیٰ سے کسی نے پوچھا آپ کیا چاہتے ہیں ؟ انہوں نے فرمایا میں وہی چاہتا ہوں جو حق تعالیٰ چاہتا ہے اور یہ کہ میرا دل گناہوں کو جڑا جائے۔

میں بن مہران رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں جو شخص قضا پر راضی نہیں اس کی حماقت کا کوئی علاج نہیں۔

عبدالعزیز بن ابی رواد رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ عباد پہننے اور بہرہ اور جو کھانے میں کوئی خوبی نہیں ہے بلکہ خوبی یہ ہے کہ بندہ اپنے رب سے راضی رہے۔

مصیبت کی شکایت پر تنبیہ | عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام میں ایک نبی نے اپنے رب عز وجل کے پاس مصیبت کی شکایت کی۔ اللہ نے اس کی طرف وحی فرمائی کہ تو کب تک میری شکایت کرے گا میں شکایت اور مذمت کے قابل نہیں ہوں ، عالم الغیب میں میرے کام کی ابتلا ہی طرح تھی ، پس تو کیوں میرے سن قضا پر ناراض ہوتا ہے ، کیا تو چاہتا ہے کہ تیری

خاطر دنیا کو بدل دوں اور تیرے سبب لوح محفوظ میں رد و بدل کروں اور جو تو چاہے اسے تیرے لئے پورا کروں اور اپنی مرضی نہ برتوں اور جیسے تو چاہے وہ ہو جائے اور جو میں چاہوں وہ نہ ہو؟ پس مجھے اپنی عزت کی قسم ہے کہ اگر دوبارہ تیرے سینے میں یہ بات کھٹکے تو میں تیسری نبوت کا لباس اتار دوں گا اور تجھے روزِ آخر میں ڈال دوں گا اور تجھے کچھ پروا نہیں ہو میں کہتا ہوں) علم کا اتفاق ہے کہ معصوم سے سائب نہیں ہو سکتا اس سے معلوم ہوا کہ یہ مقولہ علی سبیل الفرص و انتقاص میرا ہے اور نہ یہ قائل رہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو جس بات سے ڈرائے وہ ہو کر رہے پس اس میں غور کرو۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

محمد بن شعیب رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ میں نے ایک ذبیحہ اپنی والدہ کے لئے خوبوزہ خریدا مگر انہیں پسند نہ آیا اور خفا ہو گئی، میں نے عرض کی اماں جان! آپ کس پر خفا ہوتی ہیں بیچنے والے پر یا خریدار پر یا اس کے فاتح پر؟ واللہ اس کا خالق تو احسن الخالقین ہے اور بائع و مشتری تجھے وہی دیتا ہے۔ جو ازل میں تیرے لئے لکھا ہے پھر میری والدہ نے استغفار اور توبہ کی۔

اللہ تعالیٰ کے ہر فعل پر شک یہ لازم ہے | عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے کہ اگر میری زبان کو آگ جلا دے تو یہ میرے نزدیک اس سے بہتر ہے کہ ایک

چیز جو واقع ہو گئی ہو اس کو کہوں کہ ایسا کیوں ہوا ہے؟ محمد بن واسع رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ کا ہر فعل ایسا ہے کہ انسان پر اس کا شکریہ لازم ہے کیونکہ وہ عظیم و حکیم ہے اور اس حیثیت سے کہ انسان نے اس فعل کو کیلئے اگر برا ہے تو اس کو اللہ عز و جل کی تعظیم کے خیال سے برا جانتا واجب ہے۔

ایک دفعہ محمد بن واسع رحمہ اللہ تعالیٰ کے پاؤں میں سخت پھنسی نکلی تو



اُن کے ایک دوست نے کہا بخدا مجھے یہ حال دیکھ کر تم پر رحم آتا ہے۔ محمد بن واسعؒ نے جواب دیا اسے دوست اگر تو مجھ سے محبت رکھتا ہے تو میرے ساتھ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کر کہ یہ ٹھنسی میری زبان، آنکھ یا شرنگاہ میں نہیں لگی۔

معاویہ رضی اللہ عنہ کے جب اگلے دانت گر پڑے تو انہوں نے فرمایا اللہ کا شکر ہے کہ میری سماعت اور بصارت نہیں گئی۔

حضرت یونس علیہ الصلوٰۃ والسلام سے مروی ہے کہ انہوں نے ایک دن جبریل علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کہا مجھ کو تمام لوگوں سے زیادہ عابد شخص جو کھاؤ۔ تو جبریل علیہ السلام نے ایک شخص دکھایا جس کے ہاتھ پاؤں جذام سے قطع ہو چکے تھے اور اس کی بصارت، سماعت اور بال بھی جا چکے تھے۔ یونس علیہ السلام اس کے قریب ہوئے تو اسے کہتے سنائے اللہ تو نے اپنی مرضی سے مجھے قوت دی تھی، پھر تو نے اپنی مرضی سے میری قوت بچھین لی۔ اب صرف نیکی کی امید میرے پاس رہ گئی ہے۔ مجھ پر تیرا یہ بھی احسان ہے۔

بشر بن حارث رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے میں اپنی سیاحت میں ایک مخدوم و مبروص کو ملا جو اندھا اور دیوانہ بھی تھا۔ وہ دھوپ میں پڑا تھا اور جو میں اس کا گوشت نوچ نوچ کر کھا رہی تھیں۔ میں نے زمین سے اُس کا سراٹھا کر گود میں رکھ لیا۔ جب اسے ہوش آیا تو کہنے لگا یہ یہودہ کون ہے جو میرے اور میرے پردہ و گار کے درمیان داخل ہوتا ہے؟ مجھے اللہ کی عزت و جلال کی قسم ہے اگر اللہ تعالیٰ میرا بند بندہ نہ کر دے تو بھی اُس کے ساتھ میری محبت زیادہ ہی ہوتی جائے گی۔

مروی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک اندھے مبروص جاننا۔ شخص کے پاس سے گزرے جس کے دونوں اطراف جذام و فالج سے مارے ہوئے

تھے اور اس کا گوشت جذام سے جھڑا ہوا تھا۔ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام اس کے قریب ہوئے تو اس کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ شکریہ اُس خدا کا جس نے مجھے اس بلا سے عافیت دی ہے جس میں بہت سے لوگوں کو مبتلا کیا ہے۔ عیسیٰ علیہ السلام نے کہا اے شخص وہ کون سی بلا ہے جس سے خدا نے تجھے بچا رکھا ہے؟ وہ کہنے لگا اے حضور اُس نے مجھ سے جہالت کو روک رکھا ہے اور مجھے اپنی معرفت کا شعلہ دیا ہے۔ عیسیٰ علیہ السلام نے کہا یہ شک تو نے سچ کہا، اپنا ہاتھ بڑھا۔ اس نے ہاتھ بڑھا یا آپ نے اُس کا ہاتھ پکڑا تو اسکی سیوا بالکل جاتی رہی اور وہ خوب صورت جوان بن گیا۔ پھر وہ عیسیٰ علیہ السلام کی رفعت تک آپ کے ساتھ رہ کر عبادت الہی میں مصروف رہا۔

مسیحین کا اخلاق | ابوسلیمان دارانی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ سے راضی ہونا اور مخلوقات پر رحم کرنا مسیحین کے اخلاق میں سے ہے۔

فیصل بن عیاض رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ سے مدد بھی ہونا نہ بد فی الدنیا سے افضل ہے کیونکہ اللہ عزوجل سے راضی رہنے والا اپنے مرتبہ سے بڑھ کر تمنا نہیں کرتا۔

دارانی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ اگر اللہ تعالیٰ نے مجھے دوزخ میں ڈال دیا تو میں اس سے راضی رہوں گا۔

سلیمان خواص رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے جس شخص سے یہ دعا مانگی کہ اے اللہ مجھ سے راضی ہو جا وہ اللہ سے راضی نہیں۔

ابو عبد اللہ الباجی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے دنیا کے بندے اپنے آقاؤں کو اپنے سے راضی کرنا چاہتے ہیں لیکن جو اللہ تعالیٰ کے بندے ہیں ان کے بارے میں اللہ ارادہ کرتا ہے کہ وہ اس سے راضی رہیں۔

سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ لوگوں کا راضی ہونا ایک  
غایت ہے جو کبھی حاصل نہیں ہوتی۔

یہی اسے دوست اس خُلق میں جسے ہم نے بیان کیا ہے غور کرو، اگر  
تو اپنے آپ کو صابر پائے تو شکر کرو ورنہ استغفار کرو اور تائب ہو، اور  
سب تعریف اللہ کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا  
پروردگار ہے۔





## ۵۱۔ شکرِ نعمت

سلف صالحین رضی اللہ عنہم کے اخلاق میں سے ایک یہ ہے کہ وہ اپنے نفوس میں یہ بات شاہدہ کرتے تھے کہ انہوں نے اللہ کا ورہ بھر بھی شکر ادا نہیں کیا کیونکہ وہ سمجھتے تھے کہ جس قدر شکر ہم ادا کرتے ہیں یہ بھی اس کی نعمتوں میں سے ہے پس اللہ تعالیٰ کی نعمتیں کبھی ختم نہیں ہوتیں اور نہ کسی سے ان کے مقابلہ میں شکر کرنا ممکن ہے۔

بکر بن عبد اللہ المزنی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ جو شخص الحمد للہ کہتا ہے اس پر اس کا بھی شکر واجب ہو جاتا ہے۔ وہیب بن منبہ رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے جب وہ چیز جس کے مقابلے میں تو شکر الہی کرتا ہے تبھی پر اللہ کا انعام ہے تو فی الحقیقت اللہ کا شکر پورا نہیں ہوا۔ شکر تو یہ ہے کہ تو اس کی بے شمار نعمتوں کا اقرار کرے اور اعتراف کرے کہ تو ان پر اللہ عز و جل کا شکر ادا نہیں کر سکتا۔

انعامات کیا ہیں؟ | سہیل بن عبد اللہ تستری رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ تیرا شکر کرنا یہ ہے کہ تو اللہ تعالیٰ کے انعامات پر نافرمانی نہ کرے چونکہ تیرے تمام اعضاء بھی اللہ تعالیٰ کے انعامات میں سے ہیں لہذا ان میں سے کسی کے ذریعہ اس کی نافرمانی نہ کر۔

جہاد اور کھول دینا اللہ تعالیٰ آیت تَسْتَغْنِي يَوْمَكَ مِنَ الْعَنِيمِ رچھراں دن تم سے نعمتوں کی بابت پوچھا جائے گا کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ نعمتوں

سے مراد ٹھنڈا پانی، گھروں میں سایہ، سیر شکی، اعتدالِ خلق اور نیند کی لذت ہیں۔  
 حسنِ بصیری رحمہ اللہ تعالیٰ سے کسی نے فائدہ کے بارے میں پوچھا کہ  
 کیا وہ تمام نعمتوں سے بڑھ کر ہے؟ آپ نے فرمایا اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی طرف  
 سے ٹھنڈا میٹھا پانی ہمارے لئے اس سے بڑھ کر نعمت ہے۔

سکا وسیب بن منہ رحمہ اللہ تعالیٰ ایک روز ایک گونگے پہرے مصیبت زدہ  
 شخص کے پاس سے گزرے تو ایک شخص نے آپ سے پوچھا کیا اس شخص پر  
 کوئی انعام باقی ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں کھانے اور پینے کا آسانی سے گلے  
 میں اتر جانا اور آسانی سے خارج ہونا ان ظاہری نعمتوں سے بہتر ہے جو گم  
 ہو گئی ہیں۔

شعبی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ اگر لوگ چھوٹی مصیبت کا مقابلہ اس  
 سے بڑی مصیبت سے کریں تو بعض مضائب کو بھی عافیت سمجھیں۔

عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے سامنے جب کھانا رکھتے تو فرماتے  
 شکر ہے اس خدا کا جس نے مجھے بھوک دی، بہت سے لوگ کھانے پر تدار  
 ہوتے ہیں لیکن کھا نہیں سکتے یعنی بیماری یا درد کی شدت کے باعث۔

سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالیٰ کے پاس سے جب کوئی کو توالی کا آدمی گزرتا  
 تو آپ سجدہ میں گر پڑتے اور فرماتے اللہ کا شکر ہے کہ اس نے مجھے پولیس  
 کا سپاہی یا جنگی وصال کرنے والا نہیں بنایا۔ پھر اپنے دوستوں کو فرماتے تمہارے  
 پاس سے جب کوئی مبتلا شخص گزرتا ہے جسے اپنی مصیبت پر اجر ملے گا تو  
 تم اللہ تعالیٰ سے عافیت کی درخواست کرتے ہو لیکن جب یہ ظالم جو اپنی مصیبت  
 پر گناہگار ہوتے ہیں تم پر گزرتے ہیں تو کیا وجہ ہے کہ تم لوگ اللہ تعالیٰ سے  
 عافیت نہیں مانگتے ہو؟

عافیت مخفی بادشاہت ہے | زید بن اسلم رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے نورات میں  
 رکھا ہے کہ عافیت مخفی بادشاہت ہے۔ عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ  
 عنہما فرماتے تھے کہ جس کے پاس بیوی، گھر، سواری اور خادم ہو وہ بادشاہ ہے  
 جعفر بن سلیمان رحمہ اللہ تعالیٰ آیت اُتْبِعْ عَالِیْکُمْ فِیْ حُدُودِکُمْ  
 کما طئْتُمْ (اللہ نے تم پر اپنی ظاہری اور باطنی نعمتوں کو پورا کیا ہے) کی تفسیر میں فرماتے  
 ہیں کہ ظاہری انعام، صلوات اور تمہارا رزق ہے اور باطنی انعام  
 لوگوں سے ترے محبوب و ذنوب کو مخفی رکھا ہے اس کو ابن عباس رضی اللہ  
 عنہ نے بیان کیا ہے۔

عون بن عبد اللہ رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ سب بندوں  
 کو اپنے حسن کرم کے مطابق انعام دیتا ہے اور ان سے ان کی حالت کے مطابق  
 شکر چاہتا ہے۔ حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ آیت اِنَّ الْاِنْسَانَ لِرَبِّهِۦ لَکَافٍ  
 دے شکر انسان اپنے رب کا شکر گزار نہیں کی تفسیر میں فرماتے ہیں یعنی انسان  
 مصائب کو گنتا ہے اور انعامات کو فراموش کرتا ہے۔ عون بن عبد اللہ رحمہ اللہ  
 تعالیٰ نے آیت یَعْرِفُوْنَ نِعْمَتَ اللّٰهِ کَیْۤفَ یُکْفِرُوْکُمْ اَللّٰهُمَّ اَلْعَمٰم کو  
 پہچانتے ہیں پھر اس کا انکار کرتے ہیں، کی تفسیر میں فرمایا ہے یعنی ہم دیکھتے ہیں کہ  
 انعامات اللہ عزوجل کی طرف سے آتے ہیں پھر اللہ تعالیٰ سے نازل ہو کر ان  
 کو غیروں کی طرف منسوب کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اگر فلاں نہ ہوتا تو یہ میرا ہوتا  
 حقیقی شاکر کون ہے؟ | بشر عافی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جس شخص نے اللہ  
 اللہ تعالیٰ کا شکر دیگر اعضا کے سوا صرف زبان سے ادا کیا اس کا شکر کم ہے  
 کیونکہ آنکھ کا شکر یہ ہے کہ اگر اس سے بھی چیز دیکھے تو اس کو یاد رکھے یا بُری  
 چیز دیکھے تو اس کی پردہ پوشی کرے، کان کا شکر یہ ہے کہ اگر نیک آواز سنے تو



یاد رکھو یا بڑی آواز سے کہتے تو بھول جاتے۔ ہاتھوں کا شکر یہ ہے کہ ان سے جو  
 دے یا لے وہ سچی ہو۔ پیٹ کا شکر یہ ہے کہ اس کو علم اور حلم سے بچ کر سہ  
 فرج کا شکر یہ ہے کہ اسے مباح جگہ پر استعمال کرے اور باؤں کا شکر یہ ہے  
 کہ ان سے نیک کام ہی کی طرف چل کر جائے۔ پس جس نے اس طرح کیا وہ  
 حقیقی شاکر ہے۔

پس اسے دوست اپنے نفس کی تفتیش کر اور دیکھو کیا تو بھی ان لوگوں کی  
 طرح شکر کرتا ہے یا اس میں قصور رہا ہے؟ پھر استغفار کر اور سب  
 تعریف اللہ کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔



## ۵۲۔ تقویٰ میں کمال تحقیق

سلف صالحین رضی اللہ عنہم کے اخلاق میں سے ایک یہ ہے کہ وہ اپنے تقویٰ میں پوری چھان بین کرتے اور کسی کو متقی ہونے کا دعویٰ نہ ہوتا کیونکہ حق تبارک و تعالیٰ نے بندہ کے ذرہ ذرہ اعمال شمار کر رکھے ہیں۔ اس زمانے میں یہ خلق بالکل معدوم ہے بلکہ اکثر لوگ متقی ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں اور اپنے آپ میں غور نہیں کرتے۔ مثلاً وہ صبح و شام ذکر کرنے، یا پر قناعت کرتے ہیں اور اپنے قول، فعل، کھانے پینے اور لباس میں مطلق غور نہیں کرتے بلکہ یہ لوگ بیابان سے گرنے کی طرح حرام پر ٹوٹ پڑتے ہیں۔ دیکھنے میں تو ان کا عمامہ اور شملہ مشائخ جیسا ہوتا ہے مگر ان کے اقوال و افعال فاسقوں اور منافقوں جیسے ہیں۔

مقامِ تقویٰ کب حاصل ہوتا ہے؟ | عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے تم میں سے کوئی بھی تقویٰ کے مقام پر نہیں پہنچ سکتا جب تک کہ اس کا قول و فعل ایسا ہو جس سے دنیا و آخرت میں نفعیت نہ ہو۔ ایک دفعہ ایک شخص نے آپ سے عرض کی کہ انسان تقویٰ کی بندی پر کب پہنچ سکتا ہے؟ فرمایا کہ جب وہ اپنے تمام دلی خیالات کو ثبات میں رکھو کہ بازار میں چکر لگائے اور ان سے شرمندہ نہ ہو۔

دعبل بن منبہ رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ ایمان ننگا ہے اور اس کا لباس تقویٰ ہے۔

امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ جو عمل تقویٰ کے ساتھ ہو وہ کم نہیں ہوتا کیونکہ وہی مقبول ہے۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللَّهُ مِنَ الْمُتَّقِينَ واللہ تعالیٰ پر ہر گاہ کہ ہی کا عمل قبول کرتا ہے

متقی کی علامت، عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے تقویٰ یہ نہیں کہ دن بھر روزہ رکھے اور سات کو قیام کرے اور اس کے ساتھ نیک و با اعمال کو خطا ملے کرے، بلکہ تقویٰ یہ ہے کہ محرمات الہی کو چھوڑ دے اور فرائض ادا کرے، پھر جو اس سے بڑھ کر کرے وہ تو خیر الی خیر ہے۔ آپ اکثر فرمایا کرتے تھے متقی کی علامت یہ ہے کہ وہ کلام کرنے سے لگام دیا گیا ہو جیسے احرام کی حالت میں نجس ہوتا ہے اور متقی کو تمام شریعت کا غلام ہونا بھی ضروری ہے ورنہ وہ اپنی جہالت کے باعث تقویٰ کی حدود سے باہر نکل جائے گا اور اسے خیر تک نہ ہوگی۔

ابودرداء رضی اللہ عنہ فرماتے تھے تقویٰ کا کمال یہ ہے کہ بندہ راہی برابر عمل میں بھی اپنے رب سے ڈرے۔

تقویٰ ایک خاردار راستہ ہے | ابوسہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کسی نے تقویٰ کا سوال کیا؟ آپ نے فرمایا یہ ایک خاردار راستہ ہے اور اس میں چلنے والے کو شدید صبر کی ضرورت ہے۔

سفیان ثوری رضی اللہ عنہ فرماتے تھے ہم نے ایسے آدمی دیکھے ہیں کہ جنہیں اگر کوئی کہتا اللہ سے ڈرو تو وہ اس سے محبت کرتے برخلاف آج کل کے لوگوں کے کہ ایسی باتوں سے آزرده خاطر ہوتے ہیں۔ ایک دفعہ ایک شخص نے عمر بن عبد العزیز سے کہا کہ اے عمر اللہ تعالیٰ سے ڈرتو آپ اللہ تعالیٰ کی ہیبت سے غش کھا کر گر پڑے۔



فضیل بن عیاض رحمہ اللہ تعالیٰ سے ایک آدمی نے عرض کی کہ آپ  
میرے لئے کون سا شہر پسند کرتے ہیں کہ میں اس میں قیام کروں۔ آپ نے فرمایا  
کسی شہر میں اور تجھ میں کوئی رشتہ داری نہیں لیکن تیرے لئے وہ شہر اچھا ہے  
جہاں تجھے تقویٰ کی ترغیب ہو۔

صفیان ثوری رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ اگر ہم میں سے کوئی متقی ہو  
تو اس کی زندگی کبھی خوشگوار نہ ہو اور نہ اسے نیند آئے۔

پس اسے دوست اپنے نفس کی تفتیش ہو: کیا توسل کی طرح تقویٰ کرتا ہے  
یا اس میں کوتاہی کرتا ہے؟ اور اپنے رب سے استغفار کرتا اور سب تعریف  
اللہ کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔



## ۵۳۔ حقیقی ورع

سلف صالحین رضی اللہ عنہم کے اخلاق میں سے ایک یہ ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائیوں کے عیوب بالکل پوشیدہ رکھتے اور ورع کے بارے میں اپنے افسوس کی خوب چھان بین کرتے، پس وہ کسی کا عیب ظاہر کرنا پسند نہ کرتے اور اپنے اقوال و افعال اور کھانے پینے کا محاسبہ کرتے رہتے اور اپنے تمام اعضاء کے متعلق محرمات میں واقع ہونے کی جستجو کرتے، خصوصاً زبان، شکم، فرج اور آنکھ کے بارے میں اور ہم نے اپنی کتاب المنہج المبین میں اس غلطی کی خوب وضاحت کی ہے۔

حدیث شریف میں آیا ہے کہ جس چیز سے اللہ تعالیٰ نے منع کیا ہے اس سے رکنے والا تمام لوگوں سے زیادہ پرہیزگار ہوگا۔ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے اگر غم روزے رکھو یہاں تک کہ سوکھ کر تار بن جاؤ اور اتنی نمازیں پڑھو کہ سوکھ کر تنکا ہو جاؤ تو نہیں اس سے کچھ فائدہ نہ ہوگا جب تک کہ تمہارے پاس خاص ورع نہ ہوگا۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے تھے قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے جلسے اہل ورع و زہد ہوں گے۔

ورع کبیر نقہ بے فائدہ ہے۔ فضیل بن عیاض رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ وہ نقہ کام کی نہیں جس میں ورع نہ ہو جیسے وہ نماز کچھ نہیں جس میں خشوع نہ ہو اور وہ مال کچھ نہیں جس میں سخاوت نہ ہو۔

یونس بن عیینہ رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ حقیقی ورع شہادت سے

نکلنے اور ہر قدم پر اپنے نفس کا خاصہ کرتے کا نام ہے۔ جو شخص یہ نہیں کرتا وہ متورع نہیں۔ ابو عبد اللہ انطاکی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے گناہ صغیرہ کو حقیر نہ جانو کیونکہ گناہ کو حقیر جانتا ترک ورع کی پیشی ہے۔

ابن سماک رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ میں نے علم کو بغیر عمل کے طلب کیا اس کا پیشوا ابلیس ہے اور جو ریاست کا طالب ہو اس کا رہبر فرعون ہے اور میں نے ورع تلاش کیا اس کے امام تیار قاسم علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں۔ صماک رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے ہم نے ایسے لوگ دیکھے ہیں جو ورع سیکھا کرتے تھے اور اس کے سیکھنے میں تین تین پتہ یا اس سے بھی زیادہ عرصہ تک سفر اختیار کرتے تھے لیکن آج کل کوئی اس کو طلب نہیں کرتا۔ اگر یہ بتلایا بھی جائے تو بھی اس پر عمل نہیں کرتے الا باللہ۔

محمد بن سیرین رحمہ اللہ تعالیٰ جب کسی چیز کو مشتبہ دیکھتے تو اسے بالکل ترک کر دیتے اگرچہ سارا بیت المال ہی ہو۔ امیر المؤمنین حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے کہ ہم حلال کے نہ جھٹے چھوڑتے۔ ختمے اس ڈر سے کہ کہیں حرام میں گرفتار نہ ہو جائیں۔

اسلاف کی عادت تھی کہ اگر کسی جگہ ان کا دینار گر پڑے اور اس کی تلاش میں وہاں جایں اور دینار کو پڑا دیکھیں تو اسے نہ اٹھاتے اور خیال کرتے کہ ممکن ہے کسی اور کا گرا ہوا دینار کسی نے اٹھا لیا ہو۔

محمد بن سیرین رحمہ اللہ تعالیٰ سے پوچھا گیا کہ غنیمت میں کس قدر تقسیم کرتے وقت ناک کو بند کرنے والا کیسا ہے اور کیا اس میں کوئی ڈر ہے؟ آپ نے فرمایا میں اس کے متعلق کچھ نہیں کہتا۔ یہی سوال قاسم بن محمد سے ہوا آپ نے فرمایا وہ شخص ظاہری طور پر ورع کرنے والے کے مانند ہے میں اس کو ادب



کے باعث ورع نہیں کہتا۔

عمر بن عبد العزیز کا ورع | رباع القیس رحمہ اللہ تعالیٰ سے کہا گیا کہ عمر بن عبد العزیز کے ورع کے متعلق جو کچھ آپ نے دیکھا ہے سنائیں۔ آپ نے فرمایا عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ تعالیٰ نے ایک شام ہمیں کھانے پر بلایا۔ ہم کھا رہے تھے تو فرمانے لگے کھڑ جاؤ اس چراغ کا تیل عوام کا تیل ہے جس میں ان کے حساب و کتاب کے کاغذات دیکھتا ہوں۔

طلحہ بن مصرف رحمہ اللہ تعالیٰ جب کوئی دیوار یا طحی کھڑی کرتے تو اس کو اپنی طرف جھکا دیتے تاکہ اس کی مٹی جس سے اس کی بنا کی گئی ہے راستہ میں نہ گرے۔

یونس بن عبید رحمہ اللہ تعالیٰ کسی تعجب انگیز چیز کو دیکھ کر اللہ تعالیٰ کے جلال کے خیال سے سبحان اللہ کہنے سے نہ سکتے۔

عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ تعالیٰ کا پیٹا اگر مال غنیمت سے ایک سیب منہ میں ڈال لیتا تو وہ سنہتی سے نکال دیتے اور فرماتے ہیں اس کو خوفِ الہی کے باعث نکالتا ہوں گویا کہ میں اس کو اپنے دل سے نکالتا ہوں۔

امام ابو حنیفہ کا ورع | امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے بارے میں ہمیں معلوم ہوا ہے کہ آپ اپنے ایک مقروض سے مطالبہ کے لئے گئے۔ اس آدمی کے گھر کے دروازے پر ایک درخت تھا۔ امام نے دھوپ میں کھڑے ہو کر مطالبہ کیا۔ کسی نے کہا کہ آپ درخت کے سایہ میں کیوں نہیں کھڑے ہوتے؟ آپ نے فرمایا نہیں میرا اس کے مالک پر قرض ہے اور جو فائدہ بھی قرض سے حاصل کیا جائے وہ سود ہے جیسا کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس بارے میں منقول ہے۔

منیر بن شعبہ رحمہ اللہ تعالیٰ جب پھیرنے والوں سے کوئی چیز خریدتے تو

چلتے والوں کی دقت کے خیال سے راستہ سے ایک طرف کھڑے ہو جاتے  
اور اس سے سودا خریدتے۔

بکار بن قتیبہ کا ورع | قاضی بکار بن قتیبہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنی والدہ سے  
پیار مانگی تاکہ اوڑھ کر روٹی پکوالائیں۔ راستہ میں ایک دوست نے آپ سے  
کلام کیا لیکن آپ جواب کے لئے کھڑے نہ ہوئے۔ اس نے پوچھا آپ کلام کیوں  
نہیں کرتے؟ آپ نے کہا اسے دوست میں نے اس پیار کو روٹی پکوانے کے  
لئے متعارف کیا ہے نہ اس لئے کہ اسے لے کر بازار میں کسی کے ساتھ کھڑا ہوں گا  
اور اگر مجھے معلوم ہوتا کہ تو میرے ساتھ باتیں کرے گا تو میں اس کی اجازت لے لیتا۔  
بکر بن عبد اللہ المزنی رحمہ اللہ تعالیٰ اپنے چھت کا پرنا کسی پر گرنے کے  
خیال سے راستے کو چھوڑ کر اپنے گھر کے اندر کھتے۔ آپ کے پاس ایک بٹی مر گئی تو  
آپ نے اسے گھر میں گرٹھا کھو دو کر دفن کر دیا اور باہر ڈھیر پر نہ پھینکا کہ لوگوں کو  
اس کی بدبو سے تکلیف نہ ہو۔

فضیل بن عیاض رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ تم مکہ کی طرف مشتبہ مال سے  
کہ سفر نہ کرو کیونکہ حرام یا مشتبہ مال کا ایک دانگ بھی رد کرنا اللہ تعالیٰ کے نزدیک  
پانچ سو حج سے جو مشتبہ مال سے ہو بہتر ہے۔

یزید بن دریج رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنے باپ کے مرنے کے بعد اس کا بہت  
نمال متروکہ نہ لیا اور فرمانے لگے مجھے اس کے پیشہ کی حلت میں شک ہے کیونکہ  
وہ امراء کے پاس اشیاء بیچا کرتا تھا۔

عبد اللہ بن مبارک رحمہ اللہ تعالیٰ اپنے غلام کی کماٹی سے نہ کھاتے جبکہ  
اس نے کوئی چیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھ کر فروخت کی ہو اور  
فرماتے کہ تو نے درود شریف پڑھ کر اس چیز کی تعریف کی ہے اسی لئے لوگوں نے

اس سے خریدنا پس تجھے مناسب ہے کہ ایسا نہ کیا کرے یا خریدار کو ایسی باتیں کہنے  
سے پہنچ کرے کہ یہ چیز ازال یا خوب صورت ہے بلکہ تم خاموش رہ کر فروخت  
کیا کرو۔

فصیل بن عیاض رحمہ اللہ تعالیٰ ایک دفعہ بازار میں اپنے عیال کے لئے  
روٹی لینے گئے تو دیکھا کہ نان بانی روٹی بیچنے کے وقت تسبیح و تہلیل اور نبی  
صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھتا ہے پس فصیل نے اس سے کچھ نہ خریدا اور آپ  
مع بال بچوں کے سب بھر کے سوئے یہاں تک کہ دوسرے دن ایک ایسے شخص کو  
دیکھا جو خاموشی سے روٹی بیچ رہا تھا پس اس سے خرید کر لائے کسی شخص آپ  
سے کہا کہ اسے ابا علی، یہ کام سہل ہے۔ آپ نے جواب دیا میں ٹہتا ہوں کہ یہ تہا  
سہل انگاری مجھے جہنم میں نہ ڈال دے۔

یونس بن عبید رحمہ اللہ تعالیٰ چادریں اور اوڑھنیاں فروخت کیا کرتے تھے  
لیکن جب آسمان ابر آلود ہوتا تو ان کو فروخت نہ کرتے اور نہ بازار سے کہ جاتے  
تھے کہ ان سے اس کا باعث دریافت کیا۔ آپ نے فرمایا ابر کے دن خریدار کو اکثر  
میں بے شے صاف نظر آتی ہے۔

اصحیٰ رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ فقہاء میں سے جس نے مشتبہ امور کی حقیقت  
طلب کی اس کا علم جہنم کا توشہ ہے۔

ابو علی بخورانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ایک گرتہ خریدا اور پہنا۔ ایک  
آدمی نے کہا میں نے اس گرتہ کو خریدا تھا تو اس میں ایک درہم مشتبہ تھا۔ کہتے  
ہیں کہ آپ پانی میں داخل ہو گئے اور گرتہ اتار کر تنگے ہو گئے اور فرما سنے گئے  
مجھے ایک گرتہ کون صدقہ دیتا ہے کہ میں پانی سے لنگوں پس لوگوں نے آپ پر  
سپر ڈال دیا۔



پس اسے درست اس خلق کو بغور دیکھو اور اپنے نفس کی چھان بین کرو  
 اور دروغ میں اپنے سلف کی پیروی کرو، اوناگو تو ایسے عمل نہیں کرتا تو صد حیرت کہ  
 نہ غیب کہ کچھ اور جیسے کیونکہ جس کے ذریعہ نہیں وہ متوہین کے نزدیک  
 غائب ہے ادا اس کا ان کے تمام میں کوئی حیرت نہیں، اور سبب تعریف  
 اللہ کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔



## ۴۵۔ کمال عقل

سلف صالحین رحمہ اللہ عنہم کے اخلاق میں سے ایک یہ ہے کہ وہ آپس میں محبت کرتے اور اطمینان و وقار سے رہتے اور کم گفتگو کرتے اور یہ ان کے کمال عقل اور اپنے ہمعصروں کے پورے تجربے کے باعث تھا۔ امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کا مقلوبہ ہے کہ انسان کے جسم کی بلندی بائیس سال تک ہوتی ہے اور اس کی عقل کی بلندی اٹھائیس سال تک، اس کے بعد آخر عمر تک تجربہ ہوتا ہے اس سے معلوم ہوا کہ کم عقل شخص اللہ تعالیٰ کی طرف مایوس نہیں ہو سکتا کیونکہ جس چیز کو وہ لگا جتنا ہے وہ اس سے زیادہ ہے جس کو وہ سنوارتا ہے۔

حدیث شریف میں آیا ہے کہ المرء حیوان دینہ و مردوتہ عقلی و حسن خلقہ یعنی انسان کی عزت دین سے ہے اور اس کی مردت عقل اور حسن خلق سے ہے۔

مردوں کی اقسام | قتادہ رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ مرد تین قسم کے ہیں۔ کامل مرد، نصف مرد اور لاشے محض۔ کامل مرد وہ ہے جس کے پاس عقل ہو اور اس سے فائدہ حاصل کرے۔ نصف مرد وہ ہے جو عقلمندوں سے مشورہ لے اور کام کرے اور لاشے محض وہ ہے جو نہ خود عقلمند اور نہ اہل رائے ہو اور نہ کسی سے مشورہ لے۔ سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے عمدہ چار پایہ بھی چابک سے مستغنی نہیں، اور نہایت عقلمند عورت بھی خاوند سے مستغنی نہیں، اور نہایت دانا شخص بھی عقلمندوں سے مشورہ لینے سے مستغنی نہیں، علی ہذا القیاس۔

ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے تھے وہ شخص جو بولنے سے پہلے سوچ لیا کرے سب لوگوں سے زیادہ عقلمند ہے۔

مطرف بن عبداللہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کرتے تھے کہ لوگوں کی عقلیں ان کے زمانے کے مطابق ہوتی ہیں۔

عقل کا مسکن دل میں ہے | امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا گیا کہ عقل کا مسکن کہاں ہے؟ آپ نے فرمایا دل میں، پھر پوچھا گیا کہ رحم کا مسکن کہاں ہے؟ آپ نے فرمایا جگر میں، پھر پوچھا گیا کہ رافت کا مسکن کہاں ہے؟ آپ نے فرمایا تلی میں، پھر نفس کے مسکن کے بارے میں سوال ہوا تو آپ نے فرمایا پھیپڑوں میں۔ وہب بن منبہ رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ جو شخص عقل کا مدعی ہو اور آخرت کی تیاری نہ کرے وہ کاذب ہے۔

محمد بن زیاد رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ انسان کی عقل اس وقت تک قفل نہیں ہوتی جب تک کہ وہ اپنے دوست سے نہ ڈرے۔ ہشام دستغالی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ جو شخص کسی لایعقل قوم کو دیکھنا چاہے وہ نہیں دیکھ لے۔

زیادہ رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ جو شخص کسی کام میں چرنے کے بعد اس کا اہتمام کرے وہ عاقل نہیں ہے، بلکہ عاقل وہی ہے جو کسی کام میں چرنے سے پہلے ہی اس کا اہتمام کرے کیونکہ نچتر راستے عام راستے سے زیادہ اچھی ہوتی ہے۔ پس اسے دوست اس میں غور کر اور اسلاف پاک کا اتباع کر، اس طرح نواہم پاسے گا، اور سب تعریف اللہ کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔





## ۵۵۔ حکمت

سلف صالحین رضی اللہ عنہم کے اخلاق میں سے ایک یہ ہے کہ وہ اکثر خاموش رہتے اور مخاطب کی آسانی کے لئے نہایت حکمت سے گفتگو کرتے، اور ایسا کرنے میں وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول کی مطابقت کرتے کہ اعطیت جو امہ الکلمہ واختصر فی الکلام اختصاراً یعنی میں جو امہ الکلمہ عطا کیا گیا ہوں اول میرے لئے کلام مختصر کیا گیا ہے۔

حکمت کے خصائل | ابو الحسن ہروری رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ حکمت یعنی دانائی چار خصلتوں سے ترقی کرتی ہے۔ گناہ پر نادم ہونا، موت کے لئے تیاری کرنا، کم خوراک کھانا اور دنیا سے بے رغبت لوگوں کی صحبت اختیار کرنا۔

سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے محمد بن یوسف عبادت میں مشغول رہے تو ان کو حکمت مل گئی، اور ہم کتابی علم میں مشغول رہے تو جھگڑوں میں پڑ گئے یعنی لاس جھگڑے میں۔

یحییٰ بن معاذ رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں حکمت آسمان سے اترتی ہے لیکن جس دل میں یہ چار خصائل ہوں اُس میں گھر نہیں کرتی، دنیا کی طرف میلان، کل کا غم کھانا، بھائی کا حسد کوتاہی اور لوگوں سے بڑائی کو پسند کرنا۔ پس جس شخص میں ان میں سے کوئی خصلت ہو اُس کے دل میں حکمت داخل نہیں ہوتی۔

حکمت مومن کی گم شدہ چیز ہے | منجملہ ان حکمت کی باتوں کے جو سلف رضی اللہ عنہم سے منقول ہیں حاتم اصم رحمہ اللہ تعالیٰ کا ایک یہ مقولہ ہے لا تظن انی من قال

والفطر الى ما قبل ركبته ولے کو نہ دیکھو بلکہ جو کچھ وہ کہے اس کو دیکھو اور  
 من هذا الحكمة حيث وجدناها فانها ضالة المؤمن فاذا وجدتها  
 فليدها ثرا بسخ ضالة اخرى رجااں کسی سے دانائی پاؤے لے لے کیونکہ  
 وہ مومن کی کم شدہ چیز ہے جب اسے پالو تو اسے قید کر لو پھر اور کم شدہ کی تلاش کرو  
 منجملہ ان کے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا یہ مقولہ ہے کہ جو شخص اپنے قدر  
 سے کم پر خوش ہو گیا اللہ تعالیٰ اسے اس کو مفقود سے زیادہ رتبہ دیا نیز فرماتے  
 تھے کہ تم حکمت پر درجہ حاصل کرو کیونکہ یہ مسکینوں کو بادشاہوں کی مجالس میں بٹھاتی ہے  
 منجملہ ان کے اکثم بن عیسیٰ رحمہ اللہ تعالیٰ کا مقولہ ہے کہ لوگوں سے بے سرح  
 رہنا عبادت پیدا کرتا ہے اور ان کو خوشی سے ملتا ہے بر سے ہمیشہ پیدا کرتا ہے لہذا  
 تم ان دونوں حالتوں کے درمیان رہو۔ اور منجملہ ان کے امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ  
 کا مقولہ ہے کہ عاصدا و یکینہ در دنیا میں سب سے کم آرام میں رہتا ہے۔

ایک آدمی نے صاحب حنف بن قیس رحمہ اللہ تعالیٰ سے کہا اے احنف تو کتنا  
 ہے پھر تجھے قوم نے اپنا سردار کیوں بنالیا؟ انہوں نے کہا اس لئے کہ میں لایعنی  
 باتوں کو چھوڑ کر انہی امور میں مشغول ہوتا تھا جو سزا سزا فیہ میں جیسے کہ تو ان امور  
 میں مشغول ہوا جو کچھ کان نہ نہیں۔ اگر دریافت کیا جائے کہ وہ ضابطہ کیا ہے جس  
 لایعنی باتیں معلوم ہوں تو جواب یہ ہے کہ جن باتوں کی طرف دینی اور دنیاوی حاجت  
 نہ ہو وہ لایعنی ہیں۔ واللہ اعلم۔

یہی بن معاذ کہہ اقول | یہی بن معاذ رحمہ اللہ تعالیٰ سے کسی نے کہا کہ انسان سے  
 علم و حکم اور عکبت کب جانتے رہتے ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ جب وہ ان تینوں کے  
 فریضے دنیا طلب کرے نیز آپ فرماتے تھے کہ جب دنیا دار تیری تعریف یا مذمت  
 کریں تو اس کو خرافات میں شمار کر کیونکہ ان کی عقلیں سنج ہو چکی ہیں، اور جان سنے کہ

آدمی کا زہد کی طرف متوجہ ہو کر کوئی پیشہ اختیار کرنا اس زہد سے اچھا ہے جس میں اس کی توجہ پیشہ کی طرف رہے۔ نیز فرماتے تھے کہ مریدوں کا خلوت نشین ہونا شیاطین کے لئے باعث غم ہے اور یارکاروں کے لئے لوگوں کا دیکھنا باعث نشاط ہے۔ نیز فرماتے تھے کہ جس شخص نے تیرے گناہ پوشیدہ رکھے اور تیری ذلت نہیں کی وہ تیرے لئے تمام مخلوق سے اچھا ہے کیونکہ تو اپنے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان ہزاروں گناہ کرتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ ان پر پردہ ڈالتا ہے اور اگر لوگوں کو ان میں سے تیرا ایک عیب بھی معلوم ہو جائے تو تجھے دنیا میں ذلیل کریں۔

منجملہ ان کے ابو محمد الرضا ماری رحمہ اللہ تعالیٰ کا یہ مقولہ ہے کہ اگر تو مال کو جمع کرے تو تو اس کا وکیل ہے اور اگر خرچ کرے تو رایچی ہے، پس وکیل خیانت نہیں کرتا اور رایچی احسان نہیں جتاتا (میں کہتا ہوں) وکیل کا خائن نہ ہونا یہ ہے کہ مال کو تنخل کے باعث بند کر کے نہ رکھے بلکہ اسے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے خرچ کرے اور اگر اسے روکے تو کسی حکمت کے خیال سے روکے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے روکنے کا حکم دیا ہے، اور رایچی کا احسان نہ جتنا اس کا یہ سمجھنا ہے کہ احسان درحقیقت اس کے بھیجنے والے کا ہے اور رایچی کو یہ زیبا نہیں کہ اپنے میں کچھ بزرگی سمجھے مگر اللہ تعالیٰ کے شکر کے طور پر، واللہ اعلم۔

منجملہ ان کے ابو معاویہ الاسود رحمہ اللہ تعالیٰ کا یہ مقولہ ہے کہ جو شخص اللہ تعالیٰ سے خیر جزیل کا طالب ہو وہ نہ رات کو سوئے اور نہ دن کو قیلولہ کرے نیز فرماتے تھے کہ جو شخص نیکیوں سے احسان کا طالب ہو اگر اس کی اہانت ہو تو وہ اس پر اپنے آپ ہی کلامت کرے۔

امام شافعیؒ کے اقوال | منجملہ ان کے امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کا یہ مقولہ ہے کہ اپنے نفس پر سب سے بڑا ظلم کرنے والا وہ شخص ہے جو ایسے شخص کو تواضع سے پیش



آگے جو اس کی عزت نہیں کرتا اور اس شخص سے دوستی کرے جس سے کچھ نفع کی امید نہیں اور جو اس کو نہیں جانتا اس سے تعریف سنے۔ نیز آپ فرماتے تھے کہ جس شخص نے تیرے سامنے کسی کی پستی کی وہ تیری پستی بھی کرے گا، اور جو شخص تیرے پاس دوسروں کی باتیں نقل کرے وہ تیری باتیں بھی دوسروں کے پاس نقل کرے گا، اور جو شخص خوشنودی کی حالت میں ایسی باتوں سے تیری تعریف کرے جو تجھ میں موجود نہیں وہ ناراضگی کی حالت میں بھی ایسی باتوں سے تیری مذمت کرے گا جو تجھ میں موجود نہیں، نیز فرماتے تھے کہ جب آدمی شادی کرتا ہے تو گویا وہ ایک کشتی میں سوار ہوتا ہے لیکن جب اس کے ماں بچہ پیدا ہوتا ہے تو گویا اس کی کشتی ٹوٹ جاتی ہے۔

آپ کا مقولہ ہے کہ اہل مروت کے لئے دنیا میں راحت طلب کرنا ٹھیک نہیں کیونکہ ایسے لوگ ہر وقت مصیبت میں رہتے ہیں، نیز فرماتے تھے کہ جب تیرے دوست کو حکومت مل جائے تو جس قدر محبت اس کو تیرے ساتھ پہلے تھی اس کے دسویں حصے پر راضی ہو جا۔

منجدان کے ابو امامہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا مقولہ ہے کہ جو شخص لوگوں کو بغیر کسی دلیل کے ایذا دے تو اسے آئندہ دولت پر صبر کرنا چاہیے، نیز فرماتے تھے کہ جو شخص کسی کی ایذا دہی پر صبر کرے تو گویا اس نے نیکی کے لئے جگہ آراستہ کر لی۔ نیز آپ کا مقولہ ہے کہ جس نے زندگی میں تیرے ساتھ نیکی نہ کی ہو اس کی موت پر تیری آنکھ کو رونا نہیں چاہیے۔ نیز فرماتے تھے کہ اگر گدیا بھڑیٹے کے نفع پر خوش ہو تو کتنے مسافروں کو بھی نہ بھونکیں۔ نیز آپ کا مقولہ ہے کہ قصور کا اقرار گناہ کو گرا دیتا ہے اور اشراف رشتہ داروں کے ساتھ ہی آزمائے جاتے ہیں۔

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ اے اللہ مجھ پر نیا کو نرا کر

ہے اور مجھے اس سے بے رغبت کر اور ابلاغ کر کہ دنیا مجھ پر تنگ ہو اور میرے  
دل میں اس کی رغبت ہو نیز فرماتے تھے کہ اے اللہ آج مجھے ایسے کام میں لگا دو  
جس کی نسبت کل مجھے سوال ہوگا۔ نیز آپ فرماتے تھے کہ تواضع یتیم کو صاحب مرتبہ  
بتا دیتی ہے اور تکر شریف کو ذلیل کرتا ہے اور جو شخص ہمدردی کی تلاش کرے تو  
وہ اس کو تھکا دیتی ہے اور جو اس سے بھاگتا ہے تو وہ اس کے پیچھے آتی ہے نیز  
ان کا مقولہ ہے کہ کثرت عیال پر خوش نہ ہو کیونکہ وہ مال کے لئے کپڑا ہے اور  
ادھی کے لئے فنجیت۔

فضیل بن عیاض کے اقوال | منجملہ ان کے فضیل بن عیاض رحمہ اللہ تعالیٰ کا یہ مقولہ  
ہے کہ جس شخص کا غصہ زیادہ ہے اس کے دوست کم ہیں، جس نے خاجر پر انعام  
کیا اس نے غور کی اعانت کی، جس نے یتیم سے سوال کیا اس نے اپنے نفس کو  
ذلیل کیا، جس نے بے عمل سے علم سیکھا اس نے اس کی جہالت کو ترقی دی جس  
نے لیے وقوف کو علم پڑھایا اس نے اپنی عمر کو بے فائدہ ضائع کیا اور جس نے  
نا شکوے پر احسان کیا اس نے اپنی نیکی ضائع کی۔

منجملہ ان کے سچائی بن معاذ رحمہ اللہ تعالیٰ کا یہ مقولہ ہے کہ محرمات سے  
باز رہنا اللہ تعالیٰ کی رضا کا باعث ہے، مصیبت کے نازل ہونے پر صبر کی حقیقت  
کھلتی ہے، دیرینہ فراق سے دوستوں کی دوستی معلوم ہوتی ہے، ادب سے  
علم ذہن نشین ہوتا ہے، ترک طبع سے دوستی مضبوط ہوتی ہے اور نیک نیتی سے  
نیکیوں کی صحبت دائمی ہوتی ہے۔

نیز ان کا قول ہے کہ جس کی قید قرآن مجید ہے اس کی رہائی موت سے  
ہے، جس کو عبادت نے ذبح کر دیا اس کو کامیابی زورہ کرے گی، جس نے دنیاوی  
خواہش ترک کر دی اللہ تعالیٰ اس کے عوض ذکر الہی کی خواہش پیدا کرے گا۔



بیز فرماتے تھے کہ جس نے نرمی کی وہ اپنے ہمعصرین کا سردار ہوا اور جس کا غصہ بڑھا  
وہ ذلت کے سمندر میں غرق ہوا۔ بیز فرماتے تھے کہ مل کر رہنے میں کدورت بھی  
ہو تو وہ اس صفا کی سے بہتر ہے جو جدائی سے حاصل ہو، اگر کوئی قریبی شخص  
دشمن ہو تو وہ بعید ہے اور اگر کوئی بعید شخص دوست ہو تو وہ قریبی ہے۔

بشر حافی کے اقوال | منجملہ ان کے بشر حافی رحمہ اللہ تعالیٰ کا یہ مقولہ ہے کہ حبیب  
نوافل فرائض کی جگہ پر سمجھے جائیں تو نوافل کو ترک کر دو۔ بیز وہ فرماتے ہیں کہ جو  
شخص لپٹھے کو اچھا نہ جانے وہ بڑے کو برا نہیں جانتا۔ بیز فرماتے ہیں کہ نعمتوں  
کی وجہ سے ہم پر آفت نہیں آتی بلکہ ان پر ناشکری کی وجہ سے جیسا کہ ہم قنوت  
عمل کے باعث مصیبت میں مبتلا نہیں ہوتے بلکہ اس میں صدق کے کم ہونے  
کے باعث جیسا کہ ہم گنہگار کے باعث تباہ نہیں ہوتے بلکہ جیسا کہ کمی کے  
باعث اور جیسا کہ ہم قنوت استغفار کے باعث بلا میں گرفتار نہیں ہوتے بلکہ  
بیوفائی کے باعث، اور گناہوں کی طرف سرعت سے میلان ان پر عذاب نہ  
ہونے کے باعث ہے، اگر ہم پر فوراً عذاب آجائے تو ہم تمام گناہوں سے  
بالکل ہٹ جائیں۔

پس اسے درست اس کو یاد رکھ اور اپنے باطن کو دنیا کی محبت اور اس  
کی خواہشات سے صاف کر اور اللہ تعالیٰ کا کثرت ذکر کیونکہ جب تیسرا  
باطن روشن ہو جائے گا تو اللہ تعالیٰ تیری گفتگو کو حکمت سے معمور کر لگا  
اور تو اپنے زمانے کا حکیم ہوگا، لیکن دنیا کی محبت کے ہوتے ہوئے یہ تیرے لئے  
ناممکن ہے، اور سب تعریف اللہ کے لئے ہے جو تمام  
جہانوں کا پروردگار ہے۔





## ۵۴ ترک حسد

سلف صالحین رضوان اللہ علیہم اجمعین کے اخلاق میں سے ایک یہ ہے کہ وہ کسی مسلمان سے حسد نہ کرتے اور ہر مسلمان کو بطریق شرعی نصیحت کرتے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ لوگوں کے سردار ہوتے اور اگر ان کو کسی کے ساتھ حسد یا کینہ ہوتا تو وہ کبھی سردار نہ ہوتے اور نہ بادشاہ ان کے قدموں کو بوسہ دیتے۔ پس اسے براور اگر تو بھی ایسا ہونا چاہے تو نہایت خلوص نیت سے ان کا راستہ اختیار کر ورنہ اللہ تعالیٰ بناوٹ کرنے والے شخص کی حالت سے بعض لوگوں کو مطلع کر دیتا ہے اس لئے اس کا کام نہیں چلتا۔

حسد نیکوں کو کھا جاتا ہے | میں نے شیخ سیدی علی خواص رحمہ اللہ تعالیٰ سے سنا ہے کہ جو شخص اپنے عمل خالص اللہ تعالیٰ کے لئے کرے تو اللہ عز و جل رومن کے قلوب کو اس کی محبت میں خالص کر دیتا ہے، لیکن جس شخص کی دیانت میں کچھ آمیزش ہو تو اللہ تعالیٰ اپنے بعض برگزیدہ بندوں کو اس کے باطن سے مطلع کر دیتا ہے لہذا کسی کے دل میں اس کی محبت نہیں ہوتی۔ حدیث میں آیا ہے ان الحسنات کما تاكل الحنظل والى السواد المحطب وحسد نیکوں کو ایسے کھاتا ہے جیسے مکڑیوں کو آگ اور جب آدمی کی نیکیاں ضائع ہو جائیں تو اس کی سیڑھی بھی جاتی رہتی ہے کیونکہ اس وقت وہ یا تو گنہگار ہوگا یا درمیانی حالت میں ہوگا کہ نہ اس کی کوئی نیکی ہوگی نہ بری اور یہ تو معلوم ہے کہ سیادت و تعظیم اس شخص کو ہوتی ہے جس کو اعمال و اخلاق صالحہ میں تمام لوگوں پر فوقیت ہو۔ اصف بن قیس رحمہ اللہ تعالیٰ

فرمانے ہیں کہ حاسد کے لئے راحت نہیں اور بدخلق کے لئے سیادت نہیں۔  
 امیر المومنین عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کسی شخص پر نعمت پوری  
 نہیں ہوتی جب تک کہ اس کے حاسد نہ ہوں۔

ترکِ حسد کی دو اہم چیزیں | فرقہ السنی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ ترکِ حسد کی دو  
 دنیا میں نہ پہنچنے والی چیزیں جو شخص دنیا کی طرف راغب ہو اس کو حسد لازم ہے خواہ  
 ملنے یا نہ ملے۔

سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے حاسد پختہ ہوتا ہے، جو شخص  
 خوش فہمی کا خواہش مند ہو اس کو کسی پر حسد نہ کرنا چاہیے۔ میں نے کسی دفعہ  
 کچھ اس خوف سے پہنچے پھر دیکھے کہ میرے بھائی وغیرہ کو حسد پیدا نہ ہو۔  
 یحییٰ بن معاویہ رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کسی نعمت پر حسد اس شخص سے  
 اچھلے جس کے پاس کوئی نعمت نہ ہو کہ جس پر حسد کیا جائے، پس وہ اسی نعمت  
 پر اللہ تعالیٰ کا شکر کرے اور حاسد کو معذور جائے۔

وہب بن منبہ رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ حسد سے بچو کیونکہ آسمانوں  
 میں سب سے پہلے اسی گناہ سے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی ہوتی ہے اور یہی پہلا  
 گناہ ہے جس سے زمین میں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی ہوتی۔

میمون بن جبران رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے اگر تو حاسد کی شرارت  
 بچنا چاہے تو اس سے اپنے کام مخفی رکھ۔

مسعر بن کدام رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ سادھن اپنے دوستوں کو  
 وفورِ شفقت سے پسند و نصیحت کرتے تھے لیکن آج کل نصیحت عداوت کے مانند  
 ہے۔ پس کسی کو نصیحت کرنا ہوں تو وہ میرے عیوب کی تلاش کرتا ہے اور میری  
 نصیحت پر کل کرتا بھول جاتا ہے۔



محمد بن میر بن رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں میں نے کسی کے دین یا دنیا پر  
کبھی حسد نہیں کیا اور یہ محمد بن رحمہ اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا انعام ہے۔

ابو یوسف سختیابی رحمہ اللہ تعالیٰ اپنے دوستوں کو ان کے دین کی کمی پر  
شفقت کر کے سب سے بڑھ کر نصیحت کرنے والے تھے۔ آپ فرمایا کرتے تھے  
کہ مجھے ان اللہ سے غافل اور نافرمان لوگوں پر بہت رحم آتا ہے۔ آپ کی یہ  
حالت تھی کہ جب کبھی مسلمانوں پر کوئی مصیبت یا بلا نازل ہوتی تو آپ اس کی  
وجہ سے بیمار ہو جاتے اور بیماروں کی طرح آپ کی عیادت کی جاتی، پھر جب  
وہ مصیبت نازل ہو جاتی تو آپ بھی اسی وقت تندرست ہو جاتے (میں کہتا ہوں)  
جو شخص اس مقام کو پایا کرتا ہے وہ کسی طبیب کا معالجہ نہیں کرتا کیونکہ طبیب کو  
اس مرض میں مطلقاً دخل نہیں واللہ اعلم

ایک روز عبدالملک بن مروان رحمہ اللہ تعالیٰ نے حجاج بن یوسف سے  
کہا۔ اے حجاج ہر شخص اپنے عیوب سے واقف ہوتا ہے اور اس سے کوئی بات  
پوشیدہ نہیں ہوتی۔ پس تو اپنے عیب مجھے بتلا۔ حجاج نے عرض کی اے امیر المؤمنین  
مجھے اس بات سے معاف کیجئے۔ عبدالملک نے کہا میں تجھے قسم دیتا ہوں کہ ضرور  
بتلاؤ۔ تب حجاج نے کہا میرے عیوب میں سے چند یہ ہیں کہ میں سخت جھگڑالو  
حاسد اور کینہ ور ہوں۔ عبدالملک نے کہا اللہ تجھے ہلاک کرے شیطان میں  
بھی تیرے بیان کئے ہوئے عیوب سے زیادہ نہیں ہیں۔

علماء حاسد ہوتے ہیں | مالک بن دینار رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے میں عوام  
کی نسبت عالموں کی شہادت قبول کر سکتا ہوں لیکن ان میں سے ایک کی دوسرے  
پر شہادت قبول نہیں کرتا کیونکہ یہ تمام کے تمام حاسد ہیں۔ اسی طرح امام مالک  
رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ اس بن خارجہ سے پوچھا گیا تمہارا سر دار کون ہے



اُس نے کہا، حاتم طائی۔ پھر پوچھا گیا تو اُس کے مقابل میں کس درجہ کا ہے؟ اُس نے جواب دیا  
 میں اُس کا خادم ہونے کے بھی قابل نہیں۔ پھر حاتم طائی سے سوال ہوا کہ تمہارا سردار کون ہے؟  
 اُس نے کہا۔ اوس بن خاریجہ۔ پھر پوچھا گیا تو اُس کے مقابل میں کیسا ہے؟ اُس نے کہا میں اُس کے  
 مملوک ہونے کے بھی قابل نہیں۔ امام مالک فرماتے ہیں کہ چار فتنہ دار اس امر میں کہیں پہنچ سکتے ہیں!  
 ایکسا دن عمر بن عبد العزیز نے کسی قبیلہ کے ایک آدمی سے پوچھا تمہارا سردار کون ہے؟  
 اُس نے کہا اے امیر المؤمنین میں ہوں۔ امیر المؤمنین نے فرمایا اچھا ہے اگر تو سردار ہوتا تو یہ نہ کہتا۔  
حسد کی علامت | ابن سناک رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں حسد کی علامت یہ  
 ہوتی ہے کہ وہ تلخ کی وجہ سے تیرے قریب ہوتا ہے لیکن اپنی بد خلقی اسے تجھ سے دُور  
 کرتی ہے۔ تمام لوگوں سے زیادہ حسد کرنے والے اذہب اور ہمسائے ہوتے ہیں  
 کیونکہ وہ العادات دیکھتے ہیں اور ان پر حسد کرتے ہیں۔ بخلاف ان لوگوں کے  
 جو دُور ہوں۔ اسی سے امیر المؤمنین عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے  
 ابو موسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ کی طرف لکھا کہ قرابتوں کو کہہ دو کہ کبھی کبھی مل لیا  
 کریں لیکن پاس پاس نہ رہیں۔

فضیل بن عیاض رحمہ اللہ تعالیٰ نے سفیان ثوری سے کہا خوب سمجھ لو  
 کہ اگر تم لوگوں کو اتنی نصیحت کرو یہاں تک کہ وہ دین میں تمہارے جیسے ہو جائیں  
 تو بھی تم سے نصیحت کا حق ادا نہیں ہوگا۔ پس جب تک وہ تمہاری حالت کو  
 نہ پہنچیں نصیحت کا حق کیونکر ادا ہوگا؟

شقیق بنی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ اگر تجھ میں ایسی عادتیں ہوں جن  
 سے تیرا دشمن تجھ سے دُور ہے تو تجھ میں نیکی کا نام و نشان نہیں ہے چہ جائیکہ تجھ  
 میں ایسی عادتیں ہوں جن کی وجہ سے تیرا دوست بھی دُور رہے اور یقیناً جانے  
 کہ جو شخص لوگوں کی برائیوں کی جستجو کرے اُس نے اپنے آپ کو ہلاکت میں

خدا کی لیا اور جس سے لوگ محفوظ رہیں وہ لوگوں سے محفوظ رہے گا اور جو لوگوں  
کی پہنچی کرے وہ دین و دنیا میں محتاج ہوگا اور ابلیس کے خدو لوں میں سے  
ہوگا۔

پس اسے دیر سے اپنے نفس کی تفتیش کر اور غور کر کہ تو اپنے مسلمان  
بھائیوں کے انعامات پر جو اللہ تعالیٰ نے اُن پر کئے ہیں حسد تو نہیں کرتا؟ اور  
کیا تو اُن کے لئے ابراہیمؑ کے مطابق نصیحت کرتا ہے یا اس کے مخالف ہے؟  
اور اللہ تعالیٰ سے بخشش مانگ، اور سب تعریف اللہ کے لئے  
ہے جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔



## ۷۷۔ یا وہ گوئی سے احتراز

سلف صالحین رضی اللہ عنہم کے اخلاق میں سے ایک یہ ہے کہ وہ سخت بھوک برداشت کرتے اور شکم سیری نہ کرتے تاکہ ان کی خاموشی نہ زیادہ ہو اور ان کا کلام اور فضول یہودہ گوئی کم ہو جیسا کہ علامہ علی بن ابی طالب کی عادت تھی کیونکہ جو یہ ہوتا ہے اس کا بے فائدہ ہونا بڑھ جاتا ہے۔

محمدؐ راہی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں جس نے اپنے پیٹ میں فضول کھانا کھا کر اس کی زبان سے فضول باتیں نکلیں گی۔

زبان کے نشانے کبھی خطا نہیں ہوتے | سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ انسان کو تیر بارنا اس کو زبان سے طعن و تشنیع کرنے سے کم ہے کیونکہ زبان کے نشانے کبھی خطا نہیں ہوتے۔ امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ بات تیر کی طرح ہے اگر تیرے پاس سے نکل جائے تو وہ تیری مالک ہو جائے گی اور تو اس کا مالک نہیں ہوگا۔

جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما فرماتے تھے میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ﷺ کی خدمت میں عرض کی یا رسول اللہ! آپ مجھ پر کس چیز سے ڈرتے ہیں حضور نے فرمایا اس سے، اور یہ کہ اپنی زبان کی طرف اشارہ کیا۔

ابراہیم نخعی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے جو شخص خود گرسے تو وہ تمام اہل بیت سے شرف اور زیادہ یا بیعت اس شخص کو پائے گا جو اکثر خاموش رہتا ہو کیونکہ سکوت فائز گنجینہ نبیعت ہے اور جہاں اہل کے لئے پردہ۔



وہیب بن الورد رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے عاقبت دس جتنے پاس  
میں سے نو جتنے صرف سکوت میں ہیں اور ایک حصہ لوگوں سے دور بھاگنے میں  
ہے۔

منصور بن معتمر رحمہ اللہ تعالیٰ نے چالیس سال تک بعد نماز عشاء کسی کے  
ساتھ لغو گوئی میں حصہ نہیں لیا۔

حسن بصریؒ کا قول [حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے انسان پر تعجب ہے کہ  
کلام کا تبین اس کے پاس ہیں اور اس کی زبان ان کا قلم اور اس کا لہجہ ان کی  
سیاہی ہے پھر بھی وہ بیہوش کلام کرتا ہے۔

ابو سعید بن خثیم رحمہ اللہ تعالیٰ نے موت سے پہلے بیس سال تک دنیا داروں  
کی سی گفتگو نہیں کی۔ حسان بن سنان رحمہ اللہ تعالیٰ کی نسبت مروی ہے کہ ان کے  
منہ سے ایک لغو کلمہ نکلنا تو وہ اپنے نفس کو کامل ایک سال روزے رکھ کر سزا  
دیتے۔

حماد بن سلمہ رحمہ اللہ تعالیٰ جب کوئی لغویات کہتے تو اس کے بعد سبحان  
اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر پڑھتے۔ پھر فرماتے سلف کسی  
مجلس میں محض دنیاوی کلام کرنا مباح جانتے جب تک کہ اس کے ساتھ کوئی نیک  
کلام نہ ملا لیتے۔

مورق العجلی رحمہ اللہ تعالیٰ بیس سال تک خاموش رہنا سیکھتے رہے یہاں  
تک کہ اس میں کامل ہو گئے۔

سکھ معروف کرنی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے انسان کا غیر مفید باتیں کرنا اللہ کا  
اس کو بے مائدہ چھوڑ دینے کے باعث ہوتا ہے۔

بیہودہ گفتگو کراعت کا باعث ہے [بلک بن دینار رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے ان

کا یہودہ باتیں کرنا اُس کے دل کو سخت اور بدن کو سست بنا دیتا ہے اور اسبابِ رزقی میں غنہ کا باعث ہے۔

فصیل بن عیاض رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے زبان سے سر کی حفاظت ہوتی ہے۔

بشر حافی رحمہ اللہ تعالیٰ چار بیت کم گفتگو کرتے اور اپنے دوستوں کو فرماتے تم غور کرو کہ اپنے ایمانوں میں کیا کچھوا رہے ہو کیونکہ وہ تمہارے رب کے سامنے پیش ہوں گے، سو چوتھیں صحیح گفتگو کرتا ہے اس پر حریف ہے۔ اگر اپنے دوست کو کچھ لکھواتے ہوئے کبھی اس میں بُرے الفاظ لکھو تو یہ اُس کے ساتھ تمہاری بے جانی تصور ہوگی۔ پھر اللہ سجادہ تعالیٰ کے ساتھ تمہارا کیسا برتاؤ ہے؟

حضرت ابو بکر صدیقؓ کا عمل اربیع بن خثیم رحمہ اللہ تعالیٰ جب صبح کو اٹھتے تو کاغذِ نظم اپنے پاس رکھتے اور اگر دن میں کوئی یہودہ بات کہتے تو شام کو اس پر اپنے نفس کا محاسبہ کرتے اور فرماتے تھے کہ یہی حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی نسبت معلوم ہوا ہے کہ آپ منہ میں پتھر ڈال رکھتے تھے۔ آپ نے یہ عمل کئی سال تک کیا حتیٰ کہ آپ کو کم گوئی کی عادت ہو گئی۔ آپ اس پتھر کو صرف کھانے یا نماز کے وقت نکالتے تھے اور یہ سب کچھ اس خوف سے کرتے کہ غیر ضروری باتیں نہ کریں۔ جب وفات کا وقت آیا تو آپ نے زبان نکالی کہ فرمایا اس نے مجھے صحابہ میں ڈالا ہے۔

امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ جب کسی شخص کو زیادہ باتیں کرتے دیکھتے تو اُس کو فرماتے کہ قدرے کم کلام کرو۔

یونس بن عبید رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ایک اخو کلہ پھوڑ دینا نفس کے لئے ایک دن کے روزے سے مشکل ہے کیونکہ انسان بسا اوقات سخت

گرمی میں روزہ رکھ لیتا ہے مگر غلو کا یہ ترک نہیں کر سکتا۔

پس اسے دوست تو اس کو یاد رکھا اور اپنے نفس کی تقشیش کر کے توبہ لے

اسی بات کو پورا کیا ہے یا اس میں قاصر رہا ہے؟ اور صبح و شام بکثرت استغفار

کر، اور سب تعریف اللہ کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا

پروردگار ہے۔





## ۵۰۔ اسرار کی حفاظت

سلف صالحین رضی اللہ عنہم کے اخلاق میں سے ایک یہ ہے کہ وہ اسرار کو مخفی رکھتے اور جس شخص کے حق میں کوئی بارت سنتے اس تک نہ پہنچاتے۔ مثل مشہور ہے قلوب الکفار غیور الاسرار۔ یعنی بزرگوں کے سینے اسرار کے دہیٹے ہیں، اگر اہل انشاء اسرار کی حفاظت نہ کریں تو اور کون کرے گا؟ یہ خالق اس زمے میں بالکل معدوم ہے۔ آج کل کے شیخ ایک بات سنتے ہیں تو جو شخص ان کے پاس آتا ہے اسی وقت اس کو سناتے ہیں۔ بعض اوقات وہ بات شہر کی برادری کا باعث ہو جاتی ہے۔ تم سنو ان کو کہتے دیکھا ہو گا کہ ایک ولی اللہ کے پاس ایسے تبلا یا تھا جس کو مشہور سمجھنا جائز نہیں۔ غرض کہ وہ ان لوگوں کا نام دینا رکھتے ہیں حالانکہ وہ حقیقی کے نقل کے برابر اسرار لوگوں میں فساد برپا کرنے کے باعث فاسقوں کے شمار میں ہوتے ہیں اگرچہ ان کا مقصد فساد پر پاکرنا نہ ہو۔

چغلوں حجت میں داخل نہ ہوگا | حدیث میں آیا ہے لا یصل الخلفاء قتات چغلوں حجت میں داخل نہ ہوگا۔ یعنی فساد یعنی افترا پر دوز اور چغلوں حجت میں داخل نہ ہوگا۔ مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ آیت وامراتہ کے حوالہ الخطاب کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ یہ عورت لوگوں میں چغلوں کی کرتی پھرتی تھی۔ انتم بن یسفی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ چغلوں کی علامت یہ ہے کہ وہ لوگوں کی نظر میں ذلیل ہو جاتا ہے تم اس کو کبھی معزز نہ پاؤ۔ بھلی بن ابی کثیر رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ چغلوں زیادہ کرے بھی زیادہ برا ہے مگر اس کا کسی کو خیال نہیں، کیونکہ چغلوں ایک دم میں وہ کام کر سکتا ہے

جو عباد و گریہ میں بھی نہ کر سکے، چغلی نے خون بہا دیتے ہیں، مال کٹا دیتے ہیں  
 بڑے بڑے فتنے قائم کئے ہیں۔ لوگوں کو وطنوں سے نکلوا دیا ہے اور اس طرح  
 کے بہت سے فساد پیدا کئے ہیں۔

ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ زانیہ کا بچہ ہی لوگوں میں فساد  
 پیدا کرتا ہے کیونکہ وہ اپنے آپ کو ہلاک کرتا ہے، اپنے دوست کو ہلاک کرتا ہے  
 اور جس تک بات پہنچتی ہے اس کو بھی ہلاک کرتا ہے۔

حسن بصری کا قول | حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ جو شخص تیرے پاس  
 چغلی کرے وہ تیری بھی چغلی کرے گا اور جو شخص ایسی صفات سے تیری طرح کرے  
 جو تجھ میں موجود نہیں تو وہ ایسی ہی باتوں سے تیری مذمت بھی کرے گا۔

ابن سہاک رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ جو شخص بات سن کر اس کو  
 پوشیدہ رکھتا ہے اس سے زیادہ ڈرتے رہنا چاہیے بہ نسبت اس شخص کے کہ  
 جو کوئی بات دوسروں سے کہہ دیتا ہے کیونکہ جو شخص باتوں کو پوشیدہ رکھتا ہے  
 لوگ اکثر اس کی بات کو سچا جانیں گے اس لئے کہ لوگوں کے نزدیک اس کا بھوٹ  
 کتنا بعید ہوگا۔ بعض دفعہ آدمی دوسرے پر اعتماد کر کے کوئی بات کہتا ہے اور  
 وہ کسی اور سے کہہ دیتا ہے جس سے ملک برباد ہو جاتا ہے۔

عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ سنی ہوئی بات کو صحیح النسب  
 ہی پوشیدہ رکھتا ہے لیکن ولد الزنا اس کو پوشیدہ نہیں رکھ سکتا۔

ابراہیم بن ادیم رحمہ اللہ تعالیٰ کے کسی دوست نے کچھ مدت کے لئے  
 آپ سے ملنا چھوڑ دیا۔ پھر آپ کی ملاقات کو آیا اور ایک شخص کی غیبت کرنے  
 لگا تو ابراہیم نے اسے کہا بخدا تیرا ہم سے نہ ملنا ہی بہتر ہے تو نے میرے دوست  
 کی نسبت میرے دل میں بغض ڈال دیا اور میرے دل کو غافل کر دیا، کاش تواج

ہم سے نہ ملتا۔

منصور بن زاذان رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے واللہ جو کوئی میرے پاس بیٹھا رہتا ہے میں اس کے ساتھ گویا جہاد کرتا رہتا ہوں جب تک کہ وہ چلا نہ جائے کیونکہ وہ یا تو میرے دوست کو میرے نزدیک دشمن بنا دیتا ہے یا کسی کی کی ہوئی غیبت مجھے بتاتا ہے جس سے مجھے تکلیف ہوتی ہے۔

دوست کی برائیوں سے صرف نظر اشد ابن حکیم رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں سب تم اپنے دوست کی نیکیاں اس کی برائیوں سے زیادہ دیکھو تو اس کے محاسن کا ذکر کرو اور اس کی برائیوں کو جانے دو۔ نیز فرماتے ہیں جو شخص لوگوں کے کہنے پر خفا یا خوش ہوتا ہے وہ اپنے فعل پر نادم ہوگا کیونکہ جرح و تعدیل کم ہی ٹھیک ہوتی ہے بلکہ محض غصہ و حسد اور ہوا سے نفس سے ہوتی ہے۔

خالد بن صفوان رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ چغلی خور سے دشمنی رکھو اگرچہ وہ سچا ہی ہو کیونکہ چغلی ایک روایت ہے اور اس کے سننے کی اجازت ہے۔ لیکن اس کا ماننا اس سے بھی بڑا ہے۔

پس اسے دوست اس کو یاد رکھو اور اس زمانے میں اپنے دوستوں وغیرہ کے بھید کو ظاہر کرنے سے ڈرو اور یہ نہ کہو کہ میرا یہ مقصد نہ تھا کیونکہ تو دسویں صدی کے نصف ثانی میں ہے جو غلبہ و فتن کی حامل ہے ، اور سب تعریف اللہ کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔





## ۵۹۔ عیب جوئی

سلف صالحین رضی اللہ عنہم کے اخلاق میں سے ایک یہ ہے کہ وہ  
آیت وَفِي أَنْفُسِكُمْ أَفَ لَا تُبْصِرُونَ اور تمہارے نفسوں میں بھی اللہ کی قدرت  
کی نشانیاں ہیں کیا پس تم اپنے اندر غور کیوں نہیں کرتے اور عیوب طویحیہ سے  
عیبہ عن عیوب انسا میں و مبارک ہے وہ شخص جو اپنی عیب جوئی کے بہت لوگوں  
کے عیوب سے غافل ہے، پرکار بند ہونے کے خیال سے لوگوں کے عیوب سے  
اعراض کر کے اپنی عیب جوئی میں مشغول رہتا ہے نیز اسی خیال سے کہ لوگوں کے  
عیوب پر غور کرنے والا شیاطین میں سے ہے یعنی اللہ تعالیٰ کی رحمت سے بہت  
دور ہوتا ہے اور اہل اللہ اپنی ذات کے واسطے ایسا ہونا پسند نہیں کرتے۔

زید القمی کا قول | زید القمی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں میں نے کسی آسمانی کتاب میں  
پڑھا ہے اے ابن آدم میں نے تیرے واسطے دو توبرہ بنا دیے ہیں ایک توبرہ  
تیرے آگے ہے اور ایک پیچھے جو توبرہ تیرے پیچھے ہے اس میں تیرے عیوب  
ہیں اور جو توبرہ تیرے آگے ہے اس میں لوگوں کے عیوب ہیں اگر تو اپنے پیچھے  
واسلے توبرہ کو دیکھے تو پھر آگے والے کی پڑا نہ کرے نیز فرماتے تھے انسان کو اپنے  
نفس کے عیوب کا یقین ہے اس کے باوجود اس سے محبت رکھتا ہے اور اپنے  
مسلمان بھائی پر محض غم کر کے ہی خفا ہوتا ہے کیا یہ عقلمندی ہے؟

سے بکر بن عبد اللہ المزنی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے جب تم کسی شخص کو دیکھو  
کہ وہ لوگوں کے عیوب کے پیچھے پڑا ہوا ہے تو یقین کر لو کہ وہ اللہ کا دشمن ہے اور

اللہ اسے سزا دینا چاہتا ہے۔

بشر حافی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں لوگوں پر تعجب ہے کہ وہ کسی غائب شخص کی غیبت کرتے ہیں لیکن حبیب وہ سامنے آتا ہے تو اس سے محبت کا اظہار اور اس کی تعریف کرنے لگتے ہیں جس شخص کو یہ گمان ہو کہ اللہ تعالیٰ اسے سزا دے رہا ہے اور وہ لوگوں کی غیبت کرے تو وہ کاذب ہے کیونکہ وہ شیطان ہے اور شیطان اللہ تعالیٰ کا دشمن ہے۔

کسی کو گناہ کا طعنہ نہیں دینا چاہیے۔ | پچھلی بن معاذ رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے عاقل کی عقلندی یہ ہے کہ وہ کسی کو گناہ کا طعنہ نہ دے کیونکہ جب کبھی میں نے کسی کو اس کے گناہ کا طعنہ دیا ہے تو بیس سال کے بعد میں خود اس گناہ میں مبتلا کیا گیا ہوں، اور میں خبر ملی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمایا کرتے تھے تم لوگوں کے عیوب پر نظر نہ کرو گویا تم ان کے آگاہ ہو، بلکہ اپنے عیوب کو دیکھو گویا کہ تم غلام ہو۔ لوگ دو قسم کے ہیں مصیبت میں گرفتار اور صاحب عافیت پس مصیبت زدوں پر رحم کھاؤ اور عافیت پر شکر کرو۔

بالبعہ عدویہ رحمہما اللہ تعالیٰ فرماتی تھیں جب آدمی اللہ تعالیٰ کی محبت کا مزہ چکھ لیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے اس کے بد اعمال کی اطلاع دیتا ہے اور اس طرح اس کو لوگوں کی برائیوں سے روکتا ہے۔

مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ اگر ایک پہاڑ دوسرے پہاڑ پر تعدی کرے تو ان میں سے تعدی کرنے والا ضرور ڈھ جائے گا، میں کہتا ہوں یہ امر جاننے کے قابل ہے کہ اللہ تعالیٰ کے پاس اپنے ظالم پر فریاد کرنا کہ وہ اسے ہلاک کر دے ظاہر میں اس کا مقابلہ کر کے اس کی ہلاکت میں سعی کرنے سے زیادہ موثر ہے، سو جو کچھ اس نے ظاہر میں ترک کیا ہے باطن میں اس سے زیادہ



سمت چیز کے ساتھ اس کا مقابلہ کیا ہے، لہذا مظلوم کو مناسب ہے کہ اپنے دشمن پر اللہ تعالیٰ کے آگے فریاد نہ کرے بلکہ اللہ تعالیٰ سے سوال کرے کہ اس کے سبب سے اس کے دشمن کا مواخذہ نہ کرے۔ واللہ اعلم۔

عُیُوب کے تحفہ پر دعا | امیر المومنین حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ اُس پر رحم کرے جو میرے پاس میرے عیوب کا تحفہ لائے۔  
عبداللہ بن عمر رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ آدمی جب لوگوں کی عیوب چینی کرتا ہے تو وہ خود عیوب میں دوسروں سے بڑھا ہوا ہوتا ہے۔ شخصی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں جو شخص اپنے دوستوں کے عیوب تلاش کرے اُس کا کوئی دوست نہ ہوگا۔

مروئی ہے کہ امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس ایک شخص پیش ہوا جس پر عداوت تھی۔ لوگ بڑی کی طرح اُس کے گرد ہجوم کئے ہوئے تھے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں تم لوگوں کو اللہ کی قسم دیتا ہوں کہ تم میں سے جو شخص کبھی اس جرم کا مرتکب ہوا ہو وہ یہاں سے واپس چلا جائے اس پر سب کے سب لوگ چلے گئے۔

پس اسے دوست اپنی زبان کو محفوظ رکھ کیونکہ جو شخص لوگوں کا گریبان بھاڑے گا لوگ اُس کا گریبان بھاڑیں گے، نیز اس بات سے اجتناب کر کہ جب تجھے کسی مسلمان بھائی کا عیب معلوم ہو تو تو اپنے آپ کو بھول جائے بلکہ تجھ پر واجب ہے کہ اس کی اپنے عیوب کی یاد دہانی تصور کرے کیونکہ انسانوں کی طبیعت ایک ہی ہے، جو کچھ ایک شخص سے وقوع پذیر ہو رہا ہے وہ تجھ سے بھی ہو سکتا ہے، اور حدیث میں آیا ہے کہ جو شخص اپنے دوست کو کسی گناہ کا طعنہ دے وہ خود اس گناہ کا مرتکب ہونے سے



پہلے نہیں مرے گا۔ (میں کہتا ہوں) اگر اللہ تعالیٰ سمجھے بذرِ عیب کشف کسی کے عیب کی خبر دے تو استغفار کر کیونکہ یہ کشف شیطانی ہے۔

پس اسے دوست اسے یا درکھ اور ایسی باتوں سے سخت پرہیز کر، اور سب تعریف اللہ کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔



## ۴۰۔ حسن خلق

سلف صالحین رضی اللہ عنہم کے اخلاق میں سے ایک یہ ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کی اقتداء کرتے ہوئے اور آپ کی حدیث خالق الناس بخلق حسن (لوگوں سے نیک خلق سے پیش آؤ) پر عمل کرنے کی غرض سے درشت عورتوں کے ساتھ حسن خلق سے پیش آتے۔

امیر المومنین حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں اگر انسان میں نیکو اخلاق حسنہ ہوں مگر ایک برا ہو تو یہ ایک بڑا نو پر غالب آ جائے گا پس زبان کی لغزشوں سے بچو۔

بشر بن عمر رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ بد اخلاقی کا نتیجہ قطع تعلقی کے سوا کچھ نہیں۔ وہیب بن منبہ رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے خلق بدہ کی مثال مٹی کے ٹوٹے ہوئے برتن کی ہے کہ نہ اس سے کوئی فائدہ اٹھا سکتا ہے اور نہ پھر مٹی بن سکتی ہے۔

حسن خلق کی تعریف | حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے اولاً بد خلقی سے بد خلقی ہی پیدا ہوتی ہے پس وہ اس کے مالک کو تکلیف دیتی ہے جیسا کہ مشاہدہ میں آچکا ہے۔ آپ سے ایک دفعہ حسن خلق کے متعلق سوال کیا گیا جس کا ذکر آنحضرت کی حدیث خالق الناس بخلق حسن میں ہے۔ آپ نے فرمایا وہ سخاوت، عفو اور تحمل ہے۔ امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بھی یہی سوال پڑا۔ آپ نے فرمایا وہ ماسوائے معاصی کے دیگر تمام امور میں لوگوں سے موافقت کرنا ہے۔ نیز

فرماتے تھے کہ جس کے تفکرات زیادہ ہوں اُس کا بدن پیارے ہو جاتا ہے اور جس کا  
ورع کم ہو اُس کا دل مر جاتا ہے۔

بدخلق کی علامت | ابو حاتم رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے مجملہ آدمی کی بدخلقی کے  
یہ ہے کہ وہ اپنے گھر آئے اور اُس کے اہل و عیال خوشی میں منہس رہے  
ہوں مگر اس کے ڈر کے مارے اور اوپر پھیل جائیں۔ اُس کو دیکھ کر بلی کا  
بھاگنا اور گتے کا ڈر کر دیا رہ چڑھنا بھی اُس کی بدخلقی کی علامت ہے۔

سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ جب کوئی شخص کسی عورت کو  
پیغام نکاح بھیجے اور اُسے اپنی بدخلقی بھی معلوم ہو تو اسے اس سے مطلع کر دینا  
چاہیے ورنہ اُس سے دھوکا کرے گا۔

اس مضمون پر مفصل بحث اس کتاب کے متفرق مقامات پر آئے گی کیونکہ یہ  
تمام کے تمام اخلاقِ حسہ ہیں۔ اس لئے کسی شخص کو حسنِ خلق کی تقلید اسی وقت موزوں  
ہو سکتی ہے جب وہ ان تمام اخلاق کے ساتھ موصوف ہو اور یہ نہایت مشکل ہے  
آدمی دھوکا بازی سے اُسی وقت بری ہو سکتا ہے جب وہ اپنے نفس کو بدخلقی  
کی تہمت دے، پھر جس شخص کو داعی الی اللہ ہونے کا زعم ہو اس کے لئے بدخلق  
ہونا نہایت قبیح ہے کہ لوگ اس کی بدخلقی سے ڈرتے ہوں، اسی طرح یہ بات  
اُس کی جماعت کے لئے بھی بری ہے۔

منقول ہے کہ منافق کی علامت یہ ہے کہ لوگ اُس کی بدگوئی سے بچنے  
کے لئے اس کو چھوڑ دیں، اور مرفوع حدیث میں ہے کہ لوگوں میں سے برا وہ ہے  
جس کی بدگوئی سے بچنے کے لئے لوگ اُسے چھوڑ دیں۔

پس اسے دوستِ راستے یاد رکھ اور بدخلقی سے بچ، اور سب تعریف  
اللہ کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔





## ۶۱۔ مروت

سلف صالحین رضی اللہ عنہم کے اخلاق میں سے ایک یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ اور تابعین اور علمائے عابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کے اخلاق کی پیروی کرتے ہوئے بکثرت قنوت اور مروت کرتے کیونکہ جس شخص میں قنوت اور مروت نہیں اس میں کچھ خیر نہیں اگرچہ وہ تقیین جتنی عبادت کرتا ہو۔

مروت کیلئے؟ [حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ سے مرہٹ کے بارے میں روایت کیا گیا۔ آپ نے فرمایا جس بات سے آدمی اللہ کے نزدیک اور خلق کے نزدیک معیوب سمجھا جائے اس کے ترک کرنے کا نام مروت ہے۔

اسلاف کا اتفاق ہے کہ صوفیہ کے طریق پر مروت اور قنوت واجب ہے اور اس کا چھوڑنا منافقین کے اخلاق میں سے ہے اور حدیث میں آیا ہے کہ لوگوں پر ایک زمانہ آئے گا کہ اس میں مروت اور اخلاق حمیدہ بہت کم ہو جائیں گے اور مرد مردوں کے باعث اور عورتیں عورتوں کے باعث ایک دوسرے سے مستغنی ہوں گے، جب یہ زمانہ پاؤ تو صبح و شام عذاب کا انتظار کرو۔

عمر بن عاص رضی اللہ عنہ سے مروت کی بابت سوال ہوا تو آپ نے فرمایا کہ وہ حق کا عرفان اور دوستوں سے نیک سلوک کرنا ہے۔ ستر سی سقطنی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے مروت کیلئے؟ نفس کو کینہ خصاکی سے بچانا اور ہر ایسی حرکت سے بچانا جس سے آدمی لوگوں میں معیوب سمجھا جائے اور تمام معاملات میں

لوگوں سے انصاف کرتا، جو شخص اس سے زیادہ کرے تو وہ اس کی سعادت ہے۔  
سفر میں مروت | ربیعہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں سفر میں مروت یہ ہے کہ آدمی  
 دوستوں پر اپنا ترشہ خرچ کر دے اور ان کی مخالفت نہ کرے اور ان کے ساتھ  
 مزاح نہ کرے۔ بعض علماء کہتے ہیں کہ تاجر کا اپنے دوست سے نفع لینا خلاف  
 مروت ہے (میں کہتا ہوں) بلکہ تاجر کی مروت یہ ہے کہ عقوڑے نفع پر راضی  
 ہو جائے نہ یہ کہ بالکل ہی نفع نہ لے، کیونکہ تجارت دنیاوی اور اخروی نفع  
 کے لئے ہے۔ پس اپنے دوست سے اتنا عقوڑا نفع لے جتنے پیداوار کوئی ایسی  
 تاجر راضی اور قانع نہ ہو کہ جو تاجر بلا نفع فروخت کرے گا وہ کنگال اور مقروض  
 ہو جائے گا واللہ تعالیٰ اعلم

ابو عبد اللہ محمد بن عراق رحمہ اللہ تعالیٰ سے مروت کی نسبت دریافت  
 ہوا کہ یہ کیا ہے؟ آپ نے فرمایا مروت یہ ہے کہ انسان ایسا کوئی فعل نہ کرے  
 جس کے اظہار سے دنیا اور آخرت میں شرمندہ ہو۔

ابو ہریرہ کا قول | ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے جب مروت کا سوال ہوا تو فرمایا مروت  
 یہ ہے کہ آدمی صبح و شام کا کھانا اپنے گھر کے صحن میں کھائے نہ کہ اندر گھس کر،  
 حسن بن کیسان رحمہ اللہ تعالیٰ کے گھر کے دروازہ پر لکھا ہوا تھا کہ اللہ اس شخص  
 پر رحم کرے جو اندر آکر کھانا کھائے۔

اسلاف کا قاعدہ تھا کہ اگر کوئی کھانا پکانے کے لئے ہنڈیا مستعار لیتے  
 تو اسے کھانے سے بھر کر واپس کرتے اور اکثر ہنڈیا کا مالک بھی مستعیر کو بھر کر  
 دیتا اور کہتا کہ مجھے اپنے بھائی کو غالی ہنڈیا دنیا برا معلوم ہوتا ہے۔

امام حسن رحمہ اللہ تعالیٰ سے مروت کے معنی دریافت کئے گئے تو کہا  
 مروت یہ ہے کہ کھانے کا دسترخوان بچپا یا جائے اور زبان شیریں ہو اور

مال خرچ کیا جائے اور عفت ایسی ہو جس کو سب مانیں اور کسی کو ایذا نہ  
دی جائے۔

پس اسے دوست اسے یاد رکھ، تو نے مروت کے متعلق اسلاف کے  
اقوال سن لئے ہیں، ان پر عمل کر اور اہل مروت کے مشابہ بن اگرچہ تو حقیقی طور  
پر ان میں سے نہ ہو سکے۔ اور سب تعریف اللہ کے لئے ہے جو  
تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔





## ۶۲ - احسان

سلف صالحین رضی اللہ عنہم کے اخلاق میں سے ایک یہ ہے کہ وہ اپنے دوستوں کے ساتھ نیکی کرنے کو بے حد پسند کرتے اور ان سے کشادہ پیشانی سے پیش آتے اور ایک دوسرے کو خوش کرتے اور اس میں اپنے دوستوں کو اپنے سے مقدم سمجھتے، وہ اس امر کو دوستوں کے استحقاق پر توقفت نہ رکھتے بلکہ کہتے کہ اگر ہمارا دوست احسان کے قابل نہیں ہے پھر بھی ہم تو اس کے اہل ہیں۔

حضرت علی کا قول | حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ احسان کر دینا وہ ناشکر ہے جو کچھ کہہ دے میزان میں شکر گزار کے احسان سے بھاری ہوگا۔

محمد بن حنفیہ رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ احسان کرنے والا کبھی نہیں گرتا اور اگر بالآخر گر جائے تو ذلیل نہیں ہوتا۔

جعفر بن محمد رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے سو صرف اسی لئے حرام کیا ہے کہ لوگ احسان سے نہ لیں۔

معمّر بن محمد اللہ تعالیٰ فرماتے تھے آج کل نیکی اور احسان برائی کی بھرپوری بن گیا ہے حتیٰ کہ لوگ کہتے ہیں اس شخص کی شرارت سے بچو جس پر احسان کیا ہے، یہ سب کچھ قریب قیامت کے سبب امور کے اصل توفیقات سے ہٹنے کی وجہ سے ہے۔ نیز فرماتے تھے برا احسان یہ ہے کہ سائل کو تیسرے پاس سوال کی ضرورت نہ ہو اور وہ تجھ سے شرم کھائے، اس صورت میں تیرا احسان اس کی شرمندگی کی مکافات نہ کرے گا، مناسب یہ تھا کہ تم خود اپنے دوست کے حالات کی تفتیش

کر کے اس کی ضرورت پوری کر دیتے اور اس کو سوال کی نوبت نہ آتی۔

قرض کا شمار احسان میں نہیں | افضل بن عیاض رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ قرض کو احسان میں شمار نہیں کرتے کیونکہ صاحب قرض اس کا مقابلہ چاہتا ہے، بلکہ احسان یہ ہے کہ دنیاوی و اخروی ضرورت کے لئے جو کچھ تجھ سے طلب کیا جائے اس میں فراخ دلی کا اظہار کرے۔

کے بڑی سقظی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ احسان اٹھ گیا اور تجارت باقی رہ گئی، لوگ اپنے دوست کو کوئی چیز اس لئے دیتے ہیں کہ وہ انہیں اس کا بدلہ دے۔ وہب بن منبہ رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں جو شخص تحفہ دینے والے کو بدلہ دے، اس کا شمار کم کرنے والوں میں ہوگا۔

تین چیزوں کے بغیر احسان پیدا نہیں ہوتا | عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے تھے: تین خصلتوں کے بغیر احسان پیدا نہیں ہو سکتا۔ اول اس میں تعجل کرنا، دوم معطلی کی نظر میں اس کا کم ہونا، سوم اس کو لوگوں سے پوشیدہ رکھنا۔

مطلب بن ابی صفر رحمہ اللہ تعالیٰ اپنی اولاد سے فرمایا کرتے جب تم کسی فقیہ کو صبح شام اپنے دروازے پر دیکھو تو سمجھ لو کہ وہ محتاج ہے، پس اس کو دوتا کہ اسے سوال کی ضرورت نہ پڑے کیونکہ اس کا صبح شام کا پھل ہی کافی سوال ہے۔

حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے ہم نے ایسے لوگ دیکھے ہیں کہ اگر ان میں سے کوئی اپنے دوست کی غیر حاضری میں اس کے گھر جاتا اور وہاں بیوی کی ٹوکری بھری دیکھتا تو اس میں سے خود کھاتا اور بلا اجازت اس میں سے لوگوں کو دیتا، پھر حبيب اس کا دوست آتا اور اس کو خبر ہوتی تو وہ اس سے خوش ہوتا۔ محمد بن سیرین رحمہ اللہ تعالیٰ کی ایک نچر وہب میں یا زہی! یہی بخفی حبيب



کسی کو سواری کی ضرورت ہوتی تو اس کو کھولتا اور بلا اجازت اس پر سوار ہو جاتا  
 کیونکہ اس بارے میں لوگ ان کی رضا مندی سے واقف تھے۔ عبید اللہ بن  
 مبارک رحمہ اللہ تنہا گئے باوجود اپنے شدید ورغ کے اپنے دوستوں کی دوات  
 سے بلا اذن لکھ لیتے تھے۔

مسلم بن زیاد کی روش | مسلم بن زیاد رحمہ اللہ تعالیٰ ایک دعوتِ ولیمہ میں مدعو  
 ہوئے لیکن آپ کو دیر ہو گئی، جب آپ گئے تو صاحبِ ولیمہ نے آپ کو دیکھ  
 کر کہا آپ نے دیر کی لوگ کھا کر چلے گئے اور اب کچھ باقی نہیں رہا۔ مسلم نے  
 جواب دیا پیالوں میں شاید کچھ لگا ہو میں وہی صاف کروں گا۔ صاحبِ خانہ  
 نے کہا ہم نے برتن دھو ڈالے ہیں۔ آپ نے فرمایا شاید دیوگیوں میں کچھ لگا ہو۔  
 صاحبِ خانہ نے کہا وہ بھی دھو چکے ہیں۔ آپ نے کہا شاید روٹی کا کوئی ٹکڑا  
 بچا ہو۔ مالک نے کہا ہمارے پاس کچھ بھی نہیں بچا اور اس وقت ایک رقم بھی  
 نہیں ہے۔ راوی کہتا ہے کہ مسلم بن زیاد اس پر چٹھے اور واپس چلے  
 آئے۔ لوگوں نے کہا آپ اس بات پر عجیبہ کیوں نہیں ہوئے بلکہ ہم آپ کو ہنستے  
 دیکھتے ہیں۔ آپ نے فرمایا اس شخص نے ہم کو نیک نیتی سے بلایا تھا  
 اور اب اس نے نیک نیتی سے واپس کیا ہے پس اس پر بخیرگی کیوں ہو؟  
 ایک جماعت سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالیٰ کے گھر گئی۔ آپ گھر پر نہ  
 تھے۔ پس انہوں نے کھانا اٹھا لیا اور بیٹھ کر کھانے لگے اور سفیان ثوری کی حالت  
 کی باتیں کرنے لگے۔ اتنے میں آپ آگئے اور ان کی اس حالت کو دیکھ کر رونے  
 لگے۔ انہوں نے رونے کا سبب پوچھا تو فرمایا میں کیوں نہ بڑوں قم میری باتیں  
 سلف صالحین کے احوال جیسی کرتے ہو اور میرے ساتھ صالحین کے اخلاق جیسا  
 معاملہ کرتے ہو حالانکہ میں ان میں سے نہیں ہوں۔

عبید بن ولید رحمہ اللہ تعالیٰ اپنے دوست کی غیر حاضری میں ان کے گھر



جلاتے تو ہندیا کو آگ سے آگارتے اور دروازہ پر رکھ کر اس میں سے کھاتے  
اور فقرام و مساکین میں تقسیم کرتے، پھر جب ان کا دوست آتا تو اس پر خوش  
ہو کر کہتا اللہ تعالیٰ نیک دوست کو جزائے خیر دے جس نے ہمارے مال  
کو قیامت کی طرف بھیجا ہے۔

جعفر بن محمد رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں بڑا دوست وہ ہے جس کا دوست  
اس کی غیر عارضی میں انہی جرات نہ کر سکے کہ اس کی روپوں کی بھٹی کھول کر  
اس میں سے اپنی حاجت کے مقدار بلا اجازت لے لے میں کہتا ہوں  
بعض خود ایسا نہ کرتے اور اس میں وہ اپنے دوست کے بخل کا خیال نہ کرتے  
بلکہ اپنے نفس پر قیاس کرتے واللہ اعلم۔

دوستی کی تفصیل میں جلدی نہ کرو | حامد خائف رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے بھرا ہوا  
یہ گمان نہ تھا کہ ہم اس زمانہ میں پیدا ہوں گے کہ دوست جب کسی دوست کو  
کچھ دے گا تو اس کے دل میں اپنی قدر بٹھائے گا، اگر دوست تیری محبت  
کا اظہار کرے تو تو اس کی تصدیق میں جلدی نہ کر کیونکہ آج کل کے دوست  
بہت جلد ملیٹ جاتے ہیں، بلکہ جب کوئی شخص تجھ سے قریب کرے تو تو اس  
سے خائف رہ۔

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے تھے کہ جو شخص اپنے دوستوں کو خوش  
رکھے وہ یوم قیامت کو عذاب الہی سے محفوظ رہے گا۔ ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ  
تعالیٰ فرماتے تھے ہم نے ایسے لوگ دیکھے ہیں جن کو یہ خیال نہ ہوتا کہ وہ اپنے  
مال کے اپنے دوست کی بہ نسبت زیادہ مستحق ہیں مگر جب ان کو اپنے دوست  
سے زیادہ ضرورت ہوتی۔

معن بن زائدہ رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے میں نے کسی سائل کو کبھی

واپس نہیں کیا مگر بعد میں مجھے معلوم ہو گیا کہ میں نے غلطی کی ہے۔

عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے تھے مجھے شرم آتی ہے کہ میرا دوست مجھے تین دفعہ ملے اور میں اسے کچھ نہ دوں۔ نہ ہری رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اگر تجھے دوست سے کچھ ضرورت ہو تو اس کے گھر یا کونکہ ضرورت کے پورا کرنے کا یہ اچھا طریقہ ہے۔ ایک دفعہ ایک آدمی سنے اور بن خارجہ رحمہ اللہ تعالیٰ سے کہا میں آپ کے پاس ایک معمولی ضرورت کے لئے حاضر ہوا ہوں آپ نے فرمایا اس کے لئے کوئی معمولی آدمی ہی تلاش کرنا حاجت روائی میں تعجیل! حسن بن علی رضی اللہ عنہما سے جب کسی ضرورت کا سوال ہوتا تو فی الفور پورا کر دیتے اور فرماتے تھے مجھے ڈر ہے کہ مبادا میں اس میں دیر کروں تو میرا دوست اس سے مستغنی ہو جائے اور مجھ سے جواب دیتا رہے۔

مطرف بن عبداللہ رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے اگر کسی کو نچھ سے کچھ ضرورت ہو تو وہ کاغذ پر لکھ کر میرے پاس بھیج دے اس لئے کہ میں مسلمان کے سپرد رسول کی ذلت کر نہیں دیکھ سکتا کیونکہ سوالی بخشش سے بڑھ کر ہے خواہ بخشش بہت ہی زیادہ ہو۔

فضیل بن عیاض رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے نیکی یہ ہے کہ اگر دوست نے تجھ سے کچھ لیا ہے تو اس کا احسان مند ہو کیونکہ اگر وہ نہ لیتا تو تجھے ثواب نہ ملتا۔ نیز اسی نے صرف تجھ سے سوال کیا اور اس کو تیرے سوا کسی سے بھلائی کی امید نہ تھی۔

محمد بن واسع رحمہ اللہ تعالیٰ جب کسی سے کوئی حاجت پاشتے تو فرماتے ہم نے اس کام کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دیا، اگر اللہ تعالیٰ نے تیرے ذریعہ پورا کر دیا تو ہم اللہ کی حمد کریں گے اور تیرا شکر یہ ادا کریں گے۔ اور اگر تیرے



فرمائیے پورا نہ ہوا تو ہم اللہ کی حمد کریں گے اور تجھے معذور سمجھیں گے۔  
 بدیہ ثقلاً تے حاجت کی چابی ہے | میمون بن جبران رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے  
 تھے کہ اگر تجھے کسی کے پاس کوئی حاجت ہو تو بدیہ کو اپنا قاصد بناؤ۔ حضرت  
 عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی تھیں کہ ضرورت کے پورا کرنے  
 کی چابی بدیہ ہے۔

عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے تھے کہ کسی سے ضرورت  
 کی خاطر بات کو نہ بلو کیونکہ جیسا آنکھوں میں ہوتی ہے۔ نیز فرماتے تھے جو  
 شخص میری مصیبت پر بے قرار یا مضطرب و غمناک ہو میں اس کو بدلہ نہیں  
 دے سکتا کیونکہ اسی نے مجھ کو اللہ عز و جل کے سامنے اپنی حاجت قرار  
 دیا ہے۔

علاء رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ جب میں کسی آدمی سے کوئی بات  
 سنتا ہوں اگرچہ وہ مجھ سے پہلے سے معلوم ہوا اور بار بار اس کو سنا ہوتا مگر خوب  
 کان لگا کر توجہ سے سنتا ہوں گویا اب اسی سے سن رہا ہوں اور پہلے کبھی سنی  
 ہی نہیں، اس خیال سے کہ اگر پہلے اس کو بتا دوں گا تو وہ شرمندہ ہو گا۔  
 ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ ہر اندر آنے والے پر  
 ایک تعجب ہوتا ہے، پس تم اُسے مر جیسا کہتے ہوئے بلو اور سلام کی ابتداء  
 کرو۔

حدیث میں آیا ہے کہ اپنی حاجتوں کو ایسے شخص کے پاس مت بیان کرو  
 جو ان کے پورا کرنے کی خواہش نہ کرے۔

ربیع بن خثیم رحمہ اللہ تعالیٰ کسی سائل کو روٹی کا ٹکڑا یا کوئی ٹوٹی ہوئی  
 شے نہ دیتے تھے اور نہ کوئی مستحل کپڑا دیتے اور فرماتے تھے مجھے شرم آتی



ہے کہ میرا اعمال نامہ اللہ تعالیٰ کے پیش ہوا اور اس میں ہدیٰ اشیاء ہوں جو  
میں نے اس کی راہ میں دی ہوں۔

پس اسے دوستِ ان باتوں کر یا درکھ اور اپنے نفس کی پہچان میں  
کہ آیا تو ان باتوں میں جو تو نے سنی ہیں سلف کے قدم بقدم ہے یا نہیں؟  
اور صالحین میں شمار ہونے کے دعوے سے بچتا رہ، اور سب تعریف  
اللہ کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔



## ۶۲۔ محبت فی اللہ

سلف صالحین رضی اللہ عنہم کے اخلاق میں سے ایک یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے لئے کسی سے دوستی کرنے میں جلدی نہ کرتے بلکہ اس معاملے میں ایک ایک سال یا اس سے بھی زیادہ درنگ کرتے یہ سب اللہ تعالیٰ کے ادب کے لئے کرتے کہ مبادا یہ جانے بغیر کہ وہ حقوق الہی بجالاتا ہے یا نہیں وہ کسی کو دوست یا بھائی بنالیں اور امور دنیوی و آخرت میں اس کو اپنے برابر بنالیں۔ اس مصلحت میں اکثر لوگ غفل ڈالتے ہیں اور جو ان سے دوستی کرنا چاہے اس سے قی و الفور دوستی کر لیتے ہیں لیکن کچھ مدت کے بعد ایک دوسرے سے جھگڑنے لگتے ہیں۔ مثل مشہور ہے کہ فساد الانتہاء من فساد الابتداء و انجام کی خرابی ابتداء کی خرابی سے ہوتی ہے۔

احادیث نبوی | حدیث میں آیا ہے لا یترک انسان فی فرق بسیئہما الا بذنب مجدا شہ احدہما یعنی دو شخص آپس میں ایسی دوستی نہ کریں کہ ان میں جہائی واقعہ ہو بغیر اس کے کہ ان دونوں میں سے ایک گناہ کا مرتکب ہو۔ اس کو امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے۔ نیز حدیث میں آیا ہے کہ آخر زمانہ میں ایسے لوگ ہوں گے جو بظاہر دوست ہوں گے اور اندر سے دشمن۔ لوگوں نے عرض کی یا رسول اللہ صلی علیہ وسلم کیسے؟ آپ نے فرمایا کہ وہ لوگ امید اور خوف کے باعث دوست ہوں گے۔

انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم میں دوستی پیدا کرتے ہیں جب تک دوست دوست سے نہ ملتے ان کو رات بلی معنوم ہوتی۔ عوام کی یہ کیفیت تھی کہ حبیب ان کو دوست سے ملتے تین دن گزر جاتے تو ہر ایک اپنے آپ کو ملامت کرتا۔  
دوست سے راز پوشیدہ نہ رکھو | حبیب بن ابی ثابت رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ تم کسی کو دوست نہ بناؤ مگر جب تم اس سے راز پوشیدہ نہ رکھو ورنہ وہ تمہارے نزدیک اجنبی ہے۔

حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے ہم نے ایسے لوگ دیکھے ہیں جو ایک دوسرے کی ادا کرتے اور یہ دریافت نہ کرتے کہ ان کے بھائی کو اس ادا کی ضرورت ہے یا نہیں۔ آج کل تم نے دیکھا ہے کہ لوگ اپنے دوستوں سے احوال دریافت کرتے ہیں لیکن ان میں سے کوئی اپنے دوست کو ایک درم بھی نہیں دیتا۔

ابو حازم رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ اگر کسی کے ساتھ تیری دوستی محض اللہ کے لئے ہو تو دنیا میں اس کے ساتھ کوئی معاملہ نہ کر اور اکثر بلا طلب عوض اس کی غمخواری کر تا کہ اس کے ساتھ تیری صحبت قائم رہے۔

اخوت فی اللہ ایک خادہ دار راستہ ہے | سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ کسی شخص کو یہ مناسب نہیں کہ وہ اپنے دوست سے کہے میں تجھ سے اللہ کے لئے دوستی رکھتا ہوں مگر اس صورت میں جب کہ وہ اپنے نفس پر یہ بات پیش کرے کہ وہ دوست کی طلب پر کسی چیز سے انکار نہیں کرے گا اگرچہ دوست اپنے نکاح کرنے کو اس کی بیوی کی علقاق کا خواہاں ہو۔ آپ سے اخوت فی اللہ کی نسبت سوال ہوا تو آپ نے فرمایا یہ ایک خادہ دار راستہ ہے اس پر کوئی نہیں چل سکتا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے تھے کہ جس شخص کو اپنے دوست کے بدن



پر کبھی کا بیٹھا بڑا معلوم نہ ہو وہ دوست نہیں۔

عمر بن عاص رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ جس قدر دوست زیادہ ہوں گے  
قیامت میں اسی قدر قرض خواہ ہوں گے اور جس قدر دوست کی غمخواری کم ہوگی  
اسی قدر اس کی محبت کم ہوگی۔ اس جگہ قرض سے مراد حقوق ہیں۔

علی بن بکار رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ میں نے اپنے زمانہ میں کسی کو  
ابراہیم بن اویس کے مانند دوستی کے حقوق پر قائم نہیں دیکھا۔ آپ مدیم، کھجور،  
اور منشی تک بھی دوستوں میں تقسیم کر دیتے اور اگر کوئی موجود نہ ہوتا تو اس کا حصہ  
رکھ چھوڑتے یہاں تک کہ وہ آجاتا۔

میر بن ہرمان رحمہ اللہ تعالیٰ سے کسی نے کہا کہ ہم نے کبھی آپ کے  
دوستوں کو آپ سے علیحدہ ہوتے نہیں دیکھا۔ انہوں نے فرمایا کہ جب میں دیکھتا  
ہوں کہ میرے دوست کو کوئی چیز پسند ہے تو میں اس کو دے دیتا ہوں اور  
اپنے آپ کو اس سے ممتاز نہیں سمجھتا۔

امام شافعی کا قول امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے وہ شخص تیرا دوست نہیں  
ہے کہ جس کی مدارات کی تجھے ضرورت پڑے اور جس کے سامنے تجھے عذر خواہی  
کرنی پڑے۔

یونس بن عبید رحمہ اللہ تعالیٰ کا بیٹا فوت ہو گیا۔ ابن عوف نے آپ کی  
تعزیت نہ کی۔ کسی نے آپ سے کہا کہ غلام نے آپ کی تعزیت نہیں کی۔ آپ نے  
فرمایا جب میں ایک شخص کی دوستی پر وثوق ہے پھر اس کا ہمارے پاس نہ آنا  
مضر نہیں۔

عابد لغاف رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے ہم نے ایسے لوگ دیکھے ہیں جو  
اپنے دشمنوں پر بھی احسان کرتے تھے، لیکن آج کل ایسے لوگ دیکھے ہیں جو دوستوں

سے بھی نیک سلوک نہیں کرتے۔

اعمش رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے ہم نے ایسے لوگ دیکھے ہیں کہ ایک عرصہ تک اپنے دوستوں سے نہ ملنے اور جب ملاقات ہوتی تو آپ کا کیا حال ہے؟ آپ کے مزاج کیسے ہیں؟ سے زیادہ دریافت نہ کرتے۔ پھر اگر وہ اس سے اس کے مال کا نصف بھی طلب کرتے تو دوسرے دیتے۔ لیکن آج کل لوگوں کی یہ حالت ہے کہ اگرچہ وہ اپنے دوستوں کو ہر روز بلکہ ہر گھڑی ملتے ہیں اور دریافت کرتے ہیں کہ آپ کا کیا حال ہے؟ آپ کیسے ہیں؟ اور ان کی ہر چیز حسی کہ گھر کی مرغی تک کا حال بھی پوچھتے ہیں لیکن اگر ان میں سے کوئی ایک درہم مانگے تو نہیں دیتے۔ ایک دفعہ ایک شخص نے بشر حافی رحمہ اللہ تعالیٰ سے کہا کہ میں آپ سے فی اللہ محبت رکھتا ہوں۔ آپ نے فرمایا تیرا یہ کہنا غلط ہے کیونکہ اکثر اوقات تیرے نزدیک اپنا گدھا بھی جب وہ رات کو یاد آئے مجھ سے مقابلہ قدر ہوتا ہے پس تو میری محبت کا دعوے کیسے کرتا ہے؟

بشر بن صالح رحمہ اللہ تعالیٰ سے کسی نے کہا کہ میں آپ سے فی اللہ محبت رکھتا ہوں۔ آپ نے فرمایا تجھے کس چیز نے مجھ سے ملایا؟ انہوں نے کہا وہ کیسے؟ آپ نے فرمایا تو میری محبت کا دعوے کرتا ہے جب کہ تیرے گدھے کا پالان میرے عمامہ سے زیادہ قیمتی ہے۔

نقیی محبت کیلئے؟ | انس بن عیینہ رحمہ اللہ تعالیٰ سے لیلیٰ دوسنی کی نسبت سوال ہوا۔ آپ نے فرمایا لیلیٰ محبت یہ ہے کہ وہ شخص اپنے تمام مال سے بالکل علیحدہ ہو جائے جیسا کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہوئے تھے کہ آپ کا تمام مال

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے وقف تھا۔

بشر حافی رحمہ اللہ سے اس شخص کے بارے میں سوال ہوا جو کسی سے محبت

رکھتا ہے لیکن اکثر اوقات اسے بعض دنیاوی منافع سے روکتا ہے تو کیا وہ محبت میں سچا ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں لیکن وہ کمالیت کے درجہ سے کم ہے۔  
 ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے لہی محبت رکھنے والوں کی علامت یہ ہے کہ جب ان میں سے ایک خفا ہو جائے تو دوسرا اس کو راضی کرنے میں جلدی کرے کیونکہ میں نے کبھی کوئی دوست ایسا نہیں دیکھا جو دوستوں کی غمخواری نہ کر جیسا کہ میں نے کبھی کسی متغیب ناک شخص کو مسرور اور کسی حریف کو غنی نہیں دیکھا۔  
 عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے کسی نے کہا کیا بات ہے کہ جب ہم پافا بیٹھے ہیں تو آنکھوں کو اس سے روک نہیں سکتے اور اس کو دیکھتے ہیں آپ نے فرمایا اس لئے کہ فرشتہ اُس وقت آدمی کو کہتا ہے کہ دیکھ جس چیز کے بارے میں تو اپنے دوستوں سے بخل کرتا ہے اب وہ کیا ہو گئی ہے۔

مالک بن دینار رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے آج کل دوست ایسے ہو گئے ہیں جیسے نانبائی کا شوربا، نہایت خوشبودار لیکن مزہ ندارد۔

شرط | فضیل بن عیاض رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے سچی دوستی کی شرط یہ ہے کہ اگر مجھے میں دوست کی عزت اُس کی تو نگری کی حالت سے بڑھ کر کرے کیونکہ افلاس کو بڑھ کر کرے اور مفلس بلحاظ اپنے مرتبہ کے زیادہ اکرام کا مستحق ہے نہ کہ محض مفلس۔

ابو مطیع رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے ہم نے جو لوگ دیکھے ہیں جو آپس میں غلام و گھوڑے، مکان اور کھانا تخفہ میں دیا کرتے تھے مگر آج وہ زمانہ ہے کہ روٹی اور کھانا تخفہ مل دیتے ہیں کوئی زمانہ ایسا آئے گا کہ لوگ اس کو بھی ترک کر دیں گے اور سلف کی عادت بالکل جاتی رہے گی۔  
 سلف میں بعض ایسے لوگ تھے جو دوست کی اولاد کی اس کے جنازہ سے



والپس آئے کے وقت سے لے کر بلوغِ رشد تک خبر گیری کرتے لیکن آج کل لوگ اپنے بھائی کے اہل و عیال کو بھی بالکل بھول جاتے ہیں۔

ابو سہیم تمبی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ آدمی دوستوں کے بغیر ایسا ہے جیسے دایاں ہاتھ بائیں کے بغیر۔

ابو معاویہ الاسود رحمہ اللہ تعالیٰ پتھر تراشنے کا کام کر کے روٹی کھاتے تھے جب عمر رسیدہ ہو گئے تو لوگوں نے آپ سے کہا آپ بوڑھے اور کام کے ناقابل ہو گئے ہیں۔ آپ نے فرمایا بخدا میرے نزدیک پتھر تراش کر روٹی کھانا لوگوں کے سوال سے زیادہ آسان اور اچھا ہے۔

سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالیٰ اپنے سلمے سوئے جاندی کا ایک ٹھیر بنا لیتے اور فرماتے اگر یہ نہ ہوتا تو لوگ ہم کو روند ڈالتے، اگر میں اپنے بعد تیس ہزار دینار ترکہ چھوڑ جاؤں اور قیامت کے دن مجھ سے اس کا سوال کیا جائے تو یہ میرے نزدیک اس سے بہتر ہے کہ میں کسی کے دروازہ پر سائل بن کر کھڑا ہوں۔

یہود بن ہیران کا قول | یہود بن ہیران رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے جس کے نزدیک تمام لوگ یکساں ہوں اس کا کوئی دوست نہیں۔ آپ یہ اشعار پڑھا کرتے تھے۔

الاذهب التذم والوقلہ وبادر جالہ وبقی الفشاء

واسلنی الزمان الی اناس کانہم الذئاب للہم عواء

اذا ما جئت لہم یتوقصونی کافی أجرب الاعضاء

أضلا اذا استنجیت منهم واعداء اخا تنزل الملاء

أقول ولا اکام علی مقالی علی الاخوان کلہم العفار

توجہ دے۔ عنایت اور وفاداری اٹھ گئی۔ دنیا دار لوگ کوچ کر گئے اور فاسد لوگ باقی رہ گئے۔ نچے زمانہ نے ایسے لوگوں کے سپرد کیلئے جو بھڑکنے والوں بھیڑیوں کی طرح ہیں۔

جب میں اُن کے پاس جاتا ہوں تو مجھے ذلیل بتاتے ہیں گویا میں غار شتی بیمار ادنیٰ ہوں۔  
 جب میں اُن سے مستغنی ہوتا ہوں تو دوست بن جاتے ہیں اور جب کوئی مصیبت آئے  
 تو دشمن ہو جاتے ہیں۔ میں کہتا ہوں اور میں دو مخلوق کے بارے میں اپنی بات پر برا نہیں  
 کہلاؤں گا کہ وہ تمام مٹی ہیں۔

پس اے دوست اس کو سوچ اور اپنی حالت پر غور کر کہ تو کبھی اپنے دوستوں  
 سے ایسا عمل کرتا ہے یا جہالت و غفلت کی وجہ سے اس میں غفلت کرتا ہے؟ اور  
 تو صحابہ میں ہونے کا ہرگز دعویٰ نہ کر اگرچہ ان کے اعمال پر عمل کرے۔ اے  
 دوست اس کو خوب یاد رکھ، اور سب تعریف اللہ کے لئے ہے جو  
 تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔



## ۶۴۔ اکل حلال

سلف صالحین رضی اللہ عنہم کے اخلاق میں سے ایک یہ ہے کہ جس کے مال میں شبہ ہو تا خواہ وہ امیر ہو یا رئیس، قاضی ہو یا صوفی، شیخ عرب ہو یا شیخ شہر یا ایسا تاجر ہو جو ظالم لوگوں اور ابدان کے ساتھیوں کے ساتھ خرید و فروخت کرے، تو اس کی دعوت قبول نہ کرتے اور عوام کے پاس جو حلال مال ہوتا اس سے بھی اکثر بچتے۔

مشتبہ کھانے کی علامت | جان لو کہ مشتبہ طعام کی علامت انسان کا مختلف قسم کے کھانے پینے کا ہونا ہے کیونکہ اگر وہ حلال مال کی تلاش کرتا تو اسے حلال سے اتنا نہ ملتا جس سے مختلف قسم کے کھانے پینے بنتے۔ اسی لئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دوسرے پر فخر کرنے والوں کی دعوت سے منع فرمایا ہے۔

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے تھے کہ پرہیزگار کے سوا کسی کا کھانا نہ کھاؤ اور اپنا کھانا پرہیزگار متقی کے سوا کسی کو نہ کھلاؤ۔ آپ کسی کی دعوت و ہمہ قبول نہ کرتے جب تک کہ آپ کو صاحبِ ہمہ کی دینداری پر کامل وثوق نہ ہو جاتا۔ ابو مسعود پیری رضی اللہ عنہ کسی دعوت کو منظور نہ کرتے جب تک انہیں معلوم نہ ہوتا کہ وہاں کوئی ایسی شے نہ ہوگی جس سے اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا ہے۔

ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ جب کسی دعوت میں جاتے اور اس مکان میں پردے ٹکٹے دیکھتے تو واپس آ جاتے اور فرماتے کہ پردے ٹکیر اور جابر لوگوں کے مکانوں میں ہوتے ہیں ہم ان کا کھانا نہیں کھاتے۔ خلیفہ رضی اللہ عنہ



ایک دعوت میں مدعو ہوئے، وہاں آپ نے کچھ عجیبی سامان دیکھے تو فوراً واپس چلے آئے اور فرمانے لگے کہ جو شخص کسی قوم سے مشابہت پیدا کرتا ہے وہ ویسا ہی ہو جاتا ہے اور جو شخص کسی قوم کے فعل کو پسند کرتا ہے وہ بھی ان کا شریک ہے۔

محمد بن سلام سکندری رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ ولیمہ کی دعوتوں میں طریق سنت متربک ہو گیا ہے۔ دستور تھا کہ طعام سے بھرے ہوئے طباق صبح کو مسجد میں لائے جاتے اور تمام حاضرین کیا شنی، فقیر، شریف یا سفید سب کھا لے اور اگر صاحب ولیمہ دعوت میں صرف اعتیاد ہی کو مخصوص کرتا تو کوئی شخص بھی نہ کھاتا اور کہتے کہ یہ جبرا کھا تا ہے۔

فضیل بن عیاض رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ میرے دل میں بعض لوگوں کی قدر ہوتی ہے مگر جب میں ان کو کھانے میں اسراف کرتے دیکھتا ہوں تو وہ قلت تقویٰ کے باعث میری نظروں سے گریختے ہیں۔

انفہان کی نصیحت | انفہان علیہ السلام نے اپنے بیٹے سے فرمایا اے بیٹا تو دعوتوں میں جانے سے بچ کیونکہ وہ تجھے دنیا اور اس کی خواہشات یا دولاٹیں گی۔

ایوب سختیانی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ آدمی اس وقت تک کامل نہیں ہوتا جب تک کہ اس میں یہ دو خصلتیں نہ ہوں کہ وہ لوگوں کے مالی مسئلے کے اور ان کی اذیت کو برداشت کرے۔

ملک بن دینار رحمہ اللہ تعالیٰ حبیب کسی دعوت میں مدعو ہوتے اور وہاں کسی ظالم حاکم کو دیکھتے تو فوراً واپس آ جاتے اور کہتے کہ ہم جابیروں کے پاس بیٹھنا نہیں چاہتے۔

یمین بن ہریر رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ دوست کے ساتھ مل کر کھانا

طعام کو سفیم کرتا ہے اور دشمن کے ساتھ بیٹھ کر کھانا پینے کا باعث ہے۔  
 شفیق بن ابراہیم رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ آج کل ولیمہ سنت کے  
 مطابق نہیں ہوتا اور مجھے دعوتوں کے منظور کرنے میں ندامت آتی ہے۔ سفیان  
 ثوری رحمہ اللہ تعالیٰ اپنے دوستوں کو فرمایا کرتے کہ حتیٰ الوسع دعوتوں میں حاضر  
 ہونے سے پرہیز کرو گھر جہاں بدعت نہ ہو، کیونکہ آدمی جب کبھی دوسرے کے برتن  
 میں کھاتا ہے تو ذلیل ہوتا ہے۔

امیر المومنین حضرت عمر و عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہما دعوتوں میں جانا پسند  
 نہیں کرتے تھے اور فرمایا کرتے ہم ڈرتے ہیں کہ یہ دعوت فخر و مبالغہات کے طور پر  
 نہ ہو۔

عبداللہ بن مسعود کا قول | عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے کہ ہمیں ایسے  
 شخص کی دعوت منظور کرنے سے روکا گیا ہے جس کے کھانے میں ریا اور فخر کی  
 علامات ہوں یا جس کے گھر میں کعبہ کے پردوں کی طرح پردے لگے ہوں  
 حاتم اصم رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ آج کل لوگوں کا کسی آدمی کی مذمت  
 کرنا درحقیقت اس کی تعریف کرنا ہے کیونکہ لوگ اسی بات کی مذمت کرتے ہیں  
 جو ان کے نفوس کو پسند نہ ہو۔

مرسی بن طلحہ رضی اللہ عنہما فرماتے تھے کہ عبدالملک بن مروان نے میرے پاس  
 چاندی کے تین ٹوٹے بھیجے اور کہلا بھیجا کہ اسے نقد اور تقسیم کر دو۔ میں نے  
 لئے اور اس میں سے کچھ ابی رزین عقیلی رحمہ اللہ تعالیٰ کے پاس بھیجا۔ آپ چونکہ  
 مجاہدہ کرتے تھے تو گویا میں نے آپ پر پھوڑا ل دیا۔ پس آپ نے وہ مال واپس  
 کر دیا اور رات بھر چھوڑ کے رہے۔

امیر المومنین عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے ابوذر رضی اللہ عنہ کے پاس غلام

کے ہاتھ کچھ روپیہ ارسال فرمایا اور اسے کہہ دیا کہ اگر انہوں نے لے لیا تو تو آزاد  
 رہے۔ غلام روپیہ لے کر آپ کے پاس پہنچا تو آپ نے قبول نہ کیا۔ غلام نے عرض  
 کی کہ اے حضرت آپ کا اس مال کو قبول کرنا میری آزادی کا باعث ہوگا۔ ابو ذر  
 رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگر اس میں تیری آزادی ہے تو میری غلامی بھی ہے۔

پس اس کو یاد رکھو اور اپنے نفس میں غور کرو کہ کیا تو نے کبھی اس طرح غفلت  
 اختیار کی ہے جیسا کہ یہ لوگ کرتے ہیں، یا جب کبھی تجھے دعوت پر بلا یا گیا تو تو  
 کھا آیا اور دل میں کہا کہ دراصل یہ حلال مال ہی ہے اور اس طرح تو نے اپنے  
 آپ کو ہلاک کیا اور اس شخص کو بھی جس نے یہ کہہ کر تیرا اتباع کیا کہ اگر یہ حلال نہ  
 ہوتا تو ہمارے شیخ اس میں سے نہ کھاتے، پس اگر تو غفلت نہیں کرتا تو دعوت لے  
 صلاحیت سے باز رہ، اور سب تعریف اللہ کے لئے ہے  
 جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔





## ۶۵۔ سائل سے حسن سلوک

سلف صالحین رضی اللہ عنہم کے اخلاق میں سے ایک ایسا ہے کہ وہ سائل کو خوشی سے ملتے اور اسے کبھی نہ عجز کرتے، اور خیال کرتے کہ وہ کسی حاجت ہی کے لئے سوالی کرتا ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرماتے تھے کہ جو شخص سائل کو خالی ہاتھ لٹا دے اس کے گھر میں سات دن تک فرشتے داخل نہیں ہوتے۔ حدیث میں آیا ہے فلاں بعض المساکین یکذب ما خلع من رذۃ، یعنی اگر بعض مساکین تجھ سے نہ ہوتے تو ان کو خالی داپس کرنے والے کبھی فلاح نہ پاتے۔

حسن بصری کا قول حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندے کو نعمت دیتا ہے اور دیکھتا ہے کہ وہ اس سے بدوں کے ساتھ کیسا برتاؤ کرتا ہے، اگر چہ چھوٹا وہ مانگیں انہیں دے دے تو ضرور اس سے نعمت چھین لیتا ہے اسی لئے سلف اپنے دوستوں کو عجز کیا کرتے اور ان کو سختی سے کہتے کہ جو کچھ ان کو دیا ہے اس سے واپس نہ کریں۔

عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ فرماتے تھے کہ اولیٰ اہل جو شخص خواہ مخواہ غفلت سے بیدار ہوا وہ حبیب العجمی تھے اور اس بار ہوا کہ ایک دن ان کو چھلی کی خواہش ہوئی، جب اس کو لے کر اپنے گھر آئے اور اسے ہڈیاں میں ڈالا تو ایک سائل آگیا لیکن آپ نے اسے ٹوڑ دیا۔ اللہ تعالیٰ نے چھلی کو خون کو دیا۔ حبیب العجمی نے اس سے نصیحت حاصل کی اور اپنا تمام مال چھوڑ کر چلے گئے۔

سقیان ثوری رحمہ اللہ تعالیٰ جب کسی سائل کو اپنے دروازے پر دیکھتے تو بہت خوش ہوتے اور فرماتے اس شخص کو مر جا ہو جو میرے گناہ دھوئے کو آیا ہے۔ سائل زادِ آخرت کے حامل ہیں | فضیل بن عیاض رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے سائل بہت اچھے ہیں کہ ہمارا زادِ راہ بغیر اجرت کے آخرت تک اٹھائے جاتے ہیں یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کے سامنے میزان میں رکھ دیئے ہیں۔

ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ تعالیٰ کی دنیا سے بے رغبتی سے پہلے یہ حالت تھی کہ جب کوئی سائل آتا تو وہ اپنے عیال کے پاس جلتے اور کہتے تمہارے پاس قبروں کا قاصد آیا ہے کیا تم اپنی موتوں کو کچھ صدقہ بھیجنا چاہتے ہو؟

انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ بنی اسرائیل کے زمانہ میں مسجد میں ایک سائل آیا مگر لوگوں نے اس کی پروا نہ کی۔ وہ مر گیا تو انہوں نے اس کی تجہیز و تکفین کی اور جنازہ پڑھ کر دفن کیا۔ جب مسجد میں واپس آئے تو کفن کو محراب میں پڑا دیکھا، اس پر لکھا تھا کہ یہ کفن تم کو واپس دیا جاتا ہے اور اللہ تم پر ناراض ہے۔ مسجد میں سوال کرنا برا ہے | معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں مسجد میں سوال کرنا اللہ تعالیٰ کے نزدیک دنیا میں بہت برا فعل ہے کیونکہ سائل اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے گھر میں غیر سے مانگتے ہیں اور جن سے وہ مانگتے ہیں ان کا نہ دینا ان پر غضب الہی کا باعث ہوتا ہے۔

حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ سے کہا گیا کہ فقیر اور مسکین بہت ہو گئے ہیں ہم ان میں سے کس کو دیا کریں؟ آپ نے فرمایا اس کو دو جس کو دیکھ کر تمہارا دل نرم ہو۔ ابوالاسود الدؤلی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ اگر ہم ہر ایک سوالی کا سوال مانیں تو ہماری حالت ان سے بھی بری ہو جائے، (میں کہتا ہوں) صدقہ کرنے والے کو مناسب ہے کہ وہ اپنے اور اپنے عیال کے لئے کچھ رکھ لے اور جو ضرورت

سے نہ اندھو اس کا صدقہ دے۔

ایک دن سالم بن عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم کعبہ میں گئے۔ شام بن عبدالملک نے آپ کو دیکھا تو کہنے لگا اے سالم اپنی ضرورت مجھ سے مانگ۔ آپ نے جواب دیا اے امیر المومنین مجھے اللہ کے گھر میں غیر اللہ سے سوال کرتے شرم آتی ہے۔  
حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ کے پاس جب کوئی سائل آتا تو اسے دیتے پھر دعا کرتے کہ اے اللہ اس نے ہم سے کھانے کو مانگا ہے اور ہم تجھ سے مغفرت مانگتے ہیں تو ہمارے خیرات کرنے سے مغفرت کے زیادہ لائق ہے۔

سائل کی غمخواری | ایک روز معروف کو حتی رحمہ اللہ تعالیٰ کے پاس کوئی سائل آیا تو آپ نے اسے دینے کے لئے سوائے جوتے کے اپنے پاس اور کچھ نہ دیکھا، پس وہی دے دیا۔ بعد ازاں معروف کو حتی کو معلوم ہوا کہ اس نے جوتا بیچ دیا ہے اور اس کی قیمت سے کوئی پہل خریدی ہے۔ آپ نے فرمایا الحمد للہ شاید اس کا میوے کو دل چاہتا ہو پس ہم نے اس کی قیمت دے کر غمخواری کی۔

راوی کہتا ہے کہ سالم بن عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم نے ایک آدمی کو عرفہ کے دن مانگتے دیکھا تو اسے جھڑکا اور فرمایا تم مجھے اللہ تعالیٰ سے شرم نہیں آتی کہ اس مقام پر اور اس دن غیر اللہ سے سوال کرتا ہے؟

پس اے بھائی اس میں غور کر اور اپنے نفس کی پر تال کر کہ جو تو نے گزشتہ زندگی میں فقراء کو دیا ہے بسا اوقات ان پر احسان جتلا یا ہو گا اگرچہ دل میں رکھا ہو پس تیرا اجر جانا رہا، اور اکثر تو نے مسکین کو جھڑکا ہو گا اور تیرا اس کو ایذا ہی کی نیت سے جھڑکنا اس کو کچھ عطا کرنے سے برا ہے، پس اس سے ڈر اور سب تعریف اللہ کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔





## ۶۶۔ کثرت مدارات

سلف صالحین رضی اللہ عنہم کے اخلاق میں سے ایک یہ ہے کہ وہ لوگوں سے عداوت نہ کرتے اور ان کی بکثرت مدارات کرتے، اور کسی شخص کا جماعی سے مقابلہ نہ کرتے۔ لوگ ان سے عداوتیں رکھتے مگر ان کو کسی سے عداوت نہ ہوتی۔  
 ہمیں خبر ملی ہے کہ حضرت داؤد علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اے بیٹے ایک دشمن کو حقیر نہ جانتا اور ایک ہزار دوست کو زیادہ نہ سمجھنا۔

دوست کی مصیبت پر خوش نہیں ہونا چاہیے | دہیب بن منبہ رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ دوست کی مصیبت پر خوش نہ ہو کہو کہ یہ عداوت کا نشان ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے تو دوست کی مصیبت پر خوشی کا اظہار نہ کرو ورنہ اللہ تعالیٰ اس سے عافیت دے گا اور تجھے پکڑ لے گا۔

دہیب بن الوردہ رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ جو شخص لوگوں کی مدارات نہیں کرتا اس سے ایمان کی شیرینی نہیں چکھی۔ محمد بن الفضل رحمہ اللہ تعالیٰ اپنے دشمنوں کے پاس بیٹھتے اور ان کے ساتھ نہایت نرمی سے گفتگو کرتے اور ان کو قسم دیتے کہ وہ آپ سے کب اس کھانا کھائیں۔ کسی نے آپ سے اس کے متعلق کچھ کہا تو آپ نے فرمایا کہ میں ان کی عداوت کی آگ کو بجھانے کی غرض سے ایسا کرتا ہوں۔  
 صفوان رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنے گھر کے دروازے پر لکھ دیا تھا اللہ تعالیٰ اس شخص پر رحم کرے جو تم کو نہیں جانتا اور تم کو ہم نہیں جانتے کیونکہ ہمیں اپنے دوستوں پر سے حقیقت سچ چھٹی ہے جو ہمیں جانتے ہیں اور جن کو ہم جانتے ہیں۔

حضرت ابوب علیہ السلام سے کسی نے دریافت کیا کہ آپ کو مصیبت کے  
ایام میں کون سی چیز سب سے زیادہ تکلیف دہ تھی؟ آپ نے فرمایا میرے دشمنوں  
کی شتمات۔ بعض نے اس مضمون پر اشارہ کیا ہے۔

جميع فوائد الدنيا ضرور فلا يبقى لسرور سرور

فقل لثامتين بنا استعداد فان نواب الدنيا ضرور

ترجمہ دنیا کے تمام فوائد دعو کا ہیں اس لئے کسی سرور و شرف کی ضرورت ہمیشہ نہیں

رہتی۔ پس ہماری مصیبت پر خوش ہونے والوں سے کہہ دو کہ تیار ہو جاؤ کیونکہ دنیا  
کی مصیبتیں گردش کرتی رہتی ہیں۔

یزید بن عبد الملک کو سالت مرعی خبر پہنچی کہ ہشام اس کی بیماری پر خوش

ہے اور اس کی موت کی آرزو کرتا ہے، تو اس نے یہاں اشارہ پڑھ لیا۔

تلقى رجال ان اموت وان اعمت فتلک سبیل لست فیہا با وحد

فقل للذی یبغی خلاف الذی مضی تہیا لاخری مثلہا فکانت قد

ترجمہ لوگ میرے مرنے کی آرزو کرتے ہیں، اگر میں مر گیا تو کچھ تعجب نہیں کیونکہ اس

راہ میں میں اکیلا نہیں ہوں، پس جو اس قدیمی قانون کی مخالفت چاہتا ہے اس سے کہہ دو کہ

وہ بھی اسی کے لئے تیار ہو جائے گا یا وہ ابھی آئے گی۔

اسی طرح امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کی نسبت معلوم ہوا ہے کہ جب

ان کے ہم عصروں نے ان کی موت کی خواہش کی تو آپ نے بھی یہی اشارہ

پڑھا۔

محمد بن کدائم کے اقوال | محمد بن کدائم رحمہ اللہ تعالیٰ اپنے پیٹھ کو فرماتے تھے اسے

بیٹا تو اپنے اہل زمانہ کے ساتھ زندگی بسر کرے مگر ان کی اقتدار نہ کر، پھر فرمایا کہ زندگی

نہروں کے ساتھ بڑی نہیں بشرطیکہ مردوں کی اقتدار نہ ہو۔ نیز فرماتے تھے کہ تم کسی

کے عمل دیکھے بغیر اس کے ساتھ دشمنی نہ کرو۔ اگر اس کے عمل اچھے ہیں تو اللہ اس کو تمہارے حوالے نہیں کریگا اور اگر وہ بدکردار ہے تو اس کے گناہ ہی اس کو کافی ہیں۔  
 حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ ہزار آدمیوں کی دوستی کو ایک آدمی کی عداوت کے برابر نہ خریدو۔ سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے تم لوگوں کی عداوت سے بچتے رہو، میں کسی دوست کی خواہش کی مخالفت نہیں کرتا اس خوف سے کہ وہ میرے قتل میں سعی کرے گا اور اگر وہ میرے قتل میں سعی نہ کر سکا تو میرے عیب لوگوں پر ظاہر کرنے کی آرزو کرے گا۔

محمد بن مقاتل رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ جس شخص پر تو افسان کرے اس کی بُرائی سے ڈرا ورنہ باتوں سے اپنے آپ کو معذور خیال کرنا ہے اُن میں اپنے دوست کو بھی معذور سمجھو پھر فرمایا یہ

وَتَعَذُّرُ نَفْسِكَ لَمَّا أَسَاءْتَ      وَغِيْرُكَ بِالْعَذْرِ لَا تَعْدُرُ  
 وَتَبْصُرُ فِي الْعَيْنِ مِنْهُ الْقَذَى      فِي عَيْنِكَ الْمَجْدَمُ لَا تَبْصُرُ

ترجمہ: تجھ سے جو بُرائی ہوتی ہے اس کے لئے اپنے آپ کو معذور جانتا ہے اور دوسرے کو عذر ہوتے ہوئے بھی معذور نہیں سمجھتا۔ تو دوسرے کی آنکھ میں تشکا دیکھتا ہے اور تیری اپنی آنکھ میں جو شہتیر ہے اُس کو نہیں دیکھتا۔

لوگوں کی عداوت سے بچو | پس اے دوست اس کو یاد رکھ اور لوگوں کی عداوت سے بچو۔ خصوصاً زور در بخ لوگوں کی عداوت سے، اور جو شخص تیرے شہر میں آکر شہرت حاصل کرنا چاہتا ہے وہ ضرور تیری زندگی کو بد مزہ کرے گا اگرچہ تو اکابر اولیاء میں سے ہو کیونکہ اس حالت میں تجھ میں بشریت کی رگ کمزور ہو جاتی ہے لہذا کٹ نہیں جاتی۔

جو شخص لوگوں کی عداوت کو حقیر جانتے تو یہ اُس کے نقص عقل کی دلیل ہے۔



نیز کہتے ہیں کہ اگر کامل آدمی عوام میں پھنس جائے تو اسے بہتان اور جھوٹ لگاتے ہیں تاکہ اس کا دل مکدر ہو جائے چنانچہ وہ ریائی اور شیطانی خیالات میں فریق نہیں کر سکتا۔

میں نے اپنے ایک دوست کو دیکھا کہ اس نے اپنے زمانہ کے مشائخ میں سے کسی شیخ سے عداوت کی، ایک امیر اس شیخ کا معتقد تھا۔ پس اس شیخ نے امیر سے کہا۔ اس نے دربار شاہی میں اس کی شکایت کی اور اس کے لئے مہر سے جلاوطن کر دیئے جانے کا حکم آیا۔ چنانچہ اسے جلاوطن کر دیا گیا۔

پس اس میں غور کرو، اور سب تعریف اللہ کے لئے ہے جو جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔



## ۶۶۔ نصیحت امیر ماسلات

سلف صالحین رضوان اللہ علیہم اجمعین کے اخلاق میں سے ایک یہ ہے کہ وہ اپنے بعض دور افتادہ دوستوں کو نصیحت امیر خط لکھتے اور مکتوب الیہ ان کی نصیحت قبول کرتا اور اس احسان پر ان کا شکریہ بجالاتا، برخلاف آج کل کے لوگوں کے کہ جسے کو نصیحت کر لیا وہ تیرے عیوب کی تلاش کو دے گا تاکہ ان سے تیری ہجو کرے۔

اس مقام کے اصحاب میں سے سب سے آخر میں کو میں نے دیکھا ہے وہ سیدی علی کازوانی ندوی مکہ شریف ہیں۔ سیدی محمد بن عراق رحمہما اللہ تعالیٰ نے آپ کی طرف ایسے ایسے خط لکھے جن کو پاڑ بھی برداشت نہیں کر سکتے۔ لیکن آپ خوش ہوتے اور فرماتے سیدی محمد نے ٹھیک فرمایا ہے اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر دے۔

چند بندگان کے مکتوبات | انطاکی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنے ایک دوست کی طرف لکھا اے برادر کو کب تک اپنی تکلیف دہ باتوں پر خوش ہوگا اور جو چیزیں تجھے نفع دیتی ہیں مثلاً دنیا اور اس کی لذات ان کے نقصان پر رنج کو دے گا۔

عذیفہ مرعشی رحمہ اللہ تعالیٰ نے یوسف بن اسباط کی طرف لکھا: اے دوست بعد سلام کے واضح ہو جس شخص کے نزدیک فضائل ترک گناہ سے زیادہ اہم ہوں وہ دھوکے میں ہے، اور جس شخص نے قرآن مجید کو یاد کیا پھر اس میں سے کسی بات کی مخالفت کی تو گویا اس نے قرآن مجید سے تمسخر کیا۔

طاووس رحمہ اللہ تعالیٰ نے کھولنے کی طرف لکھا:۔ اسے دوست اس بات سے ڈر کہ تجھے یہ گمان ہو کہ ان اعمال کی وجہ سے جو نکرتا ہے اللہ تعالیٰ کے نزدیک تیرا بلند مرتبہ ہے، کیونکہ جس کے دل میں یہ گمان ہو وہ قیامت میں نیکی سے خالی ہوتا ہے۔ نیز اکثر اوقات لوگ تیرے نیکی اعمال کی وجہ سے تیری تعظیم کرتے ہیں گویا تو نے ان کی وجہ سے جلد ہی ثواب حاصل کر لیا۔

ربیع بن خثیم رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنے کسی دوست کی طرف لکھا: بعد سلام کے واضح ہوا ہے دوست تو اپنے کو خود نصیحت کر اور اپنے نقص پر کسی دوست کے روکنے کا انتظار نہ کر کیونکہ اس کام میں اس کو مخصص ہے والسلام۔

دعا کرنے میں شرم | عبداللہ بن زیادہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے بکر بن عبداللہ المزنی کی طرف دعا کرنے کو لکھا: بکر نے جواب میں لکھا: اے دوست بعد سلام کے واضح ہو کہ دعا اس شخص کی منظور ہوتی ہے جو گناہوں کا ترک نہ ہو، لیکن میں برا برگناہ کرتا ہوں جن کی تعداد اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا، سچا مجھے اپنے لئے دعا کرنے میں اللہ عزوجل سے شرم آتی ہے تو مجھے کسی اور کے لئے دعا کرنے میں شرم کیوں نہ آئے۔

حضرت عمرؓ کا مکتوب | ابیر المؤمنین عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی طرف لکھا: بعد سلام کے واضح ہوا ہے دوست تو حیوان کے مانند نہ بن کہ جب وہ زمین پر سبزی دیکھتا ہے تو چرے لگتا ہے اور اس سے فرہ ہونا چاہتا ہے لیکن اسی فرہی کے باعث وہ ہلاک اور ذبح ہوتا ہے والسلام۔

پس اے دوست اسے یاد رکھ، اور پہلے خود اپنے نفس کو نصیحت کر، پھر اپنے دوستوں کو بالمشافہ یا تحریراً نصیحت کر، اور جو شخص تمہیں نصیحت کرے اس سے خفا نہ ہو کیونکہ یہ دوزخیوں کی علامت ہے العیاذ باللہ تعالیٰ، اور سب تعریف اللہ کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔



# باب چہارم

## ۶۸۔ اختلاط کی مذمت

سلف صالحین رضی اللہ عنہم کے اخلاق میں سے ایک یہ ہے کہ وہ لوگوں سے اکثر علیحدہ رہتے اور مصلحتِ بشریہ کے بغیر ان کے ساتھ زیادہ میل جول نہ کرتے۔ تمام سلف صالحین کی یہی حالت تھی۔ پس اگر کسی دن انہیں کوئی شخص نہ ملتا تو اسے عید کا دن تصور کرتے، لہذا جو شخص لوگوں سے بکثرت مخالفت کرے وہ طریقِ سلف سے خارج ہوتا ہے اور اسے کوئی فائدہ نہیں ہوتا کیونکہ جو شخص لوگوں سے بکثرت ملتا ہے وہ ان کی نظروں میں حقیر ہو جاتا ہے اور ان کے نزدیک ذلیل ہوتا ہے اور لوگ اس کو کینہ پن اور اللہ تعالیٰ سے عنفیت میں اپنے برابر جانتے ہیں۔ ہاں میں کہتا ہوں جب کبھی میں اس زمانہ کے مشائخ میں سے کسی کی ملاقات کر گیا ہوں تو بہت کم ایسا ہوا ہے کہ وہ مجلسِ غیبت سے خالی نہ رہی ہو۔ لہذا میں نے اپنے اور ان کے دین کے خوف سے ان کی ملاقات کم کر دی نہ کہ ان کے حقوق میں تساہل کی غرض سے۔ یہ تو مشائخ کی مجلسوں کا حال ہے تو دوسرے لوگوں کی ملاقاتوں میں کیا کچھ ہوتا ہوگا۔ پس اسے برادرِ میری نصیحت یہ ہے کہ اس زمانہ میں جب کسی کی ملاقات کو جلے تو اپنے نفس کی پوری پوری حفاظت کر اور اس میں ہرگز مستی نہ کر۔

امیر المؤمنین حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ عزت کا

مخالفت سے دین ضائع ہوتا ہے | علی بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ فرماتے تھے جو شخص  
چاہتا ہے کہ لوگ اس کے عیوب سے کم واقف ہوں وہ اپنے گھر میں بیٹھا رہے،  
جو شخص لوگوں سے مخالفت کرے گا اس کا دین ضائع ہو جائے گا اور اُسے خبر  
تک نہ ہوگی۔

حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ فرماتے تھے میں چاہتا ہوں کہ اپنے گھر کا دروازہ  
بند کر دوں اور مرتے دم تک کسی کے ملنے کو نہ جاؤں۔

شعبی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ ربیع بن خثیم اپنی قوم کی مجلس میں  
ساری عمر میں ایک دفعہ کے سوا کبھی نہیں بیٹھے۔ ایک دفعہ آپ گھر کے دروازہ میں  
بیٹھے تھے کہ ایک پتھر گرا جس سے آپ کا سر زخمی ہو گیا لیکن مارنے والے کا پتہ  
نہ ملا۔ آپ کھڑے ہو گئے اور کہا اے ربیع تجھے نصیحت کی گئی ہے، اس کے  
بعد مرنے دم تک بغیر ضرورت کے گھر سے باہر نہ نکلے اور فرمایا کرتے کہ جو شخص مائتہ  
میں بیٹھے اُسے مائتہ کا حق ادا کرنا چاہیئے یعنی سلام کا جواب دے اور مظلوم کی  
امداد کرے اور ظالم پر شہادت دے اور جو ضرورت میں ہو اس کی امداد کرے۔  
ابو حازم رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ جو شخص اپنے دوست سے بکثرت  
ملاقات کرے اُسے کہہ دو کہ ان دونوں میں ایک سے ایسی بات ضرور ہوگی جو  
دوسرے کو ناپسند ہو۔ لہذا ہر دوست کو مناسب ہے کہ اپنے دوست سے ناغہ  
کر کے ملا کرے۔

حضرت علیؓ کے ارشادات | امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے تھے عنقریب  
ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ قتل و جبر بادشاہت قائم نہ ہوگی، اور تاسپاسی  
و بخل کے بغیر غنائہ ہوگا، اور اتباع خواہش کے بغیر لوگوں کی صحبت نہ ہو سکے گی، پس  
جس شخص پر یہ زمانہ آئے اور وہ صبر و حفاظت نفس کرے تو اللہ تعالیٰ اُسے پچاس

صدیقوں کا ثواب دے گا۔ نیز آپ فرماتے تھے ہمیں خبر ملی ہے کہ آخر زمانہ میں  
مومن کو لوگوں میں گناہم پہننے کے بغیر راحت نہ مل سکے گی۔

فضیل بن عیاض رحمہ اللہ تعالیٰ کو معلوم ہوا کہ ان کے فرزند علیؑ نے کہا میں  
ایک ایسے مکان میں رہنا چاہتا ہوں جس میں سے میں لوگوں کو دیکھوں اور لوگ مجھے نہ  
دیکھیں۔ آپ نے فرمایا اس نے دعا کو پورا کیوں نہ کیا۔ یوں کہا ہوتا کہ میں  
سے میں لوگوں کو نہ دیکھوں اور لوگ مجھے نہ دیکھیں۔

وسیب بن ورد کا قول | وہیب بن ورد رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ میں نے  
آج تک لوگوں سے پچاس سال میل جول کیا ہے لیکن کسی نے میری غلطی معاف  
نہیں کی اور نہ میری لغزش سے درگزر کیا اور جب کبھی ان میں سے کوئی مجھ سے  
ناراض ہوا تو مجھے اس سے اپنی جان پر امن نہیں ہوا۔

حاتم اصم رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ لوگوں کو آگ فرض کرو اور بلا ضرورت  
ان کے پاس نہ جاؤ، اور جب ان کے قریب جاؤ تو اس طرح ڈھکے آگ  
کے قریب جانے سے ڈرتے ہو۔ ابو درداد رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ جو شخص  
لوگوں سے میل جول کرے وہ اس کا دل ضرور خراب کر دیں گے۔ جعفر بن حمید  
رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے بے شک لوگوں پر تیرا حق ہے اور لوگوں کا تجھ  
پر پس ایک دوسرے سے ڈرتے رہو۔

ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ تعالیٰ سفر میں تھے جب واپس آئے تو لوگوں  
نے سلیمان خواصؑ سے کہا کیا آپ ان کی ملاقات کو نہیں گئے؟ آپ نے فرمایا  
میں ڈرتا ہوں کہ ان سے مل کر چکنی چھڑی باتیں کروں تو اپنے آپ کو ہلاکت میں  
ٹوڑوں۔ حسن بن صالح رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے ہم نے ایسے لوگ دیکھے ہیں  
جو دور سے دوستی رکھتے تھے اور ملاقات کو برا جانتے تھے۔



ربیع بن خثیم رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ آدمی کو عبادت کیلئے گوشہ نشین ہونا اس وقت مناسب ہے جب اس کو دین سے پوری واقفیت ہو جائے۔ امام مالک رضی اللہ عنہ فرماتے تھے پہلے دین میں تفقہ پیدا کرو پھر گوشہ نشینی اختیار کرو۔ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں آدمی کا اپنے گھر کے اندر بیٹھ کر رہنا اچھا ہے کہ لوگ اسے نہ دیکھیں اور وہ لوگوں کو نہ دیکھے۔ سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے واللہ آج کل لوگوں سے علیحدہ رہنا حلال ہے حدیثیں کہتا ہوں) حلال یعنی واجب ہے جیسا کہ حدیث میں آیا ہے فقد خلت لہ شفاعتی یعنی اس کے لئے میری شفاعت واجب ہو چکی۔

لوگ عقول کے چور ہیں | ابو سفیان رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے تم لوگوں سے علیحدہ رہنے کی کوشش کرو کیونکہ وہ عقول کے چور ہیں۔

ابوبکر وراق رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ جب تک تم لوگوں سے ملنا نہ چھوڑو اللہ تعالیٰ سے محبت کی آندہ نہ کرو اور جب تک تم ظالموں سے ملنے چلتے رہو اللہ تعالیٰ کی رضا کے خواستہ مند نہ ہو اور جب تک تم دنیا کے طالب ہو اللہ کی اپنے ساتھ محبت کا طبع نہ کرو اور جب تک تم یتیم پر سختی کرتے ہو اپنے دل کی نرمی کے طالب نہ ہو۔

داؤد طاک رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے گوشہ نشینی اس کو مناسب ہے جو دنیا سے بے رغبت ہو لیکن جو لوگ اپنے دل کو دنیا میں لگاتے ہیں ان کو گوشہ نشینی سے کوئی فائدہ نہیں، پس جو شخص گوشہ نشین ہو اور اللہ تعالیٰ کو اپنا نمونہ نہ بنائے اور قرآن مجید کے ذریعے مناجات نہ کرے وہ غلط راستہ پر ہے اور اس کی گوشہ نشینی صحیح نہیں ہے۔

سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے تو اپنی نشست ایسی جگہ اختیار کر جو تیرے وجود کو منحفی رکھے اور تیری آواز کو لپٹ بنا دے۔

مالک بن دینار کا قول | مالک بن دینار رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ جو شخص حق تعالیٰ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ رضی اللہ عنہم کے پاس نہ بیٹھا وہ اپنی گوشہ نشینی میں ناکام رہا۔ کسی نے آپ سے دریافت کیا یہ کیونکر ہو سکتا ہے؟ آپ نے فرمایا قرآن مجید کو بغور پڑھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال و افعال اور صحابہ رضی اللہ عنہم کے اقوال و افعال میں فکر کرے، جو شخص ایسا کرے اس نے گویا اللہ تعالیٰ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ رضی اللہ عنہم سے گفتگو کی۔

داؤد طائی رحمہ اللہ تعالیٰ جب لوگوں سے علیحدہ ہو گئے تو آپ کے دوستوں نے اس پر ملامت کی۔ آپ نے فرمایا میں لوگوں سے ایسے وقت علیحدہ ہوا ہوں جب میں نے دیکھا کہ چھوٹا بڑے کی عزت نہیں کرتا اور دوست کو دیکھا کہ میرے عیوب شمار کرتا ہے تاکہ جب ناراض ہو تو ان سے میری ہجو کرے۔

گوشہ نشینی کا فائدہ | ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے گوشہ نشینی کا اٹل فائدہ یہ ہے کہ انسان کوئی بڑائی نہیں دیکھتا جس کو وہ ناپسند کرے۔

بشر بن منصور رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں لوگوں سے واقفیت کم کرنے کی کوشش کریں کہ تجھے معلوم نہیں کہ عبادِ ایا اللہ کبھی تیری ذلت کا کوئی واقعہ پیش آجائے پس اس وقت بہت کم لوگ تیرے واقف ہوں گے۔

یوہنہ سنجقانی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے لوگوں سے عزت کرنے میں یہ بھی شامل ہے کہ اگر آدمی کو ضرورت کے لئے باہر جانا ہو تو ایسی جگہ جائے جہاں کم آدمی ہوں۔ عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ تعالیٰ کا ایک رطل کا تھا

جس کا نام عبداللہ تھا۔ ان کے پاس ایک تہہ خانہ تھا جس میں بیٹھا کرتے تھے اور اس میں سے سوائے اوقات نماز کے باہر نہیں نکلتے تھے۔

سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے آج کل کا زمانہ خاموشی اور گھر میں بیٹھ کر گزارنے اور وزیر پر قناعت کرنے کا ہے حتیٰ کہ موت آجائے۔  
عزت میں دین کی سلامتی ہے | کھول دو عبداللہ تعالیٰ فرماتے تھے لوگوں کی صحبت میں اگر کچھ نیکی بھی ہو تو بھی ان سے عزت کرنے میں دین کی زیادہ سلامتی ہے۔

سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں میں ابی حذیفہ البدری رضی اللہ عنہ سے ملا تو انہوں نے سنہ فرمایا اسے سفیان ہم نے سوائے اللہ تعالیٰ کے اور کسی کی طرف سے اچھائی نہیں دیکھی، تو پھر ہمیں کیا ہو گیا ہے کہ ہم اس کی طرف رجوع نہیں کرتے جس کے سوا کسی سے دعا لینی نہیں دیکھتے۔

میں نے سید ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ تعالیٰ کو شام میں دیکھا تو میں نے کہا اے ابوالاسحاق تو نے ثراسان کو چھوڑ دیا اور یہاں بیٹھا ہے۔ اس نے کہا ہاں میری زندگی یہیں آرام سے گزرتی معلوم ہوتی ہے۔ میں اپنے دین کو کھو بڑھنے لگے پھر تاہوں نہیں جو کوئی دیکھتا ہے وہ مجھے ملاج یا شتر بان یا پاگل سمجھتا ہے۔  
سفیان ثوری کا قول | سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے ہم نے ایسے لوگ دیکھے ہیں جو دوائے ان سے شفا حاصل کرتے تھے لیکن آج کل لوگ ایسی بیماری بن گئے ہیں جس کی کوئی دوا نہیں۔

حماد بن زید رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ میں مالک بن دینار کی ملاقات کو گیا، میں نے دیکھا کہ ان کے سامنے ایک گنا بیٹھا ہے۔ میں نے اسے ہٹانا چاہا تو انہوں نے سنہ فرمایا اے حماد جانے دو یہ اس پریشانی سے اچھا ہے جو میرے



پاس لوگوں کی غیبت کہے۔

عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ تعالیٰ جب بصرہ سے بغداد میں آئے انہوں نے محمد بن واسع کا پتہ دریافت کیا مگر آپ کو کوئی نہیں جانتا تھا۔ عبداللہ نے کہا یہ آپ کی بزرگی کی علامت ہے کہ آپ کو کوئی نہیں جانتا، چنانچہ وہ آپ کے ساتھ زیادہ محبت اور تعظیم سے پیش آئے گئے۔

حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے ایک دفعہ میں نے ایک آدمی کو لوگوں سے علیحدہ بیٹھے ہوئے دیکھا تو میں نے پوچھا تم لوگوں سے میل جول کیوں نہیں کرتے؟ اس نے جواب دیا میں ایسی بات میں مشغول ہوں جو اس سے زیادہ اہم ہے میں نے پوچھا وہ کیا ہے؟ اسی نے کہا میں ہر روز نعمت اور گناہ کے درمیان ہوتا ہوں، پس میں نعمت کے شکر اور گناہ کے استغفار میں لگا رہتا ہوں۔ میں نے اسے کہا تو حسن سے زیادہ عقلمند ہے۔ پس اسے براہ راست اکیلے رہو۔

عے فضیل بن عیاض رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے آدمی کی بکثرت واقفیت اس کی قلت عقل کے باعث ہے۔

کسی نے ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ تعالیٰ سے کہا آپ لوگوں سے میل جول کیوں نہیں کرتے تاکہ ان کو نیکی کی نصیحت کریں اور برائی سے روکیں؟ آپ نے فرمایا میرا ان سے ملاقات نہ کرنا اس حق کو ماقط کرتا ہے۔

عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ تعالیٰ سے کسی نے کہا آپ لوگوں میں کیوں نہیں بیٹھتے؟ آپ نے جواب دیا مجھے اتنی فرصت نہیں۔

عزالت سے بیداری پیدا ہوتی ہے۔ فضیل بن عیاض رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ سلف عزالت اور تنہائی اس لئے اختیار کرتے کیونکہ اس سے غفلت دور

جو کہ بیداری پیدا ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ سے بکثرت مراقبہ بالغیب ہوتا ہے۔ جو شخص بھی اپنے رب کی عبادت کرتا ہے وہ چاہتا ہے کہ اسے کوئی نہ دیکھے، اگر توبہ کر سکتا ہے کہ لوگوں کی خدمت کے لئے جائے اور لوگ تیرے لئے چل کر نہ آئیں اور تو ان سے سوال نہ کرے نہ وہ تجھ سے سوال کریں تو ایسا کر لے، بندہ میں کسی آدمی کو ملوں اور وہ مجھ کو سلام نہ کہے تو میں اس کا احسان سمجھتا ہوں۔ یہی کیفیت اس وقت ہوتی ہے جب میں بیمار ہوں اور کوئی میری عبادت کو نہ آئے۔ ایک دفعہ کوئی شخص آپ کے پاس دفعتاً اندر آ گیا۔ آپ کھڑے ہو گئے اور اس کے لئے کمرہ خالی کر دیا اس شخص نے پوچھا کیا بات ہے اسے ابا علی کیا آپ میرے لئے آئے تھے ہیں؟ آپ نے فرمایا توبہ چاہتا ہے کہ میں تیرے سامنے معزز بن سکے بیٹھوں اور تو میرے سامنے چپٹی چپٹی باتیں کرے، خدا کی قسم مجھے علیحدگی ہی میں لذت اور راحت حاصل ہوتی ہے۔

ابو دناہ رضی اللہ عنہ فرماتے تھے ہم نے ایسے لوگ دیکھے ہیں جو گویا ملائم پتے تھے اور جن میں کوئی کاٹنا نہ تو مگر اب سب کاٹے ہوئے ہیں اور پتہ کوئی نہیں رہا۔

سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے مجھے سفیان ثوری نے اپنی زندگی میں اور مرنے کے بعد حیب میں نے ان کو خواب میں دیکھا یہی کہا کہ لوگوں سے حتیٰ الوسع واقفیت کم کر کیونکہ ان سے خلاصی مشکل ہے، کوئی شخص ایسا نہیں کیا گیا جس نے واقف سے تکلیف نہ اٹھائی ہو۔

ابراہیم بن ادیم کا قول | ایک دفعہ ابولہسیم بن ادیم رحمہ اللہ تعالیٰ سے کہا گیا آپ لوگوں سے میل جول کیوں نہیں کرتے؟ انہوں نے جواب دیا کہ لوگ تو طبقات زمین کے نیچے چلے گئے!



پس اسے دوست تیراں باتوں کو یاد رکھ اور لوگوں سے حتیٰ الوسع علیحدہ کر  
 اختیار کر۔ یہ دوسری صدی کے لوگوں کی باتیں ہیں، پھر تیسرا کیا حال ہو گا کہ  
 تو تو دسویں صدی میں ہے، اور اس بات سے پرہیز کر کہ شیطان تیرے ساتھ  
 کیسے اور یہ کہے کہ تو اللہ کے فضل سے ایسے مقام پر پہنچا ہے جہاں تجھے  
 اللہ سے کوئی چیز غافل نہیں کر سکتی، کیونکہ شیطان کی دسیہ کاریوں میں سے  
 اسے دوست یقیناً تو مقام میں ان اسلاف سے کم ہے۔ پس اس میں  
 غور کر، اور سب تعریف اللہ کے لئے ہے جو تمام  
 جہانوں کا پروردگار ہے۔





## ۴۹ - تواضع

سلف صالحین رضی اللہ عنہم کے اخلاق میں سے ایک یہ ہے کہ وہ بچوں  
بچوں مقامات میں ترقی کرتے تواضع میں بڑھ جاتے بر خلاف اس شخص کے جو  
پیرائے کے قریب ہوتا ہے کہ جتنا وہ اس کے قریب ہوتا ہے اتنا ہی اپنے کو  
بڑا دیکھتا ہے، مگر یہ لوگ بچوں جیسا کہ بارگاہ الہی میں قرب حاصل کر سکیں یا نہ  
ہو اللہ تعالیٰ کی غفلت دیکھ کر اپنے آپ کو غمگین سے بھی حقیر خیال کرتے ہیں،  
اسی لئے حبیب شیطان نے تم کو یاد کیا اور کہا اَنَا خَيْرُ مَنْشَأَةٍ تَرَدُّكَ اِلٰی سَبِيلِ  
رَبِّكَ اُكْبَرُ۔

مکبر مونی اللہ کا دشمن ہے [پس اسے دوستی اس میں غور کرادیں جو موصوفی کو تم کو  
دیکھے اس سے دور بھاگ کیونکہ وہ اللہ کا دشمن ہے، جیسا کہ ابن عباس رضی اللہ  
عنه نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف وحی فرمائی  
اسے موسیٰ مخلوق میں سے میرے نزدیک سب سے بڑا وہ شخص ہے جس کا دل حکیم  
زبان تندرست، ہاتھ نخیل اور خلق برابہ۔

ابو مسلم بن ولابی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ مکبر کمینہ شخص ہی کرتا ہے اور  
فخر زایل ہی سے واقع ہوتا ہے اور باطل امور پر کوئی ناقص الاصل ہی تعصب  
کرتا ہے۔

ایہ بیہیمان دارانی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ اگر تمام مخلوق اس پر جمع ہو  
جائے کہ مجھ سے اپنے آپ کو حقیر سمجھنا چھڑا دیں تو میں وہ ایسا نہ کر سکیں گے۔

ابوالیوب سختیانی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے ایک قوم نے عزت طلب کی تو اللہ نے انہیں ذلیل کر دیا، اور ایک قوم نے تواضع اختیار کی تو اللہ نے انہیں عزت بخشی۔ کہتے ہیں کہ سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالیٰ جب رملہ میں آئے تو ابراہیم بن ادیمؒ نے انہیں پیغام بھیجا کہ ہمارے ہاں آؤ اور ہمیں حدیث سناؤ۔ ابراہیمؒ نے کسی سے کہا آپ سفیانؒ جیسے کو کہتے ہو کہ آپ کے پاس آئے۔ آپ نے فرمایا ہاں میں تمہیں اس کی شدت تواضع دکھلاتا چاہتا ہوں۔ پھر سفیانؒ آئے اور ان کو حدیث سنائی۔

سلیمان خواص رحمہ اللہ تعالیٰ اسخاوت اور حسن خلق میں ابراہیم خلیل علیہ الصلوٰۃ والسلام سے مشابہ تھے۔

تواضع ایک عظیم نعمت ہے | عروہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتے تھے تم تواضع کو لازم جانو کیونکہ یہ ایک عظیم نعمت ہے اور اس پر کوئی حسد نہیں کرے گا۔ سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں جو شخص ناحق تکبر کرے وہ قرآن مجید کے فہم سے محروم ہو جاتا ہے اور جو شخص ناحق عزت حاصل کرے اسے لازمی طور پر ذلت نصیب ہوگی۔

سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے زاہد بلا تواضع الیسا ہے جیسے بغیر کھل کے درخت، جو شخص اپنے آپ میں تواضع نہ کرے وہ دوسرے کے نزدیک محرز نہیں ہوتا۔

عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اپنے دسترخوان سے جذامی ابرص وغیرہ مراہیوں کو نہ بٹاتے بلکہ ان کے ساتھ بیٹھ کر کھاتے اور فرماتے اصل تواضع یہ ہے کہ حقیروں کے پاس بیٹھیں مگر یہ کام کسی حظ نفسانی کے لئے نہ ہو یعنی لوگ جو تنہوں کے پاس بیٹھتے ہیں اور ان کے دل میں اتنا تکبر ہوتا ہے جسے

خوار جانتا ہے اور اس جگہ بیٹھے پران کو صرف یہ بات ترغیب دیتی ہے کہ لوگ انہیں متواضع کہیں گے، اور فرماتے تیرے متواضع ہونے کی علامت یہ ہے کہ تو لوگوں میں اپنے متعلق نیکی اور تقویٰ کے ذکر کو برا سمجھے۔

کامل تواضع کیا ہے؟ | ابن سبک رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے سب سے بڑھ کر تواضع یہ ہے کہ اپنے آپ کو کسی شخص سے افضل خیال نہ کرو اور جسے دیکھو اسے اپنے سے افضل سمجھو پس تو اپنے ہر ایک معصراں افضل خیال کرو اور اللہ تعالیٰ کی رحمت کا امیدوار ہو اور اس سے دعا کی التجا کرو اور یقین رکھو کہ اللہ تعالیٰ اس کے تکل سے تیری معیبت نہ کر دے گا، یہی کامل تواضع ہے۔

ہمیں خبر ملی ہے حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے تھے کہ عالم سب سے بڑھ کر لوگوں کی خدمت کرنے کا مستحق ہے۔

مالک بن دینار رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے اگر نادہی کرنے والا مسجد کے دروازہ پر نہ آکر دے کہ سب سے بڑا شخص یا ہر نکل آئے تو دروازہ کے پاس مجھ سے پہلے کوئی نہ آئے مگر وہ جو مجھ سے طاقت میں بڑھ کر ہو۔

حاتم الاحم رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ تکبر کو دنیا سے نہیں نکالتا جب تک کہ ادنیٰ خدمت کاروں اور ہمہ سالوں سے اس کو ذلت نہ دکھائے اور موت سے پہلے وہ اپنے بول و براز سے آلودہ نہ ہو۔

ابو تراب نخشی کا قول | ابو تراب نخشی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں فقیر کو حقیر جاننا عین تکبر ہے، ایسا ہی نقرہ کے حق میں برا کہنا کتوں کی خصلت ہے۔

ابو سلمان رحمہ اللہ تعالیٰ ایک دن عبد الملک کے پاس گئے اور دو رکھڑے ہو گئے۔ عبد الملک نے دریافت کیا اے سلمان تو دو رکھڑے کھڑے ہوئے؟ آپ نے فرمایا مجھے دور سے بلایا جاتا نزدیک سے ہٹا دیتے ہیں اچھا معلوم ہوتا ہے۔



کا عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ تعالیٰ خلیفہ ہونے سے پہلے ایک ہزار وینار کا لباس پہنتے تھے اور فرمایا کرتے اگر یہ گھر دیا نہ ہوتا تو بہت اچھا تھا، مگر جب خلیفہ ہوئے تو پانچ درم کی پوشاک پہنتے اور فرماتے کیسی عمدہ اور نرم ہے، کسی نے اس بارے میں کہا تو آپ نے فرمایا پہلے میرا دل رفعت چاہتا تھا اب میں خلیفہ ہو گیا ہوں اور اہل دنیا کے نزدیک یہ سب سے بلند درجہ ہے اس لئے میرا دل اللہ کے ہاں کی چیزوں کا طالب ہوا ہے اور دنیا سے بے رغبت ہو گیا ہے سچے ہیں کہ آپ کبھی فرش پر سجدہ نہ کرتے تھے بلکہ مٹی پر کرتے۔

عبداللہ اسی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے اللہ تعالیٰ نے کوع و سجود و حقیقت منکبروں پر فرض کئے ہیں جیسا کہ میں اور فرعون و نادر و شیران جیسے لوگ۔

یحییٰ بن خالد رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ شریف جیب عبادت کرتا ہے تو تواضع کرتا ہے برعکس کینے کے۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ جب مروان کے زمانہ میں مدینہ کے حاکم تھے تو بازار سے لکڑیوں کا گٹھا سر پر اٹھا کر لاتے اور کہتے جلتے اپنا میر کے لئے رکھنا چھوڑ دو امیر المؤمنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ تیزی سے چلا کرتے تھے اور فرماتے کہ یہ رفتار تکبر اور خود پسندی سے بہت دور ہے اور حاجت کو جلد پورا کرنے والی ہے عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ تعالیٰ مہمان کی خدمت بذات خود کیا کرتے تھے اور رات کو اس کے لئے خود چراغ درست کرتے اور کسی خادم کو نہ جگاتے تھے۔

احادیث نبوی | حدیث میں آیا ہے کہ سلیمان بن داؤد علیہا الصلوٰۃ والسلام نے شروع کرے باعث موتے دم تک کبھی آسمان کی طرف نظر اٹھا کر نہ دیکھا تھا حالانکہ ان کو اس قدر بادشاہت و شہادت تھی۔ ایک اور حدیث میں آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

خادمہ کے ساتھ مل کر کھانا کھاتے اور جب وہ چکی پیسنے سے تھک جاتی تو آپ اس کا ہاتھ بٹاتے تھے۔ آپ کو ازاد سے کوئی چیز گھراٹھا کر لانے میں حیا مانع نہ ہوتی تھی اور آپ غنی و مفلس دونوں سے مصافحہ کرتے تھے، جب آپ نے حج کیا اور حجۃ العقبہ کی رمی کی تو آپ کے پیش گاہ کوئی خادم وغیرہ لوگوں کو ہٹانے والا نہ تھا۔

یہی بن معاذ رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ اپنے مال پر تکبر کرنے والے کے سامنے تکبر کرنا اللہ عزوجل کے نزدیک تو اضعیف ہے۔  
بشر عافی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے حضرت عیسیٰ علیہ السلام شام سے بیل پر سوار ہو کر حج کو گئے تھے۔

عالم اہم رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے آج کل کے مفرد، علماء اور قادیلوں کی متواضع صورتوں کو نہ دیکھو کیونکہ یہ لوگ امر اور یاد شاہوں سے بھی زیادہ تکبر ہیں۔ پس اسے دوست اپنی حالت پر غور کرو اور اپنے آپ کو دیکھ، اکثر اوقات تو بہت بڑا متکبر ہوتا ہے مگر تجھے علم نہیں ہوتا، اور اکثر تو ایک موٹا بچہ پہنے ہوتا ہے مگر اس میں باریک لباس پہننے والوں سے بھی زیادہ متکبر ہوتا ہے۔ اور سب تعریف اللہ کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔





## ۴۰۔ توبہ و استغفار

سلف صالحین رضی اللہ عنہم کے اخلاق میں سے ایک یہ ہے کہ وہ دن رات بکثرت توبہ و استغفار کرتے کیونکہ ان کو یقین ہوتا کہ وہ اپنے کسی فعلِ حسی کہ عبادات میں بھی گناہ سے محفوظ نہیں، پس وہ عبادات میں خشوع اور مراقبہ کی کمی پر استغفار کرتے رہو فیما ثے سلف کا یہی طریق تھا برخلاف ہمارے زمانہ کے اکثر متصوفین کے، یہاں تک کہ ایک بار ان میں سے کسی کو میں نے یہ کہنے سنا کہ بحمد اللہ تعالیٰ ہم ایسی قوم ہیں جن کا کوئی گناہ نہیں۔ میں نے اس سے پوچھا یہ کیونکر؟ اس نے کہا کیونکہ ہم یقین ہے کہ فاعل اللہ تعالیٰ ہے نہ کہ ہم، تو میں نے اسے کہا تمہارے لئے توبہ و استغفار کرنی واجب ہے کیونکہ تم نے شریعت کے تمام ارکان گرا دیئے اور اس کے حدود توڑ ڈالے ہیں بخدا اگر میں بادشاہ ہوتا تو ایسے شخص کی گردن اڑا دیتا کیونکہ تمام انبیاء و رسل علیہم الصلوٰۃ والسلام اور جمیع اکابر اس بات کے قائل تھے کہ اللہ تعالیٰ ان کے افعال کا خالق ہے لیکن پھر بھی وہ استغفار کرتے اور روتے یہاں تک کہ ان کے آنسوؤں سے زمین پر گھاس اگ آتی۔

گناہوں کا علاج استغفار ہے | رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے یاد رکھو میں نہیں تمہارے مرض اور علاج سے اطلاع دیتا ہوں، تمہارے مرض تو گناہ ہیں اور تمہارا علاج استغفار ہے۔

امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے تھے تعجب ہے اُس پر جو ناپید



ہو حالانکہ نجات اس کے پاس ہے۔ جب ان سے دریافت کیا گیا کہ نجات کیا ہے تو آپ نے فرمایا کثرت استغفار۔

فضیل بن عیاض رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے اللہ تعالیٰ سے استغفار

کرنا بغیر اس کے کہ طبیعت گناہوں سے اکھڑ جائے جھوٹوں کی توبہ ہے۔

یحییٰ بن معاذ رحمہ اللہ تعالیٰ، اللہ تعالیٰ سے ان الفاظ میں مناجات

کرتے ہیں: اے الہی شیطان تیرا دشمن ہے اور ہمارا بھی دشمن ہے تو اس کو ایسی

چیز سے غصہ نہ دلا جو اسے ہماری بخشش سے زیادہ تکلیف دہ ہو۔ پس اسے

ارحم الراحمین ہم کو اپنی رحمت سے بخش دے۔

ابو عبد اللہ انطاکی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ایک گناہ کا ترک کرنا خواہ

صغیرہ ہی کیوں نہ ہو ہزار حج اور ہزار جنگ اور ہزار غلام آزاد کرنے سے زیادہ

رحمت کا امیدوار بناتا ہے۔ ایک روایت ہے کہ ایک جھوٹا یا وعدہ خانی

یا بُری نظر کا چھوڑنا ان کثیر نوافل کی نسبت جن کے ساتھ جھوٹا بُری نظر

وعدہ خلافی بھی ہو رحمت و مغفرت کا زیادہ امیدوار بناتا ہے۔

سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے چار چیزیں ایسی ہیں جو عاقل

کے نزدیک ناقابل لحاظ ہوتی ہیں خشتی کا جماع نہ کرنا، عورتوں کی عبادت،

شکری کی توبہ اور لڑکوں کا قرآن پڑھنا۔

رابعہ عدویہ کا قول | رابعہ عدویہ رحمہا اللہ تعالیٰ فرماتی تھیں ہماری استغفار

بھی استغفار کی محتاج ہے یعنی اس لئے کہ اس میں صدق نہیں ہوتا۔

خالد بن معدان رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ تائب جہنم پر سے گزریں گے

مگر اسے دیکھیں گے نہیں تو عرض کریں گے اے ہمارے پروردگار کیا تو نے

ہم سے آگ پر سے گزرنے کا وعدہ نہیں کیا تھا۔ جواب ملے گا تم اس پر سے

گزرے تھے اور وہ بھی ہوئی تھی کیونکہ تم تائب تھے اور وہ گناہوں پر اصرار کے بغیر جوش میں نہیں آتی۔ اہل سنت کا اجماع ہے کہ قتل و غصب اور شرابخواری وغیرہ تمام گناہ تو بہ سے معاف ہو سکتے ہیں۔

کہتے ہیں کہ مسروق رحمہ اللہ تعالیٰ سے دریافت کیا گیا کیا مومن کے قاتل کے لئے توبہ ہو سکتی ہے؟ آپ نے فرمایا جو دروازہ اللہ تعالیٰ نے کھلا ہے میں کسے بند نہیں کر سکتا۔

ابو انجوز اور حمد اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ آدمی گناہ کر کے ہمیشہ نادم رہتا ہے یہاں تک کہ جنت میں داخل ہوتا ہے۔ اس وقت شیطان کہتا ہے کاش میں اس سے گناہ نہ کراتا۔

حضرت علیؓ کا قول | امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے تھے تم میں سے اچھے لوگ تمام گناہ گار تائب ہیں، پھر یہ آیت پڑھتے اِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ التَّوَّابِیْنَ واللہ تائبوں کو دوست رکھتا ہے۔

ربیع بن خثیم رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے تم میں سے کوئی استغفر اللہ تعالیٰ وَاَنْتَ بِاَلٰیہِ نہ کہے کیونکہ اگر اس نے توبہ نہ کی تو یہ کہنا جھوٹ اور گناہ ہوگا بلکہ یوں کہنا مناسب ہے اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ ذَنْبِیْ عَلٰی رَاۤءِ اللّٰہ مجھے معاف کر اور مجھے توبہ کی توفیق دے کسی نے آپ سے دریافت کیا کہ استغفر اللہ کے الفاظ حدیث میں آتے ہیں؟ آپ نے فرمایا وہ صادقوں کے حق میں ہے۔

ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے مجھے نہ قرآن مجید اور نہ سنت سے یہ معلوم ہوتا ہے اور نہ کسی اور ذریعہ سے میرے علم میں آیا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے کہا ہو میں گناہ کو معاف نہیں کروں گا۔ (میں کہتا ہوں) شاید

اُن کی مراد خاص یہی الفاظ ہوں اور نہ قرآن مجید میں ہے اِنَّ اللّٰهَ لَا يَخْفٰهُ  
 اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ ۝ واللہ تعالیٰ شرک معاف نہیں کرے گا لہذا اُن کے کلام کو  
 اہل اسلام کے گناہوں پر محمول کیا جائے، جیسا کہ علماء نے آیت اِن اللہ یخفون  
 الذُّلَّ ذُبَّ جَبِيْهًا ۝ واللہ تعالیٰ تمام گناہ معاف کر دے گا، کو اہل اسلام کے  
 گناہوں پر محمول کیا ہے۔

حضرت داؤد کی ندامت اثبات البنانی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ حضرت  
 داؤد علیہ السلام گناہ کے بعد بھی کوئی پینے والی شے آنسوؤں کی آمیزش کے  
 بغیر نہیں پیتے تھے۔

الکب بن دنیا رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے میں اپنے ایک ہمسایہ  
 کے پاس گیا، وہ بیمار تھا اور گنہگار تھا۔ میں نے کہا اسے دوست تو اللہ تعالیٰ  
 سے توبہ کا عہد کر شاید تجھے شفا حاصل ہو۔ اس پر وہ رو پڑا۔ میں نے گھر کے  
 ایک کونے سے اُتف کو یہ کہتے سنا کہ اگر اس کا عہد تیرے عہد جیسا ہے تو اس  
 کا کچھ فائدہ نہیں کیونکہ تو نے کئی بار ہم سے عہد کیا لیکن ہم نے تجھے کاؤب ہی  
 دیکھا، راوی کہتا ہے کہ اُس وقت مارکٹ پر غشی طاری ہو گئی۔

طلق بن عبید رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے اللہ تعالیٰ کے حقوق اس  
 قدر ہیں کہ بندہ ان کو پورا نہیں کر سکتا اور اس کے انعام بھی اتنے ہیں کہ انسان  
 ان کو شمار نہیں کر سکتا۔

ذوالنون مصری رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں  
 ہماری قوت سے بڑھ کر کھانے کو دیا ہے اور ہماری قوت سے کم تکلیف  
 دی ہے لیکن ہم اپنی قوت پر کفایت نہیں کرتے اور جو تکلیف دی ہے اس  
 میں اپنی قوت خرچ نہیں کرتے۔



مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے جو شخص ہر روز صبح و شام توبہ نہ کرے وہ ظالم ہے۔

کے حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ سے کہا گیا آپ اس شخص کی نسبت کیا کہتے ہیں جو توبہ کرے اور توبہ دے۔ پھر کرے اور توبہ دے اور اسی طرح کرتا رہے۔ آپ نے فرمایا میں اسے مومن ہی خیال کروں گا کیونکہ یہ فعل مومن ہی کا ہے۔ یحییٰ بن معاذ رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے توبہ کے بعد ایک گناہ بھی قبل از توبہ گناہوں سے بڑا ہے۔

توبۃ النصوح کی علامت [سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ تعالیٰ سے توبۃ النصوح کی علامت دریافت کی گئی۔ آپ نے فرمایا یہ چار چیزیں ہیں قلّت دنیا، قلّت نفس، عبادات کے ذریعے اللہ تعالیٰ کا زیادہ تقرب، اور عبادت کو کم اور ناقص خیال کرنا۔

بکر بن عبد اللہ المزنی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے اگر کوئی گنہگار تمام مجلسوں اور دروازوں پر یہ کہتا پھرے کہ میرے لئے اللہ تعالیٰ سے استغفار کرو تو اس کے لئے یہ کام لقمہ یا پیرانا کپڑا وغیرہ مانگنے سے بہتر ہوگا۔

تائب کون ہے؟ یحییٰ بن معاذ رحمہ اللہ تعالیٰ سے دریافت کیا گیا کہ تائب کون ہے؟ آپ نے فرمایا جو شخص جوانی میں توبہ کرے اور پھر اس سے نکال دیا جائے یہاں تک کہ اسے موت آجائے، پورھوں کی توبہ توبہ نہیں ہے کیونکہ ان کی شہوانی آگ گناہوں سے ٹھنڈی ہو چکی ہوتی ہے۔ مگر اللہ تعالیٰ نے توبہ قبول کرنے کا وعدہ فرمایا ہے جب تک کہ سورج مغرب سے طلوع نہ کرے۔

سعید بن مسیب رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ آیت فَاَتُوبُ اِلَیْهِ غَفُوْرًا وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ کی خطا معاف کر دیتا ہے، اس

شخص کے حق میں نازل ہوئی ہے جس نے گناہ کیا اور پھر توبہ کی اور پھر گناہ کیا اور توبہ کی۔

فضیل بن عیاض رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے اللہ عزوجل نے داؤد علیہ السلام کو فرمایا اے داؤد! گنہگاروں کو بشارت دو کہ اگر وہ توبہ کریں تو میں ان کی توبہ قبول کروں گا، اور صدیقوں کو ڈراؤ کہ اگر میں ان پر اپنا عدل برتوں تو ان کو عذاب دوں۔

عبداللہ بن سبیب رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے اگر اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرنے پر تم پر عذاب نازل ہو تو تم صبح شام توبہ کرتے رہو۔

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے تھے جس شخص سے کوئی گناہ واقع ہوا ہو پھر اس کے یاد آنے پر اپنے دل میں ڈرے تو اس کا گناہ اُمّ الکتاب سے مٹا دیا جائے گا۔

فضیل بن عیاض رحمہ اللہ تعالیٰ مجاہدین کو جب وہ جہاد میں جانے لگتے خطاب کر کے فرماتے توبہ کرو کیونکہ یہ تم کو اس مصیبت سے روکے گی جس کو تلواریں نہیں روک سکتیں۔

مروی ہے کہ یونس علیہ السلام کی قوم نے جب عذاب دیکھا تو ان میں سے ایک آدمی کھڑا ہو گیا اور کہنے لگا اے اللہ میرے گناہ بہت بڑھ گئے ہیں لیکن تو بہت بڑا ہے، لہذا ہمارے ساتھ وہ کام کر جس کا تو اہل ہے اور ہمارے ساتھ وہ کام نہ کر جس کے ہم اہل ہیں۔ پس اللہ تعالیٰ نے ان سے عذاب دور کر دیا۔

یحییٰ بن معاذؒ بھی مناجات | یحییٰ بن معاذ رحمہ اللہ تعالیٰ رات کو مناجات میں فرمایا کرتے کہ اے اللہ میرے گناہ مجھے تکلیف دیتے ہیں اور میری توبہ مجھے گھبراتی

ہے، پس میری تمام زندگی تکلیف اٹھانے اور بچھلنے ہی میں گزرتی ہے۔  
 حبیب بن تمام رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے جو شخص گناہ کرے اور  
 پھر ڈرے کہ اس پر اللہ تعالیٰ اس کو عذاب میں مبتلا کرے گا تو اللہ اسے  
 معاف کر دے گا۔

سکا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے تھے جنت کے آٹھ دروازے  
 ہیں جو تمام کھلتے اور بند ہوتے ہیں، مگر توبہ کے دروازہ پر ایک فرشتہ ہے جو  
 اسے بند نہیں ہونے دیتا، پس اتجا کرو اور نا امید نہ ہو۔

عبد الرحمن بن قاسم رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کافر کے مسلمان ہونے  
 کا تذکرہ ہوا کہ اس کے پچھلے تمام گناہ معاف ہو جاتے ہیں تو میں نے کہا مجھے  
 امید ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک مسلمان اس سے افضل ہے کیونکہ مسلمان کی  
 توبہ گویا اسلام کے بعد اسلام ہے یعنی دوبارہ کلمہ پڑھنے کی طرح ہے۔

عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ فرماتے تھے میں تمہارے ساتھ کتاب اللہ  
 یا نبی مرسل ہی کی باتیں کرتا ہوں، آدمی جب گناہ کرتا ہے پھر اس کے بعد ایک لمحہ  
 کے لئے نادیم ہو کر اللہ تبارک و تعالیٰ سے استغفار کرتا ہے تو اس سے گناہ  
 فی الفور ساقط ہو جاتا ہے۔

تاہنوں کی ہم نشینی | امیر المومنین حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے  
 تھے تاہنوں کی ہم نشینی کرو کیونکہ وہ بہت نرم دل ہوتے ہیں۔

حدیث میں آیا ہے مَا أَصْرَ مَنْ اسْتَغْفَرَ ذَاتَ عَادٍ فِي الْيَوْمِ أَكْثَرَ  
 مِنْ سَبْعِينَ مَرَّةً یعنی جو استغفار کرے وہ مقرر نہیں ہوتا خواہ دن میں ستر بار سے  
 زیادہ گناہ کی طرف لڑے۔

ابراہیم بن ادیم رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے اللہ تعالیٰ اس آدمی کے



دل میں استغفار نہیں ڈالتا جسے عذاب دنیا منظور ہو۔  
 فضیل بن عیاض رحمہ اللہ تعالیٰ سے استغفر اللہ کے معنی دریافت کئے  
 گئے۔ آپ نے فرمایا اس کے معنی ہیں اے اللہ مجھے میرے گناہوں سے  
 بچالے۔

وہب بن منیر رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے جو شخص ندامت سے پہلے  
 استغفار کرے وہ گویا اللہ تعالیٰ سے استغفر اکتا رہے مگر اسے معلوم نہیں ہوتا،  
 اور یہ جھوٹوں کی توہید ہے (میں کہتا ہوں) اس کی تائید اس آیت سے ہوتی ہے  
 أَفَلَا يَتُوبُونَ إِلَى اللَّهِ وَيَسْتَغْفِرُونَ لَهُ دُخَانٌ مِّنَ الشَّجَرِ يَكُونُ دُخَانًا  
 نہیں کرتے کہ استغفار کو تو بہ مشتمل ندامت کے بعد بیان کیا ہے، پس اس میں غور  
 کر کیونکہ اس جگہ دائرہ ترتیب کے واسطے ہے۔ وَاللَّهُ أَغْلَىٰ

یحییٰ بن معاذ رحمہ اللہ تعالیٰ سے اُس مسلمان کی نسبت دریافت ہوا  
 جو گناہ کرے اور اس بات کو برا جانتے کہ لوگ اس پر اطلاع پائیں لیکن اللہ  
 تعالیٰ کی اطلاع کو اتنا برا نہ سمجھے، کیا یہ اس وجہ سے ہے کہ اُس کے دل میں اللہ  
 کی اتنی عزت نہیں ہے؟ آپ نے فرمایا نہیں، بلکہ اللہ کے کرم اور بخشش سے  
 پوری واقفیت کے باعث ہے کیونکہ وہ لوگوں کے برعکس اُس کو دنیا میں خواہ  
 نہیں کرتا۔

ایک اعرابی کی دعا | مروی ہے کہ ایک اعرابی اپنی دعا میں یوں کہا کرتا تھا کہ اے  
 اللہ گناہ پر اصرار کے باوجود میرا استغفار کرنا ملامت کے قابل ہے اور میرا اس  
 بات کو جان کر کہ تیری عفو و رحمت وسیع ہے استغفارتہ کرنا عجز ہے۔ پس اے  
 ارحم الراحمین تو اپنی رحمت سے میری ملامت کو میری امید کے بدلے معاف کر دے۔  
 یحییٰ بن معاذ رحمہ اللہ تعالیٰ جب آیت تَقُولَ لَا كِبَاسٍ لِّسِنَا

اس سے نرم بات کہہ کر کہتے تو فرماتے اے اللہ اگر تیرا یہ کلام اس شخص کے پاس  
 میں ہے جو اَنَا رَبُّكَ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنَا کا مدعی ہے تو اس شخص کے پاس ہے تیری کسی نرمی ہوگی  
 جو تیرے ساتھ کسی شے کا شرک نہیں کرتا بلکہ یقین کرتا ہے کہ تیرے سوا کوئی  
 معبود نہیں تو اکیلا ہے اور تیرا کوئی شریک نہیں۔ آپ فرماتے تھے مردی ہے  
 کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے روز مسلمانوں کا حساب ہر بانی سے لے گا اور کفار کا  
 حساب اس دن حجت اور عدل کے ساتھ لے گا۔

پس اسے دوست اسے یاد رکھ اور جب تک تو اس دنیا میں ہے بکثرت  
 استغفار کر کیونکہ اس سے جبار کا غصہ فرو ہو جائے گا، اور جب تو وہ امور بجالائے  
 جن کے متعلق شریعت میں گناہوں کا کفار ہونا وارد ہے تو بھی اپنے گناہوں کی  
 معافی کا یقین نہ کر، کیونکہ ایسا اوقات تو ان امور کی شرائط کو پورا نہیں کرتا۔ اور  
 یاد رکھ کہ مومن کو اس وقت تک اطمینان نہیں ہوتا جب تک کہ وہ جنت میں  
 داخل نہ ہو جائے، اور سب تعریف اللہ کے لئے ہے جو تمام  
 جہانوں کا پروردگار ہے۔



## ۱۷۰ امر بالمعروف

سلف صالحین رضوان اللہ علیہم اجمعین کے اخلاق میں سے ایک یہ ہے کہ وہ لوگوں کو نیکی کی تلقین کرتے اور بُرائی سے روکتے اگرچہ وہ خود اس پر عمل نہ کریں اور بُرائی سے نہ رکیں۔ اس خلق سے آج کل بہت سے لوگ خالی ہیں جو کسی شیخ صادق کی بیعت نہیں ہیں اور کہتے ہیں کہ امر بالمعروف وہی کر سکتا ہے جو خود قائم گناہوں سے ثابت ہو اور ہم لوگ تو گناہوں میں غرق ہیں۔ یہ قول علمائے عالمین کے خلاف ہے۔

حدیث نبوی | حدیث شریف میں آیا ہے کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی یا رسول اللہ کیا ہم امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کیا کریں خواہ خود اس پر پوری طرح کا رہندہ ہوں یا نہ؟ آپ نے فرمایا ہاں امر بالمعروف کرو خواہ خود اس پر کار بند نہ ہو اور نہی عن المنکر کرو خواہ خود اس سے پوری طرح باز نہ رہ سکو۔

امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ جو شخص بُرائی سے روکے اور فاسقوں سے دینی عداوت رکھے اور جب محرماتِ الہی کی پروا نہ کی جائے تو ناراض ہو تو اللہ تعالیٰ بھی اُس کے واسطے ناراض ہوتا ہے۔ حفص بن حمید رحمہ اللہ اعلیٰ سے کسی نے کہا کہ سفیان ثوری کو کس بات نے اس اعلیٰ درجہ تک پہنچا دیا حالانکہ ان کے گناہوں میں بہت بڑے گناہ تھے جو علم و عبادت میں ان سے کم نہ تھے۔ آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ ان



پر رحم کرے ان کو مواضع حق میں نافرمانوں کو حقیر جاننے اور ان کی رعایت نہ کرنے سے اعلیٰ درجہ تک پہنچا یا ہے۔ لہذا اوقات جب آپ کوئی برائی دیکھتے اور اسے روک نہ سکتے تو مارے غصہ کے خون کا پیشاب کرنے لگتے۔

امیر المؤمنین حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ فرماتے تھے عنقریب لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ ان میں سے صالح وہ ہوگا جو نہ تو امر بالمعروف کہے اور نہ کسی کو برائی سے روکے، پس لوگ کہیں گے ہم نے اس سے نیکی ہی نیکی دیکھی ہے کیونکہ اس نے کبھی اللہ تعالیٰ کے لئے غضب نہیں کیا۔

مومن کے مصائب | یحییٰ بن معاذ رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے دنیا میں مومن کے لئے تین مصیبتیں ہیں، اس کی نماز کا قوت ہونا، اس کے نیک دوست کا مرنا اور اسلام میں بدعت کا پیدا ہونا۔

امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے تھے لوگوں پر ایک ایسا وقت آئے گا کہ اس میں برائی کو برا کہنے والے تمام لوگوں کے دسویں حصے سے بھی کم ہوں گے اس کے بعد یہ سوال حصہ بھی چلا جائے گا تو پھر کوئی بھی برائی کو برا کہنے والا نہ رہے گا۔

اویس قرنیؓ کا قول | اویس قرنی رضی اللہ عنہ فرماتے تھے مومن کا حق پر قائم ہونا اس کے لئے دنیا میں کوئی دوست نہیں چھوڑتا اور جب بھی کوئی شخص لوگوں کو نیک بات کی ہدایت کرتا ہے اور برائی سے روکتا ہے تو اس کو بڑی بڑی نعمتیں لگاتے ہیں اور اس کی عزت خراب کرتے ہیں۔

کعب الاحبار رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جنت الفردوس خاص اس شخص کے لئے ہے جو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرے۔

دہیب بن ورد رحمہ اللہ تعالیٰ آیت وَجَعَلْنِي مَبَارَكًا اَيْنَمَا كُنْتُ

اور جہاں کہیں ہیں ہوں مجھے مبارک بتایا ہے، کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ یعنی آپ  
امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتے تھے۔

انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے تھے جو کوئی مسے کہ خلال شخص فعل بد  
کا مرتکب ہے اور پھر وہ اسے نہ روکے تو قیامت کے روز وہ کٹے ہوئے کالوں  
والا بہرا ہوگا۔

جریر بن عبد اللہ رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کسی قوم میں ذی عزت  
لوگ اگر ایسی بُرائی کو نہ روکیں جس پر وہ قدرت رکھتے ہوں تو اللہ تعالیٰ ان  
کو ذلیل کر دیتا ہے۔

ابودرداء کی نصیحت | ابودرداء رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ امر بالمعروف اور نہی  
عن المنکر کرتے رہو ورنہ اللہ تعالیٰ تم پر کوئی ظالم سلطان مسلط کر دے گا جو  
نہ تمہارے کسی بڑے کی عزت کو رے گا اور نہ چھوٹوں پر رحم کرے گا، پھر تم میں  
سے نیک لوگ اس پر بدعا کریں گے مگر وہ قبول نہ ہوگی، اور تم امداد طلب کرو گے  
تو تمہاری امداد نہ ہوگی اور استغفار کرو گے تو وہ بھی منظور نہ ہوگی۔

حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ فرماتے تھے میں حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ  
عنہ کے پاس گیا تو میں نے ان کو متفکر اور غمگین دیکھا۔ میں نے دریافت کیا  
یا امیر المؤمنین آپ مغموم کیوں ہیں؟ آپ نے فرمایا میں ڈرتا ہوں کہ کہیں میں  
کوئی گناہ کر بیٹھوں اور تم میں سے کوئی بھی میری تعظیم کے خیال سے مجھے فعل بد  
سے نہ روکے۔ حذیفہ نے فرمایا بخدا اگر ہم آپ کو حق سے دور دیکھیں گے تو  
ضرور روکیں گے اور اگر آپ نہ روکے تو آپ کو تلوار سے قتل کر دیں گے۔ پس  
حضرت عمر خوش ہوئے اور کہنے لگے کہ اللہ کا شکر ہے جس نے میرے دوست  
ایسے بنائے ہیں کہ اگر میں کجروی کروں گا تو مجھے سیدھا کر دیں گے۔

اللہ تعالیٰ نے یوشع بن نون علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی کہ میں تیری قوم سے چالیس ہزار نیک آدمی اور ساٹھ ہزار بدکار ہلاک کروں گا۔ یوشع علیہ السلام نے عرض کی اسے اللہ! بدکار تو ہلاک ہوئے مگر نیک کیوں ہلاک ہوئے گئے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کیونکہ وہ میری ناراضگی کے مواقع پر ناراض نہیں ہوتے بلکہ ان لوگوں کے ساتھ رکھاتے پیٹتے ہیں۔

نا فرمانوں سے محتاطیت | ابوامامہ رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ اس امت میں سے بعض لوگ قیامت کو بند اور خنزیر کی شکل میں اٹھیں گے کیونکہ وہ نا فرمانوں سے بے جا بول سکتے ہیں اور ان کو روکتے نہیں حالانکہ وہ انہیں روکنے کی قدرت رکھتے ہیں (میں کہتا ہوں) جب نا فرمانوں سے محتاطیت کرنے والوں کا یہ حال ہو گا لاکہ وہ خود فاعل نہیں ہیں تو ان لوگوں کا کیا حال ہو گا جن کے اعضا گناہ سے نہیں لٹکتے؟ ہم اللہ تعالیٰ سے اس کی ہر بانی طلب کرتے ہیں۔

سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالیٰ بازار میں جاتے تو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر فرماتے تھے، پھر اس کو ترک کر دیا لوگوں نے اس کا باعث دریافت کیا تو آپ نے فرمایا دین میں ایک رخنہ ہوا تھا جس کو ہم نے بند کرنا چاہا لیکن اب تو سمندر چل نکلا ہے اس کے روکنے کی کون طاقت رکھتا ہے۔

فضیل بن عیاض رحمہ اللہ تعالیٰ سے کسی نے کہا آپ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کیوں نہیں کرتے، آپ نے فرمایا میں ڈرتا ہوں کہ اگر میں ایسا کروں تو مجھے اس کی دوسرے سے تکلیف پہنچے جس کو میں برداشت نہ کر سکوں اور مجھے اپنے امر بالمعروف سے کہنے پر ناوہم اور رنجیدہ ہونا پڑے۔

سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالیٰ اپنے دوستوں کو فرماتے تھے کہ تم میری اقتدار نہ کرو ورنہ ہلاک ہو گے کیونکہ میں ایک مسکین، نیک و بد عمل کو ملانے والا



اور گناہگار شخص ہوں۔

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے تھے اللہ تعالیٰ کے نزدیک  
ایک بڑا گناہ ہے کہ کوئی شخص دوسرے کو بطور نصیحت کہے کہ تو اللہ سے ڈر  
اور وہ اس کا جواب دے کہ تو اپنے آپ کو سنبھال۔

امر بالمعروف کہل لازم ہے؟ سفیان بن یحییٰ رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ جس  
کام پر امت کا اتفاق ہو جائے اس میں امر بالمعروف کرنا لازم ہے اور جس میں  
علم کا اختلاف ہو اس میں لازم نہیں۔

حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ لوگوں پر معتقرب ایک زمانہ آئیگا  
جس میں لوگوں کی عجمت گدھے کے مردار کے مانند ہوگی بلکہ ان کے نزدیک گدھے  
کا مردار، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنے والے مومن کی ہم نشینی سے زیادہ  
پسندیدہ ہوگا۔

سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ آج کل زمانے میں کوئی ایسا  
شخص نہیں جس سے لوگ شرمندہ ہوں۔ لوگوں نے پوچھا یہ کیونکہ؟ آپ نے فرمایا  
انسان اس سے شرمندہ ہوتا ہے جو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرے اور جو ایسا  
نہ کرے اس کی ہدیت نہیں ہوتی کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ سے نہیں ڈرتا۔

امیر المؤمنین حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ ہر شخص میرے  
پاس میرے عیوب کا تحفہ لائے میں اس کے لئے اللہ تعالیٰ کی رحمت کا طالب  
ہوتا ہوں۔

ایک عالم کی حکایت | مالک بن دینار رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے منقول ہے کہ  
نبی اسرئیل میں ایک عالم لوگوں کو وعظ سنا یا کرتا تھا۔ اس کے گھر مرد و زن جمع  
ہوتے اور وعظ سنتے۔ اس عالم کا ایک نوجوان لڑکا تھا، اس نے ایک دن ایک

خوبصورت عورت کی طرف اشارہ کیا جو اس کے باپ نے دیکھ لیا اور کہا اے بیٹے صبر کرو راوی کہتا ہے کہ وہ اپنے تخت سے فوراً منہ کے بل گر پڑا یہاں تک کہ اس کے بعض جوڑ بھی ٹوٹ گئے۔ پس اللہ تعالیٰ نے اس وقت کے نبی کو وحی فرمائی کہ فلاں عالم کو خبر کرو کہ میں اس کی نسل سے کبھی صدیق پیدا نہیں کروں گا، کیا میرے لئے صرف اتنا ہی ناراض ہونا تھا کہ وہ اپنے بیٹے کو کہہ دے اسے بیٹے صبر کرو۔

سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ جب تم کسی شخص کو ہمسایوں کا محبوب اور لوگوں کے نزدیک نیک دیکھو تو جان لو کہ وہ مدہا ہے۔

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ حبیب کوئی آدمی مر جائے اور ہمسائے اس کو برا نہ کہیں تو سمجھ لو کہ وہ مدہا ہے غنا، دین کہتا ہوں) فی الحقیقت مدہا ہے دوسرے جو لوگوں کو ایسی باتوں سے خوش کرے جن سے اس کے دین میں خلل ہو، جیسا کہ مدائت لوگوں کو ایسی باتوں سے راضی کر لے جس سے اس کی دنیا کو نقصان پہنچے۔ پس پہلی صورت حرام ہے اور دوسری مستحب۔

مالک بن دینار رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کی طرف وحی فرمائی کہ فلاں فلاں گاؤں پر عذاب کرو تو فرشتوں نے بڑی عاجزی سے التجا کی کہ اے اللہ اس میں فلاں عابد تیرا نیک بندہ ہے۔ اللہ نے فرمایا اسے عذاب دے کر مجھے اس کی زاری سناؤ کیونکہ اس کا چہرہ میرے محرمات کو دیکھ کر کبھی متغیر نہیں ہوا۔

لقمان کا قول | لقمان علیہ السلام فرماتے تھے یہ جھوٹ ہے کہ برائی برائی سے بڑھتی ہے، اگر یہ سچ ہوتا تو آگ آگ سے بجھائی جاتی۔ کیا ان میں سے کوئی ایک دوسرے کو بجھا سکتی ہے، بلکہ برائی نیکی ہی سے کٹی ہے جیسا کہ پانی سے بجھایا جاتا ہے۔

ابو اسحاق ذری رحمہ اللہ تعالیٰ ہارون رشید کے پاس گئے۔ یہ بات  
یوسف بن اسباط رحمہ اللہ تعالیٰ کو معلوم ہوئی تو آپ نے ابو اسحاق کو برا کہا اور  
فرمایا تم اس شخص کے پاس کیونکر گئے جس کے ہاں حریری فرش بچھے ہیں؟ ابو اسحاق  
نے کہا اے یوسف تمہیں صرف حریری کی خبر پہنچی ہے۔ خون، زنا اور لوگوں کے  
مال کہاں گئے؟ کیا ہوا ہم تو اس کے پاس ایک ضرورت کو گئے تھے چنانچہ کہتے  
ہیں کہ اگر کوئی عالم کسی ظالم کے پاس جائے مگر اس سے کسی قسم کا سوال نہ ہو تو  
وہ راحت میں ہے، مجھ سے بھی کسی بات کا سوال نہ ہوا اور میں اس کے پاس  
بیٹھا رہا۔ اگر مجھ سے سوال ہوتا کہ یہ فرش حرام ہے تو میں کہہ دیتا کہ ہاں حرام ہے  
دیں کہتا ہوں یہ جواب محل نظر ہے۔ واللہ اعلم۔

سفیان ثوری کا قول | سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالیٰ سے کسی نے کہا کیا وہ شخص بھی  
امر بالمعروف کو جسے یقین ہو کہ اس کی بات قبول نہ ہوگی، تو آپ نے  
فرمایا ہاں تاکہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ معذور ہو جائے۔

مالک بن دینار رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے نیکی روتی ہوئی چلی گئی اور لا  
برائی منستی ہوئی آئی۔ پھر یہ اشعار پڑھتے

ذهب الرجال المقتدای یفعلوا لہم

والمنکرون لکل امر منکر

و یقین فی خلف ینکی بعضہم

بعضا لیدفع معور عن معور

(ترجمہ) جن لوگوں کے افعال کی پیروی ہوتی تھی اور جو ہر بری بات کو برا سمجھتے تھے سب  
گزر گئے۔ ان کے بعد ایسے لوگ رہ گئے ہیں جو ایک دوسرے کی صفائی کرتے ہیں تاکہ ایک  
بد باطن دوسرے سے مرکا رہے۔

پس اسے درست ان خصلتوں کو اپنے آپ پر جانچ تاکہ تجھے معلوم ہو کہ  
تو بھی برائی کو برا جانتا ہے یا نہیں؟ اور کیا تو ان لوگوں میں سے ہے جن کو اللہ تعالیٰ



محبوب رکھتا ہے یا نہیں؟ اور کیا تو نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کی  
امداد کی ہے یا اسے بلا مدد چھوڑ رکھا ہے؟ حالانکہ تجھے گمان ہے کہ تو رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وسلم کا نائب ہونے کی حیثیت سے لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف  
دیکھا رہا ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بعد علمائے امت کو اپنی  
شریعت کا امین بنایا ہے۔ آج کل اکثر لوگوں نے اپنے افعال و اقوال اور برائی  
پر خاموش رہتے ہوئے شریعت مطہرہ کو بے مدد چھوڑا ہوا ہے فلا حول  
ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم اور سب تعریف اللہ کے لئے ہے  
جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔



## تکبیر

سلف صالحین رضی اللہ عنہم کے اخلاق میں سے ایک یہ ہے کہ وہ اپنے اعمال پر فخر اور تکبر بالکل نہ کرتے بلکہ وہ اپنے آپ کو اعمال صالحہ ہی پر مستحقِ عذاب خیال کرتے چہ جائیکہ براہیموں پر، کیونکہ وہ اپنے اعمال میں اللہ تعالیٰ کی بے ادبی پر نظر رکھتے تھے۔ مروی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرمایا کرتے کہ کتنے چراغ ہیں جن کو ہوا گل کرتی ہے اور کتنی عبادت ہے جس کو تکبر خراب کر رہا ہے۔

وہب بن منبہ کا قول | وہب بن منبہ رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وہ ساعت جس میں انسان اپنے آپ کو ذلیل خیال کرے اُس کے لئے ستر سال کی عبادت سے بہتر ہے۔ ابو عبد اللہ انطاکی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ انسان کو عبادت میں سخت نقصان دینے والی وہ چیز ہے جو بد اعمالیوں کو بھلا دے اور صالحات کی یاد دلائے جس سے وہ شخص تکبر اور غرور میں لوگوں کے درمیان بڑھ جائے گا اور آخرت میں نیکی و ثواب سے بالکل محروم جائے گا حالانکہ وہ اپنے آپ کو صالحین میں شمار کرتا ہے۔

شعبی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے مروی ہے پہلے زمانہ میں ایک آدمی تھا کہ جب وہ چلتا تھا تو اُس کی بزرگی کے باعث اس پر بادل سایہ کرتے تھے۔ ایک شخص نے اُسے دیکھا تو کہا سجدائیں ہی اُس کے سایہ میں چلوں گا شاید مجھے بھی اس کی برکت حاصل ہو۔ راوی کہتا ہے کہ اُس آدمی نے جب لوگوں کو اپنے سایہ میں پہنتے دیکھا تو دل میں غرور کیا۔ پھر جب دو دنوں آپس میں جدا ہو گئے تو

صاحب دوسرے شخص کے ساتھ چلا گیا۔

علامات صدق | امیر المومنین حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے صدق تو یہ کی علامت یہ ہے کہ تُو خدا کے سامنے اپنے گناہ کا اقرار کرے اور تیرے اخلاقِ عمل کی علامت یہ ہے کہ تکبر کو چھوڑ دے اور صدقِ شکر یہ ہے کہ تو اپنی تقصیر کا اعتراف کرے۔

عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ تعالیٰ جب منبر پر خطبہ کہتے تو تکبر سے ڈر کر اپنے کلام کو ایسی طرف بدل دیتے جس میں تکبر نہ ہو، اور جب کوئی خط لکھتے اور اس میں تکبر کا خیال پیدا ہوتا تو اسے پھاڑ دیتے اور فرماتے اے اللہ میں تجھ سے اپنے نفس کی برائی کی پناہ مانگتا ہوں۔

سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالیٰ جب اپنا حلقہ درس وسیع ہوتا دیکھتے تو خوف زدہ ہو کر جھٹ اٹھ کھڑے ہوتے اور فرماتے واللہ ہم اپنی لاعلمی سے گرفتار ہو چکے تھے۔ راوی کہتا ہے ایک دن لوگوں نے اصرار کیا اور کہا تیرے جیسے نیک آدمی کو ایسی باتوں کا خوف نہیں ہوتا، آپ نے فرمایا میں ایسی باتوں سے دیگر لوگوں کی نسبت زیادہ ڈرتا ہوں کیونکہ میں اپنے ذلیل اخلاق سے واقف ہوں، بخدا اگر مجھ کو عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ایسی مجلس میں بیٹھا دیکھتے تو مجھے ڈرے لگاتے اور اٹھادیتے اور فرماتے کہ تُو اس لائق نہیں ہے۔

حرف بن عبد اللہ رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے اگر میں تمام رات سوؤں اور صبح کو اپنے سونے پر نادام ہوں تو یہ مجھے زیادہ پسند ہے اس سے کہ میں رات بھر قیام کروں اور صبح کو سونے والوں پر اپنے آپ کو فضیلت دوں، اسلاف تکبر کے خوف سے لوگوں کی کثرتِ صیام و عبادت کے عیب نکالتے تھے اور فرماتے پہلے تم علم سیکھو پھر عمل کرو کیونکہ ہر عمل میں آدابِ شرعی ہوتے ہیں۔



حسن بصری کا قول | حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ اگر بنی آدم کے تمام اعمال نیک ہوں تو تکبر انہیں ہلاک کر دیتا مگر اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت سے ان کو اپنے تقاضے دیکھنے میں مبتلا کر رکھا ہے۔

ایک دفعہ ایک آدمی نے ابراہیم القسبی رحمہ اللہ تعالیٰ سے کہا اے فقیہ آپ فلاں معاملہ میں کیا کہتے ہیں؟ ابراہیم نے جواب دیا جس زمانہ میں میں فقیہ بنا تھا وہ زمانہ بہت بُرا ہے۔

مزید امر عشی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے اگر تجھے اس بات کا ڈر نہ ہو کہ اللہ تعالیٰ تجھے سب سے افضل عمل کے بدلے عذاب دے گا تو تو ہلاک ہو جائے۔  
 رابعہ عدویہ رحمہا اللہ تعالیٰ فرماتی تھیں مجھے اکثر ثواب کی امید اس وقت ہوتی ہے جب میں اپنے نیک اعمال کو کم خیال کرتی ہوں۔ یعنی اس وقت محض اللہ تعالیٰ کے فضل و احسان پر اعتماد ہوتا ہے نہ کہ اعمال پر۔

حسان بن سنان رحمہ اللہ تعالیٰ اُمراء کے ملازموں سے اپنے حق میں دعا کروایا کرتے کسی نے آپ کو اس کے متعلق کہا تو آپ نے فرمایا ممکن ہے کہ ان میں سے کسی میں کوئی نیک خصلت ہو جو اللہ تعالیٰ کو پسند ہو اور شاید مجھ میں کوئی عادت ایسی ہو جو اللہ تعالیٰ کو ناپسند ہو، نیز ممکن ہے کہ میں اپنے آپ کو اس سے اچھا سمجھوں اس لئے وہ مجھ سے بہتر ہو۔

عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ تعالیٰ جب بیمار ہوئے تو لوگوں نے آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چوتھی جگہ میں دفن کرنے کا مشورہ دیا۔ راوی کہتا ہے کہ آپ ان کی بات سن کر کانپنے لگے اور فرمایا سبحان اللہ تعالیٰ مجھ کو دوزخ میں ڈالے تو سبھی میری بات سے زیادہ پسند ہے کہ اللہ تعالیٰ میرے دل میں یہ خیال ڈالے کہ میں اپنے آپ کو اس جگہ کے قابل سمجھوں۔

تکبر کی حقیقت | ابن مساک رحمہ اللہ تعالیٰ سے تکبر کی حقیقت دریافت کی گئی۔ آپ نے فرمایا تیرا اپنے اعمال کے ذریعے اپنے آپ کو لوگوں سے بڑا جلنے اور جس کسی کو عمل میں سست دیکھے اُس کو حقیر جاننے کا نام تکبر ہے۔

سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالیٰ بکثرت عبادت کیا کرتے تھے۔ ایک دن کسی نے آپ سے کہا ہم دیکھتے ہیں کہ آپ بہت عبادت کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا اپنی عبادت کو وہی زیادہ خیال کرتا ہے جو اللہ تعالیٰ سے جاہل ہو، کیونکہ ملائکہ اُس کی عبادت میں ایک لمحہ بھی سست نہیں ہوتے اور اگر وہ اپنے اعمال کو کثیر خیال کرنے لگیں تو اللہ سبحانہ و تعالیٰ کبھی اپنی بارگاہِ سماوی میں اُن کو جگہ نہ دے۔ لیکن اس قدر عبادت کے باوجود وہ عرض کرتے ہیں سُبْحَانَكَ مَا عَبْدُكَ حَقَّ عِبَادَتِكَ (اے اللہ تو پاک ہے ہم نے کاحقہ تیری عبادت نہیں کی)۔

میں نے سیدی علی خواجہ رحمہ اللہ تعالیٰ کو کہتے سنا ہے کہ اگر تمہیں یہ ڈرنے ہو کہ اللہ تعالیٰ تیرے نیک اعمال میں نقص کے بدلے تجھے ہلاک کرے گا چہ نیکہ تیرے گناہ ہوں تو تو ہلاک ہو جائے۔

یزید بن سرون رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے میں نے شب بیداری میں غور کیا تو دیکھا کہ چوکیدار تمام رات دو دانگ کے بدلے نگہبانی کرتے ہیں، تو کیا تم ایک رات کی عبادت کے بدلے جنت چاہتے ہو پھر ایسی عبادت کے ساتھ کہ شاید وہ دو دانگ کے برابر بھی نہیں اور اکثر اس میں اللہ پر احسان بھی رکھتے ہو۔

علما کا تکبر | انفیل بن عیاض رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ علماء اور قراء کا یہ اور نفاق سے خالی ہونا کبریتِ احمر سے بھی کیا ہے کیونکہ وہ اپنے متعلق لوگوں کا یہ قول کہ فلاں کتاب بڑا عالم ہے یا قرآن مجید کتنی اچھی آواز سے پڑھتا ہے سنتے ہیں کہ بکتر سے بھر جاتے ہیں اور اگر لگ کہیں کہ فلاں عالم نہیں ہے یا اس کی آواز اچھی

نہیں تو یہ بات ان پر نہایت شاق گزرتی ہے اور وہ رنج سے قریب المرگ ہو جاتے ہیں یہ ریا کی بڑی بھاری علامت ہے، پھر دکھاوے اور شہرت کے لئے وہ خود اپنی تعریف کرنا شروع کر دیتے ہیں۔

شہری سقلی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے جس شخص کا اپنے متعلق یہ خیال ہو کہ وہ نیک بخت ہے تو وہ ایسے اگے میں سے ہے جن کو ان کے برے اعمال از بین کر کے دکھائے جاتے ہیں، اور جو شخص اپنے کو پاکت کا مستحق نہ خیال کرے وہ ہلکے ہونے والا ہے۔

ایک آدمی نے عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ تعالیٰ سے کہا: یہ امام ہیں اپنے آپ کو اس شخص سے تو نیک سمجھتا ہوں جس نے تیرے سامنے ناحق خون کیا ہو۔ عبداللہ نے جواب دیا کہ تیرا اپنے نفس پر مطمئن ہونا اس شخص کے خون ناحق سے زیادہ بڑا ہے۔

خود پسند شخص نقصان میں ہے | بشرعانی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں جب تم کسی شخص کو جھگڑالو، علم کے سبب بحث کرنے والا اور خود پسند دیکھو تو جان لو کہ وہ کامل نقصان اٹھا چکا ہے۔

ابو سلیمان دارانی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے جو شخص اپنے اعمال پر اتنا اٹھے وہ قدری ہے کیونکہ اگر وہ اعمال کو اللہ تعالیٰ کی مخلوق جانتا تو بکتر نہ کرتا اور کہتا ہوں یہ نیک اعمال کی نسبت ہے ورنہ اعمال پر تو نفس کو تسلی دینا جائز نہیں بلکہ ان سے توبہ، ندامت اور استغفار کرنی واجب ہے۔ واللہ اعلم۔

عطار سی رحمہ اللہ تعالیٰ کے پاس گھر کا کام کرنے کو مختل تھے جو آپ کو وضو بھی کروایا کرتے تھے کسی نے کہا کیا آپ کو اس سے گھن نہیں آتی کہ یہ لوگ آپ کے گھر میں ہوں؟ آپ نے فرمایا بخدا میرے خیال میں وہ مجھ سے زیادہ پاکباز



اور گناہوں میں کم اور دیر یا اتفاق میں ادنیٰ درجہ نہ کہنے والے ہیں تو میں ان سے کیونکر گن کر دوں؟

ابان بن عیاش رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے عمل میں رخصت کو خود پسند اور صاحب بیوی کے سوا کوئی برا نہیں سمجھتا، چونکہ رخصت کے قائل کی کوئی تعریف نہیں کرتا لہذا اس پر تکریم بھی نہیں ہو سکتا۔

حضرت عمرؓ کی دعا حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ تکبر سے نہایت گھبراتے جب لوگ آپ کی تعریف کرتے تو یوں دعا کرتے۔ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ خَيْرًا مَّا يَقُولُونَ وَاغْفِرْ لِيْ مَا لَا يَعْلَمُونَ، یعنی اے اللہ جیسے کہتے ہیں مجھے اس سے بھی اچھا کر دے اور جن امور سے یہ ناواقف ہیں وہ معاف کر دے۔

حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کی عادت تھی کہ جب لوگ آپ کی تعریف کرتے تو یوں دعا کرتے اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا يَقُولُوْنَ وَاَسْأَلُكَ اَنْ تَغْفِرْ لِيْ مَا لَا يَعْلَمُونَ، یعنی اے اللہ جو کچھ یہ کہتے ہیں مجھے اس کی بُرائی سے بچا اور جو کچھ میرے بارے میں یہ نہیں جانتے وہ مجھے بخش دے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے ایک آدمی نے کہا اے اُمّ المؤمنین آدمی اپنے آپ کو کب نیک جان سکتا ہے؟ آپ نے فرمایا جب اُسے یقین ہو جائے کہ وہ بُرے لوگوں میں سے ہے اُس نے عرض کی کہ آدمی اپنے آپ کو بُرا کب جانے؟ آپ نے فرمایا جب اپنے آپ کو نیک سمجھنے لگے۔

مروی ہے بکر بن عبد اللہ المزنیؒ اور مطرف بن عبد اللہ حبیب عرفات میں گئے تو مطرف نے دعا کی کہ اے اللہ میری وجہ سے آج ان لوگوں کو نامراد نہ کر دے، اور بکرؒ کی دعا تھی یہ جگہ کیا ہی مبارک ہے اور دعا کے لئے کیسی قبولیت کی امید گاہ ہے اگر میں ان لوگوں کے درمیان نہ ہوتا۔

حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ بہت سے لوگ کسی سے اپنی تعریف سن کر ہلاک ہو جاتے ہیں اور بہت سے لوگ اس پر احسان کرنے کے باعث بُرائی میں بڑھ جاتے ہیں۔

فقراء کا تکبر | یحییٰ بن معاذ رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے بہت سے فقراء کو تکبر یہاں تک پہنچا دیتا ہے کہ کہنے لگتے ہیں اگر میرے سامنے جنت کی حور بھی لائی جائے تو بھی میں اللہ تعالیٰ سے غافل ہو کر اس کی طرف التفات نہ کروں، لیکن اگر وہ دنیا کی کسی لونڈی کو دیکھ لیں تو ان کا دل اُس کی طرف میلان کی وجہ سے اس قدر شور برپا کرتا ہے کہ اس کی آواز عرش تک پہنچ جاتی ہے۔ واللہ وہ گناہ جس میں اللہ تعالیٰ سے معافی کی ضرورت پڑے تمہارے لئے اس عبادت سے اچھا ہے جس سے تو لوگوں پر فخر کرے۔

محمد بن واسع رحمہ اللہ تعالیٰ اپنے زمانے کے عابدوں کو فرماتے افسوس ہے کہ تمہارے اعمال میں باوجود قلت کے تکبر کھس گیا ہے حالانکہ تم سے پہلے لوگ اپنے کثیر اعمال پر بھی تکبر نہیں کرتے تھے، بخدا تم متعبدین کے اعمال کے مقابلہ میں محض کھیل کو دیکھنے والے معلوم ہوتے ہو۔

پس اسے دوست اس میں غور کر اور اپنے نفس کی پوری پوری تفتیش کرو، اکثر اوقات تو ترکِ تکبر بھی تکبر کرتا ہے اور اس وقت تکبر سے بھی بدتر ہو جاتا ہے پس اس کو اچھی طرح سمجھ لے اور اپنے آپ کو کسی سلطان سے برتر خیال نہ کر، اور سب تعریف اللہ کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔



## ۴۲۔ ترک شہوات

سلف صالحین رضی اللہ عنہم کے اخلاق میں سے ایک یہ ہے کہ وہ عبادات اور ترک شہوات میں نہایت مجاہدہ کرتے اور اس کے بعد مرتے دہم تک شہوات نفسانی کو اچھی نگاہ سے نہ دیکھتے، اس مشہور تمام صوفیہ کرام کا اجماع ہے، پس جس کسی نے اس میں ان کی مخالفت کی اس نے اجماع کو لڑ دیا اور یہ حرام ہے کیونکہ قاعدہ ہے کہ جس کے بغیر واجب پورا نہ ہو سکے وہ بھی واجب ہے۔

مجاہدۃ نفس صوفیہ کا قزل ہے کہ جس شخص کا یہ گمان ہو کہ مجاہدۃ نفس کے بغیر کوئی مرتبہ حاصل ہو سکتا ہے اس نے محال کے حصول کا قصد کیا۔ نیز ہر دی ہے کہ خرق عادات آدمی سے اس وقت ظہور میں آتی ہیں جب وہ لوگوں سے عبادت میں آگے بڑھ جائے کیونکہ کرامت معجزہ کی شان ہے پس ہر طرح نبی صلی اللہ علیہ وسلم عبادات اور محفلات کی کثرت سے متاثر تھے ایسے ہی ولی سے بھی کرامت اسی وقت ظاہر ہوتی ہے جب کہ وہ اپنے محصوروں سے سچی اور عبادات میں سبقت لے جائے۔

حدیث شریف میں ہے الجماد من جاہد نفسه فی اللہ عز وجل یعنی مجاہد رہے جو اللہ عزوجل کے لئے اپنے نفس سے مجاہدہ کرے۔ ابیہر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے تھے اول اول تم جس چہار سے انکار کرے وہ بہار نفس ہوگا۔

تقریباً دشمن کون ہے؟ ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے تھے تیرا دشمن وہ نہیں ہے جس کے قتل کرنے پر تجھے اللہ اجازت دے بلکہ تیرا دشمن وہ ہے جو تیرے پہلو میں ہے۔



یعنی نفس اور وہ بیوی جس کو ہمیشہ کرتا ہے اور وہ بیٹا جو تیسرے عہد سے پیدا ہوا ہے یہ سب تیسرے غالب ترین دشمن ہیں۔

کے خضر القاری رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے پہاڑوں کو ناخنوں سے گریہ کر رہا ہے مگر ٹکڑے ٹکڑے کر دینا خواہش کی مخالفت سے بہت آسان ہے جب کہ وہ نفس میں جکڑے ہوئے۔  
کے بشار حافی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے مٹاؤ شیطان اتنا فساد برپا نہیں کرتے جتنا کہ بڑا دوست ایک لحظہ میں کرتا ہے اور ساٹھ برس کے دوست اتنا فساد برپا نہیں کرتے جتنا کہ نفس ایک لحظہ میں کرتا ہے جب تمام امور انسان کی خواہش کے موافق ہوں تو اس کے نفس کی طرف سے ضرر و خال آجاتا ہے۔ تمام مذاہب کلمہ اس میں اتفاق ہے کہ اللہ سبحانہ تعالیٰ کی رضا نفس کے مکر و ہات میں ہے۔

یکبلی بن معاذ رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے تمام دنیا عجائب سے بھری ہوئی

ہے اور سب سے عجیب بات ہمارے اور ہمارے بیٹوں کے نفوس کا آگ سے نجات پانا ہے (وہ شخص آگ سے کیونکر نجات پاسکتا ہے جس کے تمام اعمال آگ کی طرف سے جلنے والے ہوں)۔

ابراہیم بن ادیم رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے ایک نیا دل کو تیرنگا جس سے وہ

ذبح ہو گیا، تو کہنے لگا شکریہ خدا کا جس نے میرا بدلہ میرے نفس سے لیا ہے، اسی نے مجھے کئی بار زندہ کیا ہے۔

سعادۃ کارار | یکبلی بن معاذ رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے مجھے اب اپنی شقاوت

معلوم ہو گئی، لوگوں نے پوچھا یہ کیونکر؟ آپ نے فرمایا کہتے ہیں کہ آدمی کی سعادت

یہ ہے کہ اس کا دشمن عقل مند ہو مگر میں دیکھتا ہوں کہ میرا دشمن بے عقل ہے۔ سوال

ہوا کہ آپ کا دشمن کون ہے؟ آپ نے فرمایا میرا نفس کسی نے کہا آپ تو محمد اللہ

عقل مند میں فرمایا میں کیونکر عقل مند ہوں جبکہ میں جنت کو ایک بار کی نیند یا ایک

لقمہ یا ایک کلمہ کے عوض فروخت کرتا ہوں :-

بشرِ خانی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں خواہش، نفس میں مخفی ہے اس کے اتباع سے مامون نہیں ہونا چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ فرمانا ہے اَدْعَیْتُ مِنْ اتَّخَذَ الْهَوَاَ هُوَاً ۚ رَکِبَ تِلْکَ اِسْ شَخْصٌ کَوْزِ کَیْجَا ۚ جِس نے اپنی خواہش کو معبود بنا رکھا ہے۔

یحییٰ بن معاذ رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ ہم آج کل کسی کو سنت کے موافق عمل کرتے نہیں دیکھتے بلکہ عالم، جاہل، عابد، زائد، بوڑھے، جوان سب اپنی خواہش کے موافق عمل کرتے ہیں۔ یہ سب کے سب اس لئے عمل کرتے ہیں کہ خدا کے ہاں با لوگوں میں ان کی تعریف ہو۔ ایسے ہی لوگ گناہوں کو لوگوں کے نزدیک حقیر سمجھے جانے کے خوف سے چھوڑتے ہیں نہ کہ اللہ تعالیٰ کے ڈر سے۔ ہم میں سے ایسا کون ہے کہ اگر لوگوں میں اس کا بڑا ذکر ہو تو وہ ذکر کرنے والے کو برا نہ جانے، واللہ ہم نے مدامت کے طور پر صلح کر رکھی ہے اور ہم محض زبان سے دوست ہیں اور دلوں میں عداوت رکھتے ہیں، اور علم کو عمل کے لئے نہیں بلکہ زینت اور فخر کے لئے اور لوگوں پر سردار بننے کی غرض سے حاصل کرتے ہیں بہت سے پہلے ہم ہی دوزخ میں جلیں گے۔

حضرت داؤد کو وحی | مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے داؤد علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی کہ اسے داؤد اگر مجھے دوست بنا نا چاہتا ہے تو اپنے نفس سے عداوت کو اور اس کی عداوت کے ساتھ مجھے دوست بنا۔

عبدالعزیز بن ابی رواد رحمہ اللہ تعالیٰ فرمایا کرتے تھے کہ جب ہمارے درمیان  
سلف کے احوال کا تذکرہ ہوتا ہے تو ہم سب کو فضیحت ہوتی ہے۔

سکے ملک بن دینار رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے واللہ اگر گنہگار کے پاس سے ہو  
آئے تو تم میں سے کوئی بھی میری بدبو کے باعث میرے پاس نہ بیٹھ سکے

عطاء بنی رحمہ اللہ تعالیٰ کے شہر میں حب کوئی جھکڑ، قحط، تباہی یا بلا آتی  
تو فرماتے یہ سب کچھ عطا کے گناہوں کی شامت ہے، اگر عطا مر جائے تو لوگوں کو  
راحت ہو جائے۔

سفیان بن عیینہ کا قول اسفیان بن عیینہ رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے بندے کے لئے  
مناسب ہے کہ وہ اللہ کے نزدیک سب سے افضل ہو اور اپنی نظر میں سب سے بڑا  
بچہ بن جائے معاذ رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے جو شخص کسی درجہ کا دعویٰ کرے وہ  
اُس درجہ سے گریز کرتا ہے آدمی جب اعلیٰ درجہ میں ہو تو اُس کا حق ہے کہ اپنے نفس  
کو حقیر جانے۔

ابو معاویہ اسود رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے میرے دوستوں میں سے جو مجھے  
اپنے پر فضیلت دے وہ مجھ سے افضل ہے۔

ابو سلیمان دارانی رحمہ اللہ تعالیٰ کے پاس جب کوئی بیٹھتا اور اس سے آپ کی  
طبیعت گہرائی لگتی تو آپ اپنے نفس کو تنبیہ کرتے اور کہتے تھے نیک لوگوں کی صحبت  
پسند نہیں، جب تو نے اس شخص کو اپنے آپ سے اچھا دیکھا تو اس سے نفرت کی  
اور تجھے اُس کے پاس بیٹھنا مشکل ہو گیا۔

فضیل بن عیاض رحمہ اللہ تعالیٰ اکثر فرمایا کرتے تھے جو شخص کسی ریاکار کو دیکھا  
چاہے وہ مجھے دیکھ لے، پھر اپنی ڈاڑھی کو اتھ سے پکڑ کر روتے اور کہتے اے فضیل  
تو اپنی جوانی میں فاسق تھا، پھر کہولت میں ریاکار ہو گیا۔ واللہ فسق، ریا سے بدرجہا  
بہتر ہے۔

ایک دفعہ ایک شخص نے مالک بن دینار رحمہ اللہ تعالیٰ کو ریاکار کہہ کر  
پکارا، تو آپ نے اُس کو مخاطب کر کے فرمایا اے دوست تو نے میرا لقب معلوم کر لیا  
جس کو اہل رہبر بھول گئے تھے۔



سکے بھائی بن معاذ رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے جس شخص کو یہ گمان ہو کہ اسے اللہ سے  
محبت ہے پھر وہ اپنے نفس کو محبوب بنائے تو وہ جھوٹا ہے۔

عابد کب کا مل ہو سکتا ہے؟ فضیل بن عیاض رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ عابد اس وقت  
تک کامل نہیں ہو سکتا جب تک کہ وہ اپنے اخلاص کو ریاضت سمجھے۔ بخدا اگر مجھے خبر ہے  
کہ ابھی میرے پاس خلیفہ آرہا ہے پھر میں اس کے آسنے کی خاطر اپنی ڈاڑھی کو اپنے  
ہاتھ سے درست کروں تو مجھے ڈر ہے کہ میرا شمار منافقوں میں نہ ہو۔

اسلاف رضی اللہ عنہم کا شہوانتہ کو ترک کر دینا کتاب وسنت کی دلیل پر تھا۔  
وہیب بن منبہ رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ شیطان بعین ایک دفعہ سلیمان  
بن داؤد علیہما الصلوٰۃ والسلام کے روئے آیا آپ نے اس سے دریافت کیا کہ  
جب تو امت مسلمہ محمدی دیکھے گا تو ان کے ساتھ کیا سلوک کرے گا؟ شیطان نے جواب  
دیا میں ان کی نظریں دیکھوں گا اس عذر پر ان کے دل کا کہ وہ درہم و دینار کو کلمہ توحید سے  
بھی زیادہ عزیز جانیں گے۔

وہیب ابن الورد رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ جو شخص شہوت پر غالب آئے  
وہ فرشتوں سے بھی اچھا ہے کیونکہ فرشتے محض عقل ہیں بغیر شہوت کے، اور جس پر  
شہوت غالب آجائے وہ جانوروں سے بھی بُرا ہے کیونکہ وہ محض شہوت ہیں  
بغیر عقل کے۔

احنف بن قیس رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ جو شخص خواہشات کے مطابق  
کھائے اور پھر فرج کی حفاظت چاہے وہ حال گمراہی میں ہے۔  
ابو حازم رحمہ اللہ تعالیٰ جب قصاب کی دکان پر سے گزرتے تو قصاب کہتا  
گوشت سے جاتی ہیں آپ پر صبر کر دل کا دینی دام پھرے فوں گا، لیکن آپ فرماتے  
مجھے اپنے آپ ہی پر صبر کرنا بہتر ہے۔

زادہوں کی جنگ خواہشات کے ساتھ ہوتی ہے | یحییٰ بن معاذ رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے  
کہ زادہوں کی جنگ خواہشات کے ساتھ ہوتی ہے اور تائبوں کی جنگ گناہوں کے  
ساتھ جو شخص اپنے آپ کو آگ سے بچانا چاہے اسے دنیا میں اپنی تمام آرزوئیں  
ترک کر دینی ضروری ہیں۔

عقبہ غلام نے ایک دن عبدالواحد بن زید رحمہما اللہ تعالیٰ سے کہا فلاں  
شخص اپنے آپ کو چند ایسے اخلاق سے موصوف بتاتا ہے جن کو ہم نہیں جانتے  
علاوہ ہمارے نزدیک سچا بھی ہے، پس اس کا کیا سبب ہے کہ ہم اس کے حالی  
کو نہیں سمجھ سکتے؟ انہوں نے کہا اس لئے کہ وہ بغیر سالن کے روٹی کھاتا ہے اور تم سالن  
کے ساتھ کھاتے ہو اور روٹی کے علاوہ کچھ بھی کھایا جائے وہ خواہش افسانی کی دلیل ہے  
ابوالعباس موصی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے جس شخص کا رنگان ہے کہ خواہش  
کے مطابق کھانا مضر نہیں ہے اس نے اللہ تعالیٰ پر بڑا بہتان لگایا۔

دارانی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے یہ محال ہے کہ کسی کو عبادات میں لذت معلوم  
ہو جب کہ وہ خواہش کے مطابق کھاتا ہو۔

ترک طعام | طاؤس رحمہ اللہ تعالیٰ سرین کو کم کھانے کی نصیحت کرتے اور فرماتے  
اللہ تعالیٰ نے بیمار اور تنہا بہت کے لئے ترک طعام سے بڑھ کر کوئی دوا پیدا  
نہیں کی اور ہر بیماری کھانے ہی کی وجہ سے آتی ہے، اسی لئے فرشتے کبھی بیمار نہیں  
ہوتے کیونکہ وہ کھاتے کچھ نہیں۔

ابوسلمان دارانی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ جو شخص کسی محل یا باغ وغیرہ کو  
دیکھے اور اس کی تعریف کرے تو اس کی تعریف کے مطابق کسی کی عقل کم ہو جاتی ہے۔  
وہیب بن زید رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے جو شخص نفس کی خواہش کے مطابق  
کھاتا ہے وہ دنیا و آخرت میں ذلت کے لئے تیار رہے۔

یحییٰ بن معاذ رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے نفس کی خواہشات اس کے لئے آگ ہیں۔ لذات اس کا ایندھن اور بھوک اس آگ کے بجھانے کا پانی ہے۔

یحییٰ بن زکریا علیہما الصلوٰۃ والسلام تمام لوگوں سے زیادہ طیب کھانا کھانے والے تھے، لیکن وہ کیا کھاتے تھے طبری اور درخت خرم کا گردا۔

امیر المؤمنین حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ اپنے نفس کو بھوکا رکھ کر اس کو مارتے اور فرماتے کہ تیری خوراک آگ کے چل کر ہے۔

بشر بن السری رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ اگر میں اپنے صبح شام کے کھانے سے ایک ذرہ بھی چھوڑ دوں تو یہ میرے نزدیک عابدوں کی عبادت، نمازیوں کی نماز، حابیوں کے حج، روزے داروں کے روزے اور مجاہدین کے جہاد سے بہتر ہے۔  
صالحین کا مذہب بھوک ہے | یحییٰ بن معاذ رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ تمام صالحین

کا مذہب بھوکا رہنا ہے، پس جو اس مذہب سے پھرا وہ فاسقوں میں سے ہے۔ ہم نے علماء کو دیکھا ہے کہ وہ دنیا کے موسم بہار تھے لیکن آج کل وہ دنیا کے مزاہل ہیں۔ جب تم کسی زاہد کو دیکھو کہ وہ خواہش کے مطابق کھانے کی اجازت دیتا ہے تو قیناً جان لو کہ اس نے زاہد کو ترک کر دیا کیونکہ دنیا میں فراخی سے خرچ کرنا عارفوں کے فتق میں شمار ہے، سجد آج کل کوئی ایسا زاہد نہیں رہا جسے دیکھ کر آنکھ میں ٹھنڈک ہو۔ ہم نے ایسے لوگ دیکھے ہیں جو ترک دنیا کے اس سے زیادہ حرص تھے جتنا کہ آج کل یہ اس کے حصول کے درپے ہیں۔ یاد رہے کہ جس کی میری کھانے پر موقوف ہو وہ ہمیشہ بھوکا رہتا ہے اور جس کا تکیہ اللہ کے ہوا جنہی خلقت پر ہو وہ ہمیشہ بے مدد رہتا ہے۔  
یزید زقاشی رحمہ اللہ تعالیٰ کبھی ٹھنڈا پانی نہ پیتے تھے اور فرماتے ہیں ڈرتا ہوں کہ اگر آج میں ٹھنڈا پانی پی لوں تو کل یعنی آخرت میں اس سے محروم نہ رہوں۔  
مالک بن دینار رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ لوگ کہتے ہیں جس نے چالیس



دن تک گوشت نہ کھایا ہوا اس کی عقل کم ہو جاتی ہے۔ لیکن میں نے اسے ساٹھ برس سے چھوڑ رکھا ہے پھر بھی بے فائدہ تھا لے میری عقل میں ذرہ بھر نقصان نہیں ہوا۔ آپ دھڑ کی کھجوریں بالکل نہ کھاتے تھے اور جب ان کا موسم گزر جاتا تو فرماتے: اسے ہل لیں میرا پیٹ کھجوروں کے چھوڑنے سے کم نہیں ہوا اور نہ تمہارا کچھ بڑھ گیا ہے۔

صاحب شہوات گرفتار عذاب ہوتا ہے | یحییٰ بن معاذ رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ صاحب شہوات دنیا اور آخرت دونوں میں گرفتار عذاب رہتا ہے۔ دنیا میں بوجہ ان کی تحصیل کے اور آخرت میں بوجہ ان کے حساب کتاب کے، اور یاد رہے کہ جس کی خوراک زیادہ ہے اسی کے پیٹ کا گوشت بھی زیادہ ہوگا، اور جس کے پیٹ کا گوشت زیادہ ہو اس کی شہوات بھی زیادہ ہوں گی اور جس کی شہوات زیادہ ہوں اس کے گناہ بھی زیادہ ہوں گے اور جس کے گناہ زیادہ ہوں گے اس کا دل سخت ہوگا، اور جس کا دل سخت ہو وہ معاصی و آفات میں غرق ہوگا اور جو معاصی و آفات میں غرق ہو وہ آگ میں داخل ہوگا۔

مالک بن دینار رحمہ اللہ تعالیٰ نے مرنے موت میں سفید روٹی اور دودھ کی آندھ کی۔ جب آپ کے پاس لائے تو اسے دیکھ کر فرماتے لگے میں نے اپنے نفس کو تمام عمر خواہشات سے روک رکھا ہے کیا اب آخری وقت میں اس کی اطاعت کروں؟ پھر فرمایا کہ ان چیزوں کو فلاں قبیلہ کے تیم کے پاس لے جاؤ، اور آپ نے خود نہ کھائیں۔

معروف کرخی رحمہ اللہ تعالیٰ نے تیس سال تک خواہش کرتے رہے کہ گاجروں کو شہید اور کھجور کے شیرہ میں ملا کر کھائیں، آخر وفات پا گئے لیکن اس خواہش کو پورا نہ کیا۔

حضرت عمرؓ کا قول | امیر المؤمنین حضرت عمرؓ من الخطاب رضی اللہ عنہ کہے پاس ایک برتن میں شہد اور دودھ لایا گیا۔ آپ نے واپس کر دیا اور اس میں سے کچھ کھایا، اور فرمایا کہ اس کی لذت تو جاتی رہے گی لیکن اس کا برا نتیجہ باقی رہے گا۔ ایک دن آپ نے

اپنے بیٹے عبداللہ رضی اللہ عنہ کو روٹی اور کھن کھن کھاتے دیکھا تو اللہ کے کرآن پر پکے  
اور فرمایا روٹی اور نمک خود کھا اور کھن دوسروں کے لئے رہنے دے۔

پس اسے دوست اپنے آپ میں غور کو اور اپنی حالت پر فسون کر کیونکہ تیرا ظاہر  
باطن تمام تر خواہشات ہیں اور تو عموماً اپنے پروردگار سے محبوب رہتا ہے۔ نہ تجھے  
عبادات میں لذت آتی ہے اور نہ تو خلوت میں اللہ تعالیٰ سے مراقبہ کرتا ہے۔ پھر  
تو نیک ہونے کا کیونکر مدعی ہے حالانکہ تو تمام باتوں میں صالحین کے مخالف ہے، اگر  
تو باطنی امور میں ان کے موافق نہیں ہے تو اسے بھائی صوف کا غلام، جیبہ و کھڑہ  
وغیرہ ظاہری لباس ترک کر دے۔ ایک دفعہ میں نے ایک شخص کو اس لباس میں کسی  
وعوت میں دیکھا کہ وہ ہاتھ بڑھا کر دائیں بائیں منہ گشت اٹھاتا تھا اور اپنے دونوں  
کے سامنے سے عمدہ کھانوں پر ہاتھ مارتا تھا، اور اکثر اوقات جب اس کو شہر کے  
باہر یا متصل کسی کھانے پر بلایا جاتا تو اس کی طرف بھاگتا اور کہا کرتا کہ میں صاحب  
خانہ کی خاطر جاتا ہوں نہ کہ اپنے پیٹ کی حرص کی خاطر، لیکن باریک بین تار جاتا ہے۔  
اور سب تعریف اللہ کے لئے ہے جو تمام جہازوں کا پروردگار ہے





## ۴۔ تلاوت قرآن

سلف صالحین رحمہ اللہ عنہم کے اخلاق میں سے ایک یہ ہے کہ وہ کثرت سے استغفار کرتے اور حیب قرآن مجید کی تلاوت کرتے تو غضب الہی سے ڈرتے کیونکہ وہ جانتے تھے کہ انہوں نے اس پر عمل نہیں کیا۔

حاصل قرآن کو شیخ صادق کا مرید ہونا چاہیے | عبد اللہ بن مبارک رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ بہت سے لوگ قرآن مجید کے حامل ہوتے ہیں لیکن قرآن مجید ان کو بیٹ میں سے لعنت کرتا ہے، حافظ قرآن جب اپنے رب کی نافرمانی کرتا ہے تو قرآن مجید کسے اندر سے کہتا ہے واللہ تجھے بیاہر گیا۔ تو نے مجھے کیوں اٹھایا کہ اپنے رب سے بھی شرمندہ نہیں ہوتا واضح ہو کہ حافظ قرآن کو مناسب ہے کہ کسی شیخ صادق کا مرید ہو جو اس کی کثافت اور عمل بالقرآن کی ممانعت کو دور کرے اور عظمت الہی کا حجاب اٹھائے، کیونکہ اگر وہ اللہ عزوجل کی عظمت کا مشاہدہ کرے گا تو نافرمان نہ ہوگا جیسا کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اور ان کے وارثان کامل کے بارے میں آیا ہے کہ محاب کے بغیر ان سے کبھی معصیت واقع نہیں ہوتی۔

یوسف بن ابیاط رحمہ اللہ تعالیٰ جب قرآن مجید ختم کرتے تو اللہ تعالیٰ سے سات سو بار استغفار کرتے اور شہابیوں کہتے کہ اسے اللہ جل کے بغیر قرأت کرنے کی وجہ سے نتیجہ پر غضب نہ کرنا۔

فضیل بن عیاض رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ حافظ قرآن کا مرتبہ اس سے بڑھ کر ہے کہ اللہ کی نافرمانی کرے، اسے اپنے رب کی نافرمانی کرنا کیونکہ جائز ہو گا جب کہ قرآن مجید



کا ایک ایک حرف اسے بلند آواز سے پکارتا ہے کہ تجھے خدا کا واسطہ ہو تو نے مجھے محفوظ کیا ہے اس کی مخالفت نہ کر پس حافظ قرآن کو شایان نہیں کہ وہ لہو و لعب کرنے والوں کے ساتھ لہو و لعب میں اور لالچابی لوگوں کے ساتھ لالچابی بن میں اور غافل لوگوں کے ساتھ غفلت میں مشغول ہو۔

قرآن دہلی کے لئے فصل بہار ہے | مالک بن دینار رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے اے قرآن والو! قرآن مجید نے تمہارے دلوں میں کیا بویا ہے کیونکہ قرآن مجید دل کے لئے فصل بہار ہے جیسے زمین کے لئے بارش ہوتی ہے۔

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے حافظ قرآن کو مناسب ہے کہ جب لوگ سوئے پڑے ہوں تو یہ اپنی رات کو متاڑتا ہے اور دن کو جب لوگ کھانا کھائیں تو یہ اس کو مبارک بنائے اور جب لوگ خوش ہوں تو یہ غمگین ہو اور جب لوگ غمگین ہوں تو یہ خاموش رہے اور جب لوگ اپنے گھروں اور رفتار میں فخر کریں تو یہ خشوع کرے۔ سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ عالم اور حافظ قرآن کو لائق نہیں کہ وہ سماعت گیر، جھگڑالو، علم و حدیث سے بلند آوازی کرنے والا اور دنیا کی طرف راغب ہو کیونکہ جس چیز کا وہ حامل ہے اس کا ہر ایک کلمہ اسے دنیا سے بے رغبتی کرنے کو کہتا ہے میں نے سیدی علی خواص رحمہ اللہ تعالیٰ کو کہتے سنا ہے کہ جو شخص غور کرے اسے معلوم ہو گا کہ کل آسمانی کتابیں اپنے محافظوں کو کہتی ہیں کہ تم اللہ سبحانہ و تعالیٰ سے ڈرتے رہو۔

صالح المری رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ میں نے خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے قرآن مجید پڑھا جب میں نے ختم کیا تو آپ فرماتے لگے یہ تو قرآن مجید ہے گریہ و زاری کہاں ہے؟

فضیل بن عیاض رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے دنیا میں کوئی مصیبت ہماری مصیبت

سے بڑھ کر نہیں، ہم میں سے ہر ایک دن رات قرآن مجید کی تلاوت کرتا ہے لیکن اس پر عمل نہیں کرتا حالانکہ یہ تمام کا تمام ہماری طرف اللہ کا کلام ہے۔ آپ کے فرزند علی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے جو شخص تلاوت قرآن کے وقت نہ روئے وہ مغرور ہے کیونکہ قرآن مجید سے اصل مقصود عمل ہے نہ فقط تلاوت۔ آپ قرآن مجید کی تلاوت کرتے تو اس قدر سوتے کہ سورت کو ختم نہ کر سکتے اور فرماتے مجھے اس شخص پر تعجب ہے جو قرآن کی تلاوت ختم کر کے خوش ہوتا ہے مگر اس کی نصائح اور زواجر و مضائب میں سے کسی چیز کے ساتھ اپنے نفس کا مواخذہ نہیں کرتا۔

قرآن مجید میں تدبیر | ابو سلیمان دارانی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے اکثر و نفع میں پانچ پانچ رات متواتر ایک ہی آیت کو پڑھتا رہتا ہوں اور اس پر عمل کرنے کے لئے اپنے نفس سے مطالبہ کرتا ہوں، اگر اللہ سبحانہ و تعالیٰ مجھ پر غفلت ڈال کر احسان نہ کرنا تو میں تمام عمر ایک ہی آیت سے آگے نہ بڑھ سکتا کیونکہ مجھے ہر تدبیر میں نیا علم حاصل ہوتا ہے اور قرآن مجید کے عجائب کبھی ختم نہیں ہوتے۔

کاملین کے علوم فکر سے مستنبط نہیں | میں نے سیدی علی خواص رحمہ اللہ تعالیٰ کو فرماتے سنا ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ تمام اولیاء کو تلاوت کے وقت قرآن مجید کے معانی محض اپنی بخشش سے عطا نہ کرتا تو وہ ایک رات میں تمام قرآن مجید کے ختم کرنے پر کبھی قادر نہ ہوتے، اس لئے کہ کاملین کے علوم جو قرآن مجید سے متعلق ہیں وہ فکر سے مستنبط نہیں اور نہ امعان نظر کا نتیجہ ہیں، وہ تو محض اللہ کی بخشش ہے جو تلاوت کے وقت اللہ ان کو عنایت کرتا ہے، سوان کی تلاوت ہی معانی کا عین ہے لیکن حبیب معانی تلاوت الفاظ کے بعد حاصل ہوں تو وہ فکر کا نتیجہ ہوں گے۔

یہ فرماتے تھے کہ اللہ عز و جل کے فرمان کو جو امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ کو عالم روایا میں ہوا تھا اسی پر جموں کیا جاتا ہے یعنی امام موصوف نے جب خواب میں



اللہ تعالیٰ سے سوال کیا اسے اللہ مقرب ہوگی تیرا قرب کس چیز سے حاصل کریں؟ تو فرمایا اسے احمد میرے کلام سے۔ امام موصوف نے عرض کی اسے اللہ فہم کے ساتھ یا بغیر فہم کے؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا دونوں طرح خواہ فہم سے پڑھے یا بغیر فہم کے پس بغیر فہم کے پڑھنے کا مطلب یہ ہے کہ معانی بطریق کشف حاصل ہوں نہ غور و فکر سے۔ اس کلام کی یہی تشریح مناسب ہے اگرچہ قرآن کی تلاوت کرنے والے کو ہر حال میں ثواب ہے میں کہتا ہوں، یہ عجیب و غریب کلام ہے پس اس میں شامل کر۔

انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے تھے بہت سے تلاوت کرنے والے ایسے ہیں جن کو قرآن مجید لعنت کرتا ہے۔

ابو مسیرہ رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں سبکس کون ہے؟ ناجہ کے پیٹ میں قرآن مجید۔ ابو سلیمان دارانی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے روزخ کے فرشتے بت پرستوں کی نسبت حافظوں کے پاس جلد آتے ہیں کیونکہ وہ اس چیز کی مخالفت کرتے ہیں جس کو وہ اٹھاتے ہوئے ہیں۔

سنیان ثوری کا قول سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ آدمی جب کلام اللہ پڑھتا پڑھتا لغو گفتگو کرتا ہے اور پھر اسے پڑھنے لگتا ہے تو اللہ تعالیٰ کہتا ہے تجھے میرے کلام سے کیا تعلق ہے؟ (میں کہتا ہوں) اسی لئے سیدی علی خواص رحمہ اللہ تعالیٰ جب تلاوت کرتے تو ان کے ساتھ اگر کوئی شخص ضرورت سے بات کرتا تو وہ اپنے دل میں کہتے اسے اللہ اجازت ہو کہ میں فلاں شخص سے بات کر لوں۔ اس کے بعد اس شخص سے گفتگو کرتے فضیل بن عیاض رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ قیامت کے دن حفاظ قرآن سے

انہی باتوں کا سوال ہوگا جن باتوں کی انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو پچھش ہوگی یعنی کلام مجید وغیرہ احکام پر کاملاً عمل کرنے کے متعلق، کیونکہ ان کو حکم ہے کہ کلام مجید کے ایک حکم میں بھی تفسیر نہ کریں۔ حدیث میں آیا ہے اکثر منارفی هذه الامسة



قَدَّأَوْهَا یعنی اس اُمت کے اکثر منافق قرآن خوان ہوں گے۔

عمل بالقرآن کے لئے مطالبہ نفس | سیدی شیخ ابوالسعود الجارحی رحمہ اللہ تعالیٰ نے مجھے بتایا

کہ میں اپنے شیخ طریقت سید احمد مرحوم رحمہ اللہ تعالیٰ کی ملاقات سے پہلے بیس سال تک متواتر ایک ختم دن کو اور ایک ختم رات کو کرتا رہا ہوں، پھر حب اکن کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس بات کی خبر دی تو انہوں نے کہا تو نے کچھ بھی حاصل نہیں کیا کیونکہ آخر ختموں کی تعداد سے خوش ہوتا رہا اور اپنے نفس سے اس پر عمل کرنے کا مطالبہ نہیں کیا۔ اُس نے کہا ہاں ٹھیک ہے۔ پھر انہوں نے مجھے حکم دیا کہ ہر ایک آیت میں تدبر کرو اور اس پر عمل کرنے کے لئے اپنے نفس سے مطالبہ کرو۔ پس اس کے بعد میں پہلے کی نسبت سے دسویں حصہ تک بھی نہیں پڑھ سکتا۔

پس اسے دوست اس میں غور کرو اور سب تعریف اللہ کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔



## ۵۷۔ نماز میں حضور قلب

سلف صالحین رضی اللہ عنہم کے اخلاق میں سے ایک یہ ہے کہ وہ ہر نماز میں اللہ تعالیٰ کے سامنے حاضر ہونے کے لئے اول وقت ہی سے تیاری کرتے، ان میں سے بعض یہ تو وضو کے وقت ہی سے آہستہ آہستہ اللہ تعالیٰ کی عظمت کے نشان ظاہر ہونے لگتے یا اس وقت سے جب حجت علی الصلوٰۃ کی آواز آتی تھی کہ اپنے مرتبہ و مقام کے مطابق اللہ تعالیٰ کے حضور میں پہنچ جاتے، خصوصاً جب وہ نماز سے پہلے کسی علم کے مطالعہ یا کسی مقدمہ وغیرہ میں مشغول ہوتے کیونکہ ایسے وقت حضور و شروع کا حاصل ہونا مشکل ہوتا ہے بجز اس کے کہ وقت سے پہلے تیاری کی جائے۔

نماز سے حجابات رفع ہوتے ہیں | میرے دوست شیخ افضل الدین رحمہ اللہ تعالیٰ نماز میں حاضر ہونے کے لئے وقت سے دس دس بجے پہلے ہی تیاری کرتے۔ ایک دن میں نے ان سے کہا آپ کو تو بحمد اللہ کوئی دنیاوی علاقہ نہیں جو آپ کو حضور سے روکے تو انہوں نے فرمایا ہر انسان کے موانع حسب مقام ہوتے ہیں، اگر صلحاء کے لئے قبل نماز حجاب نہ ہوتا تو ان کا چہرہ نماز میں کھڑے ہوتے وقت زرد نہ ہوتا پس ہر ایک ولی کے لئے حجاب کا ہونا ضروری ہے جو نماز کے لئے کھڑا ہونے کے وقت اٹھتا ہے اور اس کی بدولت وہ اللہ عز و جل کی تعظیم میں ترقی کرتا ہے، اگر نسبتی حجاب کا وجود نہ ہوتا تو نماز کے وقت حضرت ابراہیم خلیل علیہ السلام کے سینہ کی آواز بہت دیر سے سنائی دیتی اور اکابر سے بھی یہی منقول ہے کہ وہ نماز میں اللہ کی تعظیم میں ترقی کرتے کیونکہ وہ اس وقت اللہ عز و جل کے حضور میں کھڑے ہوتے جیسے کہ غلام آقا کے سامنے



کھڑا ہوتا ہے اور اللہ کے لئے تو سب سے اعلیٰ مثال ہے۔

احادیث نبوی | حدیث میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بندوں پر پانچ نمازوں کو فرض کیا ہے جو شخص ان کا پورا حق ادا کرے گا تو اس سے اللہ تعالیٰ کا عہد ہے کہ اسے جنت میں داخل کرے گا۔ دوسری حدیث میں آیا ہے کہ قیامت کے دن جس عمل کا سب سے پہلے حساب ہوگا وہ نماز ہے، اگر وہ کامل نکلی تو بندے کے تمام اعمال مقبول ہوں گے اور اگر وہ ناقص ہوئی تو اس کے دوسرے عمل بھی مردود ہوں گے۔ ایک اور حدیث میں آیا ہے کہ جو شخص نماز کا رکوع و سجود و خشوع پوری طرح ادا نہ کرے تو وہ سیاہ رنگ کی شکل میں نکلتی ہے اور اپنے پڑھنے والے سے کہتی ہے اللہ تعالیٰ مجھے ایسا ہی ضائع کرے جیسا کہ نے مجھے ضائع کیا ہے یہاں تک کہ جب وہاں پہنچتی ہے جہاں اللہ تعالیٰ چاہتا ہے تو وہ پڑانے کی طرح لپیٹ کر اس نمازی کے منہ پر ماری جاتی ہے۔

سید تنوخی رحمہ اللہ تعالیٰ جب نماز پڑھتے تو آپ کے رخسار اور ڈھکی پر آنسو بہنے لگتے۔

مروی ہے کہ حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ نے کسی آدمی کو دیکھا کہ نماز میں اپنی ڈھکی سے کھیلتا ہے اور سجدہ میں یہ دعا کرتا ہے کہ اے اللہ جنت میں میرا ایک ایسی حور سے نکال کر کر دے جس سے میری آنکھیں ٹھنڈکی ہوں۔ اس پر حسن بصری نے کہا اسے فلاں میں نے تجھ سے سب سے شرم طالب حور نہیں دیکھا، اللہ تعالیٰ سے جو کہہ کے نکاح کا سوال کرتا ہے حالانکہ تو نماز میں کھیل رہا ہے!

مسلم بن لیسا کی کیفیت | مسلم بن لیسا رحمہ اللہ تعالیٰ جب نماز پڑھتے تھے تو انہیں معلوم نہیں ہوتا تھا کہ ان کے ارد گرد کیا ہو رہا ہے ریزا انہوں نے اپنے خیال کو فرمایا تھا کہ جب مجھے نماز پڑھتے دیکھو تو اپنی آوازوں کو بلند کیا کر دیتے تھے جب میں نماز میں ہوتا ہوں تو تمہاری باتیں نہیں سنتا۔ اتفاق سے مسجد کا ایک کوڑگر بڑا آپ اس وقت اس مسجد



میں نماز پڑھ رہے تھے، سخت شوریٰ مچ گیا اور لوگ فی الفور مسجد سے باہر نکل گئے لیکن آپ کو اس واقعہ کی اطلاع بھی نہ ہوئی یہاں تک کہ آپ نے سلام پھیرا۔  
 حضرت علیؑ کی کیفیت | امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کا دستور تھا کہ شب نماز کا وقت آتا تو آپ کی حالت بدل جاتی اور چہرہ زرد ہو جاتا اور فرماتے کہ یہ ایک امانت ہے جو زمین و آسمان اور پہاڑوں پر عین کی گئی تھی مگر انہوں نے اس بوجھ کو اٹھانے سے انکار کر دیا، لیکن میں نے اس کو اٹھا لیا۔ پس مجھے معلوم نہیں کہ میں اس کے آداب پر کر سکتا ہوں یا نہیں؟

وہب بن منبہ رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے راؤد علیہ السلام نے عرض کی کہ اے اللہ تو کس شخص کی نماز قبول کرتا ہے اور تیرے گھر یعنی مسجد میں کس کو جانا مناسب ہے؟ اللہ تعالیٰ نے وحی بھیجی کہ جو میری بھریاٹی کے آگے تواضع کرے اور دن بھر میری یاد میں گزارے اور محض میرے لئے شہوات سے بچے اور بھوکے کو کھانا دے اور مسافر کو جگہ دے اور مصیبت زدہ پر رحم کھائے، پس یہ ہے وہ شخص جسے میرے گھر میں آنا چاہیے اور جس کی دعا میں قبول کرتا ہوں۔

حاتم اصم کا قول | حاتم اصم رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے میں نے کبھی ایسی نماز نہیں پڑھی جس میں اپنی بے ادبیوں کو اپنی طاقت سے زیادہ نہ دیکھوں۔  
 عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے تھے حضورِ دل سے دو کھین اُن ہزار کھنوں سے بہتر ہیں جن میں دل غیر حاضر ہو۔

علی بن عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا کثرتِ سجدہ کی وجہ سے سجاد نام پڑ گیا تھا اور فرماتے تھے کہ سجدہ میں حضور کے کوع کے حضور سے افضل ہے اسی لئے میں بکثرت سجدہ کرتا ہوں۔ مروی ہے کہ آپ کا روزانہ وظیفہ ایک ہزار رکعت تھا۔  
 عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ تعالیٰ چٹائی کے بغیر زمین پر سجدہ کرتے تھے اور فرمایا

کہتے کہ یہ اللہ تعالیٰ کے سامنے خضوع کے زیادہ قریب ہے۔

سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے ہم نے ایسے لوگ دیکھے ہیں کہ ان میں سے جب کوئی مسجد میں جاتا تو کانپنے لگتا اور بیت الہی کے بارے میں اس کی حالت بدل جاتی یہاں تک کہ وہ دنیاوی امور کو بالکل بھول جاتا ہمارے شیخ سیدی علی خواص رحمہ اللہ قبلہ اس مقام کے ان آخری لوگوں میں سے ہیں جن کو میں نے دیکھا ہے آپ مسجد میں داخل ہونے کی جرأت نہ کر سکتے تھے مگر لوگوں کے پیچھے ہو کر۔

مسجد میں بیٹھنے والا اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہوتا ہے | سعید بن المسیب رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ جو شخص مسجد میں بیٹھا وہ گریا اپنے پروردگار کے ساتھ بیٹھتا ہے۔ عنقریب ایک زمانہ آئے گا کہ لوگ مسجد میں حلقہ حلقہ ہو کر بیٹھیں گے اور اس میں دنیاوی باتیں کریں گے۔ پس تم ان کے پاس مت بیٹھنا۔ میں کہتا ہوں یہ حکم مباح باتوں کے متعلق ہے پھر جو لوگ مسجد میں بیٹھ کر علماء و صالحین کی غیبت کرتے ہیں ان کا کیا حال ہوگا۔ ہم اللہ تعالیٰ سے عاقبت چاہتے ہیں۔

پس اسے دوست اسے خوب یاد رکھ کر اور خشوع کر، ممکن ہے کہ تو بھی عاشقین میں شمار ہو۔ اور سب تعریف اللہ کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔





## ۷۶۔ پاسِ ادب

سلف صالحین رضی اللہ عنہم کے اخلاق میں سے ایک یہ ہے کہ وہ روزہ اور حج میں دیگر فرائض شرعیہ سے بڑھ کر پاسِ ادب رکھتے تاکہ وہ ایک سال سے دوسرے سال تک یا حج کے بعد سے مرنے تک ابلیس کے دوسو سوں سے محفوظ رہیں جیسا کہ جس کسی نے حضورِ قلب سے جمعہ کی نماز ادا کی وہ دوسرے جمعہ تک ابلیس سے محفوظ رہتا ہے۔ اور جس کسی نے ایک نماز حضورِ قلب سے ادا کی وہ دوسری نماز تک ابلیس سے بچا رہتا ہے۔ ان باتوں سے وہ لوگ واقف ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے اسرارِ شریعت سے مطلع فرمایا ہے اور وہ نماز کو شریعت کے موافق ادا کرتے ہیں برعکس ان لوگوں کے جو عبادۃً نماز گناتے ہیں۔

فان کی اصلیت | ایک شخص نے میرے رب و ربیبی علیٰ خواص رحمہ اللہ تعالیٰ سے دریافت کیا کہ کیا آپ نے عصر کی نماز ادا کر لی؟ تو آپ خاموش رہے اور اس کو کچھ دیر تک جواب نہ دیا۔ پھر فرمایا کہ دوبارہ مجھ سے دریافت نہ کرنا ورنہ مجھ سے جھوٹ بولائے گا کیونکہ نماز اس کو کہتے ہیں جس میں بندہ اقل سے آخر تک اپنے پروردگار کے ساتھ اس طرح کھڑا ہو کہ اس کے دل میں محبتِ الہی اور اس کے حضور میں کھڑا ہونے کے سوا اور جو کچھ وہ اس میں پڑھتا ہے اور قرات و رکوع و سجود وغیرہ کے علاوہ کوئی خیال نہ آئے۔ اس آدمی نے عرض کی کہ اگر مجھے نماز کے بارے میں آپ سے دریافت کرنا ہوتا تو کیا کہا کر دوں؟ آپ نے فرمایا تو یوں کہو کہ لوگوں کے ساتھ فلاں وقت میں اٹھ بیٹھ چکے ہیں یا نہیں؟



فضیل ابن عیاض رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے ہم نے ایسے لوگ دیکھے ہیں جو اپنے روزوں کو ہنسنے سے بھی بچاتے تھے اور کہتے تھے کہ یہ ہینہ نیکوں میں ایک روزے پر سبقت کرنے کا ہے نہ کہ ہنسی کھیل اور غفلت کا۔

احنف بن قیس رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ ماہ رمضان بھوک کا ہینہ ہے جو شخص اس میں اس قدر بھوکا نہیں رہا کہ اس کا رنگ تبدیل ہو جائے تو گویا اس نے روزہ سے کچھ فائدہ حاصل نہیں کیا۔

روزہ دار کون ہے؟ فضیل بن عیاض رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ جو شخص اپنے تمام اعضا کو گناہوں سے نہ روکے وہ اگرچہ بھوکا رہے پھر بھی روزہ دار نہیں اور جو شخص اپنے اعضا کو روکے درحقیقت وہی روزہ دار ہے (میں کہتا ہوں) اس کا روزہ دار نہ ہونا احکام آخرت میں کئی اجر کے باعث ہے جب کہ عامل کو پورا اجر ملے گا۔

سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ علی بن حسین رضی اللہ عنہما نے حج کا ارادہ کیا تو جب آپ نے احرام باندھا اور اونٹنی پر سوار ہوئے تو آپ کا رنگ بدل گیا اور گھبرا گئے، رعشہ شروع ہو گیا اور ہیبت کی وجہ سے تلبیہ کہنے کی بھی سمیت نہ رہی۔ لوگوں نے عرض کی آپ تلبیہ کیوں نہیں کہتے؟ آپ نے فرمایا میں ڈرتا ہوں کہ میں لیک کہوں تو مجھے جواب ملے لَا لَکَیْکَ وَلَا سَعْدَیْکَ (تو غم نہیں ہے اور تجھے سعادت نہ ہو)، پھر آپ کو بتایا گیا کہ یہ کہنا تو ضروری ہے۔ چنانچہ جب آپ نے کہا تو آپ پر رعشی طاری ہو گئی اور اونٹنی سے گر پڑے، غرض کہ حج کے تمام کرنے تک یہی حالت رہی۔ جب آپ نے حجر اسود کو بوسہ دیا تو فرما نے لگے اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ رضی اللہ عنہم نے تجھے بوسہ نہ دیا ہوتا تو میں تجھے کبھی نہ چومتا، (میں کہتا ہوں) اس سے یہ سمجھ میں آتا ہے کہ مشائخ کے مزارات کو بوسہ نہ دینا، بوسہ دینے سے زیادہ اچھا ہے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ثابت نہیں ہے کہ آپ نے انبیاء

علیہم الصلوٰۃ والسلام میں سے کسی کی قبر کو بوسہ دیا ہو اور نہ ہی سنا ہے کہ رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کو صلواتے امت میں سے کسی کی قبر جو صفہ پر پر قرار رکھا ہو،  
پس اس لئے مشائخ کے مزارات کو بوسہ نہ دینا اور نہ کہنا ادب ہے، بلکہ اس کے  
بعد لسان کے اخلاق کی پیروی کرنی چاہیے۔

ظالموں پر اللہ لعنت کرتا ہے | ابوسلیمان دارانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے جب حج کا احرام  
باندھا تو تلبیہ کی تمثیل نہ ہوئی حتیٰ کہ قافلہ ایک میل تک چلا گیا اور آپ کو کجاوے میں  
غشی آگئی۔ پھر قافلہ ہوا تو احمد بن ابی الحواری رحمہ اللہ تعالیٰ جو آپ کے ساتھ تھے ان  
کو فرمایا اے احمد، اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی کہ بنی اسرائیل کے  
ظالموں سے کہہ دو کہ مجھے یاد نہ کیا کریں کیونکہ ان میں سے جو مجھے یاد کرتا ہے میں اس کو  
لعنت کرتا ہوں جب تک کہ وہ مجھے یاد کرتا ہے، اے احمد! افسوس ہم کیونکر مومن  
ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہم پر لعنت نہیں کرتا حالانکہ ہم نے اپنے پر اور غیروں پر ظلم کیا ہے۔  
مالک بن دینار رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے میں نے ایک نوجوان کو احرام باندھ  
دیکھا کہ وہ خاموش ہے۔ میں نے کہا اے نوجوان تلبیہ کیوں نہیں کہتا؟ اس نے  
کہا یا شیخ مجھے تلبیہ کیا فائدہ دے گا کیونکہ اس سے پیشتر مجھ سے بہت سے گناہ اور  
جرائم اور برائیاں سرزد ہو چکی ہیں پس میں ڈرتا ہوں کہ اگر بیک کہوں تو مجھے یوں نہ  
کہا جائے لا یتینک ولا یسعدک کہ ہم تیری بات نہیں سنتے اور نہ تیری طرف  
دیکھتے ہیں۔ مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں میں نے اسے کہا اے بیٹے اللہ تعالیٰ  
کریم اور غفور ہے۔ اس نے پوچھا کیا آپ مجھے تلبیہ کہنے کی صلاح دیتے ہیں؟ میں نے  
کہا ہاں۔ اس نے اپنا ایک پہلو زمین پر ٹکایا اور بیک کہا، پھر اس نے ایک آہ  
کھینچی اور اس کی روح پرواز کر گئی۔ رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ۔

سفیان ثوری کا قول | فضیل بن عیاض رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ سفیان ثوری نے بعض



سے پیدل چل کر حج کیا کسی نے آپ سے پوچھا کیا آپ کے پاس سواری نہ تھی جس پر  
 آپ سوار ہوتے؟ آپ نے فرمایا کیا بھاگا ہوا غلام اپنے آقا کے پاس صلح کے لئے  
 سوار ہو کر ہی آنا پسند کرتا ہے، بخدا میں اس ہرزین میں آنے پر نہایت شرمندہ ہوں۔  
 ابو سیحان دارانی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ میں نے ایک زرد رنگ لہو جوان کو  
 کوعبہ کے پردوں سے لٹکا ہوا دیکھا اور وہ کہہ رہا تھا اے اللہ بے شک تیرے حقوق  
 مجھ پر ہیں تو ان کو مجھ پر تصدق کر دے اور بیشک تیرے بندوں کے حقوق میرے ذمہ  
 ہیں سو تو ان کو اپنے فضل سے مجھ پر سے اٹھا دے اس وقت مجھ پر تیرا فضل پورا ہو گا۔  
 میں نے سیدی علی خواص رحمہ اللہ تعالیٰ کو فرماتے سنا ہے کہ ہم نے ایسے لوگ  
 دیکھے ہیں جو اوٹھوں پر کجاوے اور ساتبان کے بغیر حج کرتے تھے اور کہا کرتے تھے کہ  
 احرام باندھنے والے آشفۃ مواد و خاک آلودہ ہوتے ہیں یہ چیزیں ان کے منافی ہیں اور  
 ان میں سے کوئی حج کرنا چاہتا تو وہ کئی سال تک حلال روپیہ حاصل کرتا رہتا تاکہ اسے  
 حج میں خرچ کرے، اور وہ اپنے حج میں کسی امیر یا حاکم کے مال سے مدد نہ لیتے، اور  
 سب تعریف اللہ کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے





## ۶۶ - حیا

سلف صالحین رضی اللہ عنہم کے اخلاق میں سے ایک یہ ہے کہ وہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ سے سخت حیا کرنے کے علاوہ لوگوں سے بھی بڑی حیا کرتے۔ حدیث میں آیا ہے الحیا من الایمان و کل دین خلق و خلق الاسلام الحیا۔ حیا ایمان کا جزو ہے اور ہر دین کی ایک عادت ہوتی ہے اور اسلام کی عادت حیا ہے۔

حیا کی زینت ترک گناہ میں ہے | بشر حافی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ ہر چیز کی زینت ہوتی ہے اور حیا کی زینت گناہوں کا ترک کرنا ہے، اور ہر ایک چیز کا ثمر ہوتا ہے اور حیا کا ثمر نیکی کا نام ہے۔

مالک بن دینار رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے اس دل سے برص کو کسی کو سزا نہیں دی جس سے حیا چھین لی۔

یوسف بن اسباط رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ ہم نے ایسے لوگ دیکھے ہیں جو اللہ تعالیٰ سے جنت اور اس کی رضا طلب کرنے سے شرط تھے بلکہ اس کی عقوبت اور درگزر کے خواستگار ہوتے تھے۔

حضرت عثمان کی شدت حیا | امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ سب سے پہلے جس نے اپنے سفر میں خیمہ لگایا وہ امیر المؤمنین عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ ہیں۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ مجھے لوگوں سے نہایت شرم آتی ہے، اس لئے مجھے ان کی نظروں سے اڑھیں رہنا پسند ہے۔ آپ فرشتوں سے حیا کے باعث فضلے حاجت کو ہمیشہ سر ڈھانپ کر جایا کرتے تھے۔ میں کہتا ہوں اسی لئے آپ کو اس کا بدلہ فرشتوں کا آپ سے حیا کرنے

کی صورت میں ملا، جیسا کہ حدیث میں آیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا!   
 الا استنجی منہ تستحی منہ ملائکۃ السماء یعنی میں اس شخص سے حیض نہ کروں   
 جس سے آسمان کے فرشتے بھی حیا کرتے ہیں)

ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے میں معلوم ہوا ہے کہ حضرت عثمان   
 رضی اللہ عنہ فرشتوں کی خاطر بیت النخل کے دروازے پر اپنی چادر بچھا دیا کرتے تھے   
 اور فرماتے تھے تم دونوں میرے باہر آنے تک یہاں بیٹھو۔   
 پس اس میں غور کرو، اور سب تعریف اللہ کے لئے ہے جو تمام   
 جہانوں کا پروردگار ہے۔



## ۷۸۔ محبت الہی

سلف صالحین رضی اللہ عنہم کے اخلاق میں سے ایک یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے کمال درجہ کا تقویٰ کرتے اور اس کے بعد بھی اپنے آپ کو متیقن میں سے نہ سمجھتے نیز وہ اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نہایت محبت کرتے۔

امیر المومنین حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ اپنے آپ کو مخاطب کر کے فرماتے واللہ اے ابن خطاب! اللہ سے ڈرو ورنہ اللہ تعالیٰ تجھے عذاب دے گا اور پھر تیری پروا نہ کرے گا، نیز فرماتے تھے کہ جو شخص اللہ سے ڈرتا ہے وہ نفس کی ہر خواہش کو پوری نہیں کرتا۔

حدیث نبوی | حدیث میں آیا ہے کہ جس شخص سے کہا جائے اللہ سے ڈرا اور وہ خفا ہو تو وہ قیامت میں کھڑا کیا جائے گا اور فرشتے اس کے پاس سے گزریں گے اور اسے عتاب کریں گے اور کہیں گے کہ تو وہی ہے جسے خوف الہی کو کہا جاتا تھا اور خفا ہوتا تھا، یعنی یہ کہہ کر اس کو سزا دینا شروع کریں گے۔

کسی نے حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے کہا یا امیر المومنین جب تک آپ لوگوں میں موجود ہیں وہ درست رہیں گے۔ آپ نے فرمایا کہ جب تک لوگ اللہ کو راضی رکھیں گے درست رہیں گے۔

حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ جب یہ آیت پڑھتے وَاتَّقُوا رَبَّ الْآلِفَ بِلَیٰسَ ذی غفل لوگوں سے ڈرتے رہے تو فرماتے اللہ نے اپنی محبت کے باعث ان کو عتاب کیا ہے۔



اللہ تعالیٰ سے محبت کی علامت | عروۃ الرقی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ آدمی کا اللہ سے محبت کرنا قرآن مجید کی محبت اور اس پر عمل کرنے کا نام ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرنا آپ کی سنت پر عمل کرنا ہے۔ مطرف بن عبد اللہ رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے بندے کی اللہ سے محبت یہ ہے کہ اس کی کتاب کی تلاوت سے ملول نہ ہو۔ سعید بن جبیر رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے بندے کی اللہ سے محبت کی یہ علامت ہے کہ اس کی عبادت میں سخت رنج و تکلیف برداشت کرے کیونکہ اللہ تعالیٰ کی محبت آرام سے حاصل نہیں ہوتی۔

عبدالواحد بن زید رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ میں ایک آدمی کے پاس سے گزرا جو برف پر سویا ہوا تھا۔ میں نے اسے کہا کیا تجھے سردی کی تکلیف محسوس نہیں ہوتی؟ اس نے جواب دیا جس نے اللہ تعالیٰ کی محبت کا مزہ چکھ لیا اسے سردی گرمی کی تکلیف معلوم نہیں ہوتی۔ اس کی مراد محبت کامل سے ہے جو اپنے اپنے مقام کی نسبت سے ہو۔ محمد بن واسع رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ بہت سے لوگ ایسے ہیں جو یہ خیال کرتے ہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کے محبت میں حالانکہ اللہ تعالیٰ ان سے ناراض ہے۔ پس اسے دوست اس میں غور کرو اور سب تعریف اللہ کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔



## ۷۹۔ زہد فی الدنیا

سلف صالحین رضی اللہ عنہم کے اخلاق میں سے ایک یہ ہے کہ وہ دنیا سے بے رغبتی کرتے اور جو اس کا طالب ہوتا اس کی خدمت کرتے۔ ان میں بعض اس خصلت میں اس قدر مبالغہ کرتے تھے کہ اس کی برکت سے حکیمانہ کلام کرنے لگتے جیسے کہ نبی کریم ﷺ کے انبیاء علیہم السلام، تمام زاہدوں کے سردار ہمارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر چالیس چالیس راتیں ایسی گزرتی تھیں کہ گھر میں نہ چولہا سلگتا اور نہ چراغ ہوتا۔

رسول اللہ کی زندگی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے کسی نے دریافت کیا کہ آپ لوگ زندگی کیسے بسر کرتے تھے؟ انہوں نے فرمایا: اسودین یعنی کھجور اور پانی پر۔ آپ فرماتی تھیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات پر بندہ وار چادر اور بوسے سخت تہ بند میں ہوئی تھی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: إِنَّمَا بَشَلِي وَمِثْلُ الذَّنْبِ كَمِثْلِي رَجُلًا اسْتَظَلَّ تَحْتَ شَجَرَةٍ ثَعْرًا حَوْثًا وَشَرَّكَهَا یعنی میری اور دنیا کی مثال اس شخص کی سی ہے جو کسی درخت کے سائے میں آرام لے پھر اس کو چھوڑ کر چل دے۔

سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں لفظ زہد میں صرف تین حروف ہیں حرف ز کے معنی زہیت دنیا کو ترک کرنا ہے۔ لاء سے ہواٹے نفس کو چھوڑنا مراد ہے اور د سے تمام دنیا کو ترک کرنا مقصود ہے، پس جب تو ایسا کرے تو اس وقت زاہد کہلائے گا مستحق ہوگا۔

زہد کی اقسام | ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے زہد تین قسم کا ہے، زہد یعنی حرام امور سے، واجب یعنی مشتبہ امور سے اور سنت یعنی حلال امور سے، اور اسی

لئے حکومت سے زہد، سونے چاندی کے زہد سے زیادہ مشکل ہے کیونکہ ان چیزوں کو طلب  
حکومت میں خرچ کیا جاتا ہے۔

ابو سلیمان دارانی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے آدمی پر واجب نہیں کہ وہ اپنے  
اہل و عیال کو زہد پر مجبور کرے بلکہ انہیں اس کی ترغیب دے، اگر مان جائیں تو خیر ورنہ  
خود زہاد ہو جائے اور ان کے لئے ضروریات ہتیا کر دے۔ نیز فرماتے تھے کہ ہر وہ چیز  
جو تجھے تیرے پروردگار کی یاد سے روکے خواہ اہل و عیال ہوں یا مال وغیرہ وہ تیرے  
لئے منحوس ہے، میں کہتا ہوں، اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے کل موجودات بندے کو پروردگار  
کی یاد دلانے کے لئے پیدا کی ہے، اس وقت وہ اس کے لئے مبارک ہوگی برخلاف  
اس کے کہ جب وہ اللہ سے حجاب میں ہو یہی وجہ ہے کہ مال اور اولاد آدمی کے  
لئے سخت قلم ہوتے ہیں کیونکہ ان کی طرف میلان ہوتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی طرف  
رجوع نہیں ہوتا پس اس میں غور کر۔

دیکھ رحمہ اللہ تعالیٰ کو معلوم ہوا کہ سفیان ثوریؒ نے بھٹا ہوا گوشت کھا یا ہے  
تو آپ نے اسے معیوب جانا اور فرمایا کہ لوگ حسبِ خواہش کھانا کھانے میں ان کی  
اقتدا کرے گی۔

بلال بن سعد رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے اگر ہمارا گناہ صرف یہی ہو کہ اللہ کی  
طرف رجوع کرنے کے بعد پھر دنیا کی طرف راغب ہوں تو یہی گناہ کافی ہے۔

ابو سلیمان دارانی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے ہم نے زہد کے متعلق بہت سی  
باتیں سنی ہیں لیکن ان میں سب سے عمدہ بات یہ ہے کہ جو چیز اللہ تعالیٰ کی یاد سے  
روکے اس سے زہد کرنا لازم ہے خواہ علم ہو یا عمل (میں کہتا ہوں) یعنی علم و عمل میں  
ریا اور تکبر داخل ہو یا لوگوں کی تعریف اچھی معلوم ہونے لگے وغیرہ وغیرہ، ورنہ جو  
شخص علم اور عمل میں اخلاص کرے اُسے ان سے زہد اختیار کرنا بالکل غیر مناسب ہے



کیونکہ علم و عمل میں اخلاص ہی اللہ تعالیٰ پر آدمی کا دل جتانے ہے۔ واللہ اعلم  
 نابد عالم ناپید ہے | ایک دفعہ ایک آدمی نے سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ تعالیٰ سے کہا  
 کہ مجھے کوئی زائد عالم بتلاؤ تاکہ میں اس کے پاس بیٹھوں، انہوں نے فرمایا کہ اسے شخص یہ  
 تو گم شدہ چیز ہے جو دستیاب نہیں ہوتی۔

یحییٰ بن معاذ رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ زہد نفس کی تکلیف کا نام ہے جب  
 آدمی دنیا میں راحت کی طرف مائل ہوا تو گویا اس نے زہد سے رخ پھیر لیا۔  
 محمد بن سیرین رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے لوگ امام ابو حنیفہؒ کے لئے دنیا کے  
 طالب ہوئے تو آپ نے انکار کر دیا، اور ہم نے دنیا کو طلب کیا تو وہ ہم سے بھاگ گئی۔  
 پس غور کرو کہ دونوں میں کتنا فرق ہے؟

یوسف بن اسباط رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ میں نے اللہ تعالیٰ سے تین باتوں  
 کا سوال کیا یعنی جب میں مروں تو میرے حنبضہ میں ایک درہم بھی نہ ہو اور مجھ پر ایک درہم  
 بھی قرضہ نہ ہو اور نہ میری ہڈیوں پر گوشت ہو۔ مروی ہے کہ وہ اپنی خواہش کے مطابق  
 ہی فوت ہوئے۔

ایک دفعہ خلیفہ نے فقہاء کی طرف کچھ انعام ارسال کیا۔ انہوں نے لے لیا۔ پھر اس  
 نے دس ہزار درہم فضیل بن عیاضؒ کے پاس ارسال کئے لیکن آپ نے ان کو لینے سے  
 انکار کر دیا۔ اس پر آپ کی اولاد نے کہا کہ جب فقہاء نے جو تمام لوگوں کے پیشوا ہیں منطوقہ  
 کر لیا ہے تو آپ کیوں نہیں لیتے؟ آپ تو آخر ہی میں ہیں؟ راوی کہتا ہے کہ آپ رو پڑے  
 اور فرمانے لگے میری اور تمہاری مثال اس قوم کی ہے جس کے پاس ایک بیل ہو اور اس  
 سے کھیتی کرتے ہوں۔ پھر جب وہ بوڑھا ہو جائے تو کچھ ان میں سے کہیں کہ اس کا چمرا اور  
 گوشت بیکار ہونے سے بیشتر اس کو ذبح کر لو۔ اسی طرح تم مجھے بوڑھا پلے کے وقت ذبح  
 کرنا چاہتے ہو، تم بھوک پر صبر کرو، یہ تمہارے لئے میرے ذبح کرنے سے بہتر ہے انہوں

نے عرض کی ہمارے پاس آج کھانے کو کچھ نہیں سکتے ہیں کہ آپ نے چھری اٹھائی اور اپنے نیچے پڑے ہوئے پیرانے فرش کا ایک ٹکڑا کاٹ کر دیا اور کہا جاؤ اس کی قیمت سے کچھ خرید کر کھا لو۔

حضرت عیسیٰ کی روش | حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نہادوں کے سردار تھے، وہ بالوں کے کپڑے پہنتے تھے اور درختوں کے پتے کھاتے تھے۔ ان کا کوئی بیٹا نہیں تھا جو مرنے اور نہ کوئی گھر تھا جو خراب ہوتا اور نہ آپ دوسرے روز کے لئے کھانا جمع کرتے، اور جس جگہ شام ہو جاتی وہیں سو جاتے تھے۔ ایک دفعہ کسی نے آپ سے کہا اے روح اللہ آپ ایک گدھا کیوں نہیں خرید لیتے جس پر سوار ہوا کریں؟ آپ نے فرمایا اللہ کے نزدیک میری اس سے زیادہ منزلت ہے کہ مجھے گدھے کی خدمت میں مشغول کرے۔ آپ اپنے حواریوں سے فرمایا کرتے تھے میں تمہیں سچ کہتا ہوں کہ راکھ سے ملا ہوا جو کا بورا کھانا اور گتوں کے ساتھ گوروں پر سونا اور سخت ٹاٹ کے کپڑے پہنتا اس شخص کے لئے بہت کافی ہے جو مر جائے گا۔ مروی ہے کہ آپ نے نہ کبھی لیٹر بنایا اور نہ تکیہ اور پیالہ ایک دفعہ آپ نے سر کے نیچے کچی اینٹ رکھ لی تو جبریل علیہ السلام آپ کے پاس آئے اور کہنے لگے اے عیسیٰ کیا دنیا کو ترک کرنے کے بعد پھر دنیا کی طرف راغب ہونے لگے ہو؟ کیا اینٹ کا تکیہ رکھا ہے۔ اس دن سے یہ معمول ہو گیا کہ آپ بیٹھے بیٹھے سوتے یا تک کہ آپ کو اٹھایا جاتا۔ آپ بنی اسرائیل کو فرمایا کرتے کہ تم صاف پانی اور جنگلی گھاس پھونس اور جو کا بورا ہی کافی جانو اور گیہوں کی روٹی کھانے سے باز رہو کیونکہ تم جو کے بورے کا بھی شکر ادا نہیں کر سکتے۔

امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایک گزرتین درہم میں خریدا حالانکہ آپ اس وقت خلیفہ تھے۔ آپ نے اس کی آستین کو پہنچوں سے کاٹ کر پہنا اور فرمایا شکر ہے اے خدا کا جس نے مجھے یہ لباس فاخرہ پہنایا۔ حسن بصری رحمہ اللہ نے لکھا کہ گزرتین پہنتے



تو اسے جب تک وہ پرانا نہ ہو جاتا نہ اُتارتے۔ ایک دفعہ کسی نے آپ سے کہا آپ اپنا کرتہ کیوں نہیں دھو تے؟ آپ نے فرمایا موت اس سے جلد آنے والی ہے۔

فضیل بن عیاض رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ اگر تمام دنیا میرے قبضہ میں ہو تو بھی میں خوش نہ ہوں۔ اور اگر کوئی مجھ سے تمام دنیا کو چھین لے تو میں اس کا پیچھا نہ کروں اور نہ اس پر غمگین ہوں۔ آپ مکہ میں پانی پلا کر گزاریا کیا کرتے تھے۔ آپ کے پاس ایک اونٹ تھا جس پر پانی لایا کرتے اور بیچتے اور اس سے آپ کے اہل و عیال گزارہ کرتے تھے۔

لقمہ باعثِ مصیبت ہے | عبد الواحد بن زید رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ جس نے اپنے شکم کو قابو میں رکھا اس نے اپنے دین کو قابو میں رکھا۔ تمہارے دادا آدم علیہ السلام کی مصیبت ایک لقمہ ہی تھی اور قیامت تک یہی تمہاری مصیبت ہے پس اس کو یاد رکھا (میں کہتا ہوں) مصیبت سے اس جگہ آزمائش مراد ہے یعنی اللہ تعالیٰ بنی آدم کی آزمائش کرتا ہے کہ وہ نرک شہوات پر صبر کرتے ہیں یا نہیں، اور آدم علیہ السلام کی آزمائش عسوری تھی جس کو اللہ تعالیٰ نے ان کے ذریعے ظاہر کیا تھا تا کہ ان کو اپنی اولاد کی کثرت معلوم ہو جائے جب وہ اپنے رسولوں سے غیب پر مطلع ہوں گے، نیز ان کو یہ بھی معلوم کر دیا جائے کہ جب ان کی اولاد گناہ میں گرفتار ہوگی تو کیسے توبہ کریں گے، پس خلیا بہ تو آدم کی طرف ہے لیکن حکم ان کے غیر کی طرف ہے جیسا کہ ہم نے اپنی کتاب المجاہدۃ علی الاکابر میں بالصرحت بیان کیا ہے۔

اقوال علماء | علماء کے اقوال جو زہد فی الدنیا میں وارد ہیں۔

ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ تعالیٰ کا مقولہ ہے کہ جو شخص گناہ کا مرتکب ہو وہ عاقل نہیں ہے۔

وہب بن منبہ رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے جو شخص تیری ایسی نیکی کی تعریف کرے



جو تجھ میں نہ ہو تو ضرور وہ تیری ایسی بُرائی بھی بیان کرے گا جو تجھ میں نہیں ہے ۔ جو شخص اپنے آپ کو تہمت کے محل میں نہ رہ جائے تو اس پر بدگمانی کرنے واسطے کو ملامت نہ کرے ۔ نیز آپ نے فرمایا گناہ کی معذرت سے بچتے رہو ۔

حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے میں نے کوئی ایسا یقین جو کذب سے بہت متشابہ ہو موت کے یقین سے بڑھ کر نہیں دیکھا کہ لوگ باوجود یقین کے اس سے غافل ہیں ۔

احنف بن قیس رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ جوانی حجاب سے اور سخت دُعا سے واپس نہیں آتی ۔

معاویہ رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ تو ہی سارا زمانہ ہے اگر تو درست ہو گیا تو گویا تمام زمانہ درست ہو گیا اور اگر تو بگڑ گیا تو گویا تمام زمانہ بگڑ گیا ۔

معاویہ رضی اللہ عنہ نے قوم بیا کے ایک آدمی سے کہا تیری قوم بڑی جاہل ہے کہ انہوں نے ایک عورت کو جاکم بنا رکھا تھا اس نے جواب دیا تیری قوم ان سے بھی زیادہ جاہل ہے کیونکہ جب اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا تو انہوں نے دعا کی کہ اے اللہ اگر یہ واقعی تیری طرف سے ہے تو تو ہم پر آسمان سے پتھر برسائے سخت عذاب نازل کر، انہوں نے یہ کیوں نہ کہا کہ اے اللہ اگر یہ تیری طرف سے ہے تو ہمیں ہدایت کر ۔ پس معاویہ خاموش ہو گئے ۔

احادیث نبوی | حدیث میں آیا ہے کہ اگر دنیا کی نعمت اللہ کے ہاں چھپرے پر ہے اور وہی ہوتی تو کسی کا نہ کو اس میں سے ایک گھونٹ پانی بھی نہ دیتا ۔ ایک اور حدیث میں آیا ہے کہ دنیا اس شخص کا گھر ہے جس کا کوئی گھر نہ ہو اور اس شخص کا مال ہے جس کا کوئی مال نہیں اور جو یہ دولت ہے اس کو جوئے کو تاج ہے اور جو جاہل ہے وہ اس کی وجہ سے دشمنی کرتا ہے اور جو بے عقل ہے وہ دنیا پر حسد کرتا ہے اور جو یقین

نہیں وہ اس کے حصول میں کوشش کرتا ہے۔

فضیل بن عیاض رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے اللہ تعالیٰ نے تمام برائیوں کو ایک کوٹھڑی میں بند کر رکھا ہے اور دنیا کی محبت کو اس کی گنجی بتایا ہے اسی طرح تمام نیکیوں کو ایک کوٹھڑی میں بند کر رکھا ہے جس کی چابی زہد مقرر کی ہے۔

مالک بن دینار رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں دنیا کی محبت ایمان کی چاشنی کو دل سے نکال دیتی ہے۔

دہب بن منبہ رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے جو دنیا کا مالک ہو وہ مصیبت میں گرفتار ہو گیا اور جس نے اس سے محبت کی وہ اس کا غلام بن گیا، اس میں سے حقوڑی ہی کافی ہے اور اس کی کثرت غنی نہیں بناتی۔

ابو سلیمان دارانی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے طالب دنیا کی کوئی حد نہیں کہ جس پر ٹھہر جائے جیسے کہ طالب آخرت کی کوئی انتہا نہیں۔

مردی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرمایا کرتے تھے دنیا اور آخرت کی محبت ایک دل میں جمع نہیں ہو سکتی جیسے کہ آگ اور پانی ایک برتن میں جمع نہیں ہو سکتے۔

ابو حازم رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ جس نے حلال طریق سے دنیا کمائی اور اس کو رناتے الہی میں خرچ کیا اس نے اللہ سبحانہ و تعالیٰ کو راضی کر لیا۔

دنیا شیطان کی دکان ہے | یحییٰ بن معاذ رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے دنیا شیطان کی دکان ہے پس تم اس کی دکان سے کچھ چراغ و زہدہ تجھے تلاش کر کے پکڑ لے گا۔

مردی ہے کہ جب نوح علیہ السلام فوت ہوئے تو جبریلؑ نے ان سے سوال کیا کہ اے تمام انبیاء سے لمبی عمر والے آپ نے دنیا کو کیسا پایا؟ آپ نے فرمایا ایسے گھر کی طرح جس کے دو دروازے ہیں کہ ایک میں سے گھسا ہوں اور دوسرے سے نکل آیا ہوں۔

یحییٰ بن معاذ رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے دنیا ایک دہن ہے اور اس کا محبت اس



کو کنگھی کرتا ہے مگر زائد اس کے بالوں کو نوچتا ہے، اس کے منہ کو سیاہ کرتا ہے، اس کے  
کپڑے پھاڑتا ہے اور اس کے زیورات کو توڑتا ہے۔

حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے اللہ تعالیٰ سے بندہ کی محبت کی علامت  
یہ ہے کہ جس سے اللہ عز و جل ناراض ہو اس سے وہ بھی ناخوش ہو، پس جو اللہ کی محبت  
کا مدعی ہو اور پھر دنیا سے محبت رکھے وہ اپنے دعوے میں جھوٹا ہے کیونکہ اللہ کو دنیا  
نا پسند ہے۔

ابراہیم بن ابراہیم کی دعا | ابراہیم بن ابراہیم رحمہ اللہ تعالیٰ اپنی دعا میں کہا کرتے تھے اے  
اللہ جو آسمان کو زمین پر گرنے سے روکے ہو تے ہے دنیا کو ابراہیم سے روکے رکھ۔  
وہیب بن منیر رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ ہم بنی آدم جنت کی ایک نسل تھے  
لیکن شیطان نے ہم کو قید کر دیا اور وہاں سے نانی اور جھلک گھر کی طرف نکال پھینکا۔  
لہذا عاقل کو مصلحت اور خوش نہیں ہونا چاہیے مگر اس وقت کہ جس گھر سے وہ نکلا ہے اس  
میں واپس چلا جائے۔

رابعہ عدویہ رحمہا اللہ تعالیٰ کے پاس کچھ لوگ آئے اور دنیا کی خوب خدمت کہنے  
لگے۔ رابعہ نے کہا دنیا کا ذکر چھوڑو، اگر تمہارے دلوں میں اس کی عزت نہ ہوتی تو تم  
اس کا اتنا ذکر ہی کیوں کرتے۔

مالک بن دینار رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اگر جسم میں بیماری پورے طور پر مستحکم ہو  
جائے تو اسے کھانا پینا اچھا نہیں لگتا یہی کیفیت دل کی ہے کہ اگر محبت دنیا سے پہلے  
ہو جائے تو اس میں نصیحت کچھ اثر نہیں کرتی۔

حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے جو شخص دین میں تیرے ساتھ فخر کرے تو  
بھی اس کے ساتھ فخر کرے، مگر جو شخص تیرے ساتھ دنیا میں فخر کرے تو تو دنیا کو اس کے سینے  
پر مارے۔



کعب الاسرار رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک روز حضرت عیسیٰ علیہ السلام کسی موٹے  
 موٹے کے پاس سے گزرے اور اسے کہنے لگے اے شخص تو کھڑا کیوں نہیں ہوتا کہ اللہ  
 عزوجل کی عبادت کرے؟ اس نے جواب دیا میں نے تمام عبادتوں سے افضل عبادت کی  
 ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے پوچھا وہ کیا؟ اس نے کہا میں نے دنیا کو اپنی دنیا کے لئے  
 ترک کر دیا ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کہا بیشک سو یا رہ، تو تمام مابدول پر فوقیت لے گیا۔  
دنیا مردار ہے | وہیب بن منہ رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ دنیا مردار ہے جو شخص  
 اس میں سے کچھ لینا چاہتا ہے تو اسے گٹھن سے سیل جول پر عمار بننا چاہیے۔  
 مسلم نجات رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے بخدا اونٹ کی منگیلوں کی عقلی جس سے  
 تنور میں آگ جلائی جائے میرے نزدیک سونے کی عقلی سے بہتر ہے۔ پس اسے  
 دوست اس کو خوب یاد رکھ اور اگر تو نجات کا طالب ہے تو اس پر عمل کر۔  
 حدیث میں آیا ہے کہ تمہارے آگے ایک دستار گد امر گھائی ہے جس میں سے رہی  
 لوگ بچ کر جائیں گے جو بالکل سبک رہوں گے۔ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
 سے عرض کی یا رسول اللہ کیا میں بوجھل لوگوں میں سے ہوں یا سبک ہوں؟ آپ نے اس سے  
 دریافت فرمایا کیا تیرے پاس آج کا کھانا ہے؟ اس نے کہا ہاں یا رسول اللہ کل کا بھی  
 آپ نے فرمایا اگر تیرے پاس پریموں کا کھانا ہوتا تو تو بوجھل لوگوں میں سے تھا۔ پس یہ  
 شریعت کا میزان ہے، اور تو پیٹھ آپ کو خوب جانتا ہے، اور حسب تعریف اللہ  
 کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔



## ۴۰۔ کسبِ معاش

سلف صالحین رضوان اللہ علیہم اجمعین کے اخلاق میں سے ایک یہ ہے کہ وہ صفت و  
حرفت کو تمام لواقل اور واجباتِ موعود سے مقدم دیکھتے تاکہ لوگوں سے سوال کرنے سے  
بچ جائیں۔ حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ سے کسی نے اس شخص کی نسبت سوال کیا جو کسب کا  
تحتاج ہو لیکن اگر وہ جماعت کے ساتھ نماز کو جائے تو کیا اسے اس دن لوگوں سے سوال  
کی حاجت ہوگی؟ آپ نے فرمایا وہ کسب کرے اور نماز تنہا پڑھے۔

احادیثِ نبویؐ | حدیث میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ایک  
ہزار صفتیں سکھاتی تھیں، اور فرمایا کہ اپنی اولاد کو کہہ دو کہ ان کو سیکھ لیں اور ان سے اپنا  
پیٹ پالیں اور اپنے دین کو ترجیح نہ کھائیں۔ ایک اور حدیث میں آیا ہے کہ میری دل میں  
روح القدس نے چھ لکھ ہے، حبیبہ تک نفس اپنا اپنا رزق پورا نہ کر لیں، گے ہر گز نہ فریگے  
اگرچہ رزق دیر میں ملے، پس تم اللہ سے ڈرو اور نیک ذریعہ سے اس کی طلب کرو اور  
رزق کا دیر میں ملنا تم کو اسے ناجائز طریقے سے حاصل کرنے پر مجبور نہ کرے۔ کیونکہ اللہ  
تعالیٰ کے پاس کی چیز گناہ سے کفایت حاصل نہیں ہو سکتی۔

امیر المؤمنین حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ فرماتے تھے طلبِ رزق چھوڑ کر مسجد  
میں بیٹھ کر نہ کہتے رہو کہ اسے اللہ مجھے رزق دے کیونکہ یہ خلافِ سنت ہے، تمہیں معلوم  
ہو کہ آسمان سونا چاندی نہیں برساتا۔

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ سے اس شخص کی نسبت دریافت کیا گیا جو گھر میں  
یا مسجد میں بیٹھ رہے اور کہتا ہو میں کچھ کام نہیں کرتا اللہ تعالیٰ مجھے خود رزق دے گا۔



آپ نے فرمایا وہ شخص جاہل ہے۔ کیا اس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ قول نہیں سنا کہ اللہ نے میرا رزق میری تلوار کے سایہ میں بنایا ہے یعنی غنیمتیں، (میں کہتا ہوں) اس کی تائید حدیث طبرانی بھی کرتی ہے جو پرندوں کے متعلق ہے انہما اتخذوا خدماً و متروحاً بطاناً (وہ صبح کو بھوکے نکلتے ہیں اور شام کو سیر شکم واپس آتے ہیں) گویا آپ نے اس میں بیان کیا کہ وہ صبح کو طلب رزق میں نکلتے ہیں۔

صحابہ کی اقتداء لانسب ہے صحابہ رضی اللہ عنہم خشکی اور دریا میں تجارت کرتے پھرتے تھے اور ان کی اقتداء لانسب ہے، نیز اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے رَجَالٌ لَا تُلْهِهِمْ تِجَارَةٌ وَلَا

بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللَّهِ (وہ ایسے آدمی ہیں جن کو نہ تجارت اللہ کے ذکر سے غافل کرتی ہے اور نہ خرید و فروخت) اللہ نے ان کو رجال کہا ہے کیونکہ انہوں نے اسباب کو قائم رکھا ہے اور ذکر الہی سے غافل نہیں ہوئے اور یہ بڑا کمال ہے۔

مروی ہے کہ ایک دن حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایک آدمی کے پاس سے گزرے جو بیٹھا ہوا تھا۔ آپ نے اس سے پوچھا تو یہاں کیا کرتا ہے؟ اس نے کہا یا رسول اللہ میں اللہ کی عبادت کرتا ہوں۔ حضرت عیسیٰ نے پوچھا تیری پرورش کون کرتا ہے؟ اس نے جواب دیا میرا بھائی۔ آپ نے فرمایا تو وہ تجھ سے زیادہ عابد ہے۔

حدیث میں آیا ہے کہ لوگوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک آدمی کا ذکر کیا اور اس کی بہت تعریف کی اور سفر و حضر میں اس کی عبادت کا بیان کیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا کہ اس کو کھلاتا پلاتا کون تھا اور اس کے جانوروں کو گھاس چارہ کون دیتا تھا اور اس کو کاروبار سے کس نے مستغنی کر رکھا تھا؟ انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ ہم لوگوں نے۔ آپ نے فرمایا تم سب اس سے بہتر ہو۔

نیک کون ہے؟ حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے تھے تم میں سے نیک وہ ہے جو آخرت اور دنیا دونوں کا کام کرے۔ بعد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے تھے مجھے وہ شخص برا معلوم ہوتا



ہے جو دنیا اور آخرت کے اعمال سے فارغ بیٹھا ہے۔

ابو نضال بہ رشتی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ جو شخص اپنی معاش کے لئے کوشش کرتا ہے وہ مسجد میں بیٹھنے والے سے افضل ہے۔

ابو سلیمان دارانی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے یہ خوبی نہیں ہے کہ تو اپنے قدموں کو عبادت کے لئے سفینہ بنا کر گھر اور دوسرا تمباہری خاطر معیشت اٹھائے بلکہ خوبی یہ ہے کہ پہلے اپنی روٹی کو گھر میں جمع کر اور پھر نماز پڑھ۔ اس کے بعد پرواست کر کہ کون دروازہ کھٹکھٹاتا ہے، بر خلاف اس شخص کے جو گھر میں کھڑا نماز پڑھے اور اس کے پاس کھانے کو کچھ نہ ہو۔ پھر جو شخص اس کا دروازہ کھٹکھٹائے تو دل میں خیال کرے کہ روٹی لایا ہے۔ سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالیٰ اپنے دوستوں سے فرمایا کہ سب کرو کیونکہ اکثر لوگ جو اُمراء کے دروازوں پر جلتے ہیں وہ ضرورت کے لئے جلتے ہیں۔

پس اے دوست اس کو خوب یاد رکھا اور اس پر عمل کر اور اپنے سلف کی پیروی کر، اور سب تعریف اللہ کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔



## ۱۸ محبت مساکین

سلف صالحین رضی اللہ عنہم کے اخلاق میں سے ایک یہ ہے کہ وہ مساکین سے محبت رکھتے اور ان کے لئے کوٹھن کرتے اور تو نگوں کی ہم نشینی سے نفرت کرتے ان کو حقیر جان کر نہیں بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول پر عمل کرنے کی غرض سے کہ **اَللّٰهُمَّ احْبِبْنِيْ مَسْكِيْنًا وَّ اَمْسِكْنِيْ مَسْكِيْنًا وَاَحْشِرْنِيْ فَا زِمْرَةَ الْمَسَاكِيْنِ** یعنی اے اللہ مجھ کو مسکنت کی حالت میں رکھ اور مجھے مسکین پر موت دے اور قیامت میں مساکین کے زمرے میں اٹھا۔

حضرت سلیمان کی روش | سلیمان بن داؤد علیہما الصلوٰۃ والسلام باوجود اس قدر سلطنت کے جب مسجد میں جاتے تو مسکینوں کے ساتھ بیٹھتے اور فرماتے مسکین مسکینوں کے پاس ہی بیٹھنا ہوتا ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام مسکین کے اقب سے بلائے جانے کو پسند کرتے اور اس کے سوا ان کو اور کوئی نام پسند نہ ہوتا۔

شیان ثوری رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے آدمی کی عقل اسی وقت معلوم ہوتی ہے جبکہ اس کی مسند پر اس کے ہم پہلو کوئی خستہ حال مسکین بغیر اذن کے بیٹھ جائے۔ اگر وہ اس سے نکدرے تو وہ ناقص العقل ہے۔

اللہ کی رضا کیسے معلوم ہو سکتی ہے؟ | فضیل بن عیاض رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے ہمیں خبر ملی ہے کہ انبیاء علیہم السلام میں سے کسی نبی نے عرض کی اے اللہ میں اپنے ساتھ تیری رضا کیسے معلوم کر دوں؟ اللہ تعالیٰ نے وحی کی کہ تو اپنے ساتھ مسکینوں کی رضا کو دیکھ لے۔



مروی ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اہل صفہ کی ایک جماعت کو کسی بات پر سرزنش کی جو آپ کو ان کی نسبت معلوم ہوئی تھی۔ یہ خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچی تو آپ نے فرمایا اسے ابا بکر شاید تو نے ان کو ناخوش کر لیا ہے، اگر تو نے ان کو ناراض کیا ہے تو گویا اللہ تعالیٰ کو ناراض کیا ہے۔ یہ سن کر ابو بکر صدیق ان کے پاس گئے اور نہایت نرمی کا اظہار کر کے کہنے لگے شاید میں نے تم کو ناراض کیا ہے۔ انہوں نے کہا اسے ابا بکر نہیں، اللہ تجھ کو معاف کرے۔

عبداللہ بن عباس کا قول | عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ انبیاء کے مقتدی ہر زمانے میں فقراء اور مساکین ہوا کرتے ہیں نہ کہ اغنیاء اور متکبر۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سب سے زیادہ فقراء کی تواضع کرتے جب آپ ان کے پاس بیٹھتے تو گھٹنے پر گھٹنا رکھ کر بیٹھتے اور فرماتے میں غلام ہوں اور غلاموں کی طرح بیٹھتا ہوں۔ حدیث میں آیا ہے کہ جس شخص کو لوگوں کا اپنے لئے کھڑا ہونا اچھا معلوم ہوئے سے اپنا ٹھکانا جہنم میں بنا لیتا چاہیے۔ اس حدیث کا مطلب جیسا کہ بعض علماء نے بیان کیا ہے یہ ہے کہ اس شخص کو یہ پسند ہو کہ لوگ اس کے سامنے کھڑے ہوں اور وہ بیٹھا ہو جیسا کہ بارشاہ اور بعض مشائخ عجم کہتے ہیں۔ واللہ اعلم۔

انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جڑھ کر کوئی محبوب نہ تھا لیکن جب آپ ہمارے پاس آتے تو ہم آپ کے لئے کھڑے نہ ہوتے کیونکہ ہم جانتے تھے کہ آپ اس کو بڑبڑھاتے ہیں، مگر حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کہ وہ آپ کے ستر کھڑے ہو جاتے اور الیا کہنے سے ایک نہ سکتے تھے۔ وہ فرمایا کرتے کہ جس شخص میں عقل اور دین ہے اُسے مناسب نہیں کہ آپ کو دیکھ کر کھڑا نہ ہو چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اسی بات پر برقرار رکھا۔

ابودرداء رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ آدمی کے ساتھ لوگوں کا چلنا اللہ تعالیٰ



سے اس کی دوری کو زیادہ کرتا ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ آدمی کے پیچھے پیچھے لوگوں کا چلنا اللہ تعالیٰ سے اس کو زیادہ دور ڈال دیتا ہے۔

یونس بن عیینہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے حبیب موقوف عرفات سے واپس آتے تو اہل سے دریافت کیا گیا کہ لوگ کس حالت میں تھے؟ آپ نے جواب دیا اچھے تھے مگر یہ کہ میں ان میں تھا، اگر اللہ تعالیٰ ہر بانی نہ کرتا تو میری شمولیت کے باعث ان پر کبھی رحمت نازل نہ ہوتی۔

زیار النہیری رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے تو اضع کے بغیر زہا ہدایا ہے جیسے کھلے کے بغیر درخت۔

عبد العزیز بن رواد رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے بخدا آج تک روئے زمین پر مجھے اپنے سے بڑھ کر بڑا آدمی نہیں ملا۔

عمر بن عبد العزیز کا عمل | عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ تعالیٰ مہمانوں کی خود خدمت کرتے اور اپنے ہاتھ سے چراغ درست کرنے کے لئے اٹھتے جب آپ کو اس کے متعلق کہا گیا تو فرماتے کہ جب میں چراغ درست کرنے کے لئے اٹھا تھا تو بھی عمر ہی تھا، اب بیٹھا ہوں تو بھی عمر ہی ہوں۔

میمون بن بہران رحمہ اللہ تعالیٰ کو جب کسی دعوت ولیمہ میں بلایا جاتا تو آپ مسکین کے درمیان بیٹھتے اور ان کے ساتھ برتن چاٹتے۔

مروی ہے کہ ایک دفعہ سرخ آندھی چلی۔ لوگوں نے عبد اللہ بن مقاتل رحمہ اللہ تعالیٰ سے دعا کی درخواست کی تو انہوں نے کہا کاش میں لوگوں کی ہلاکت کا باعث نہ بنوں۔ کہتے ہیں کہ اُس رات ان میں سے کسی کو خواب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی تو آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے عبد اللہ بن مقاتل کی دعا سے جب کہ انہوں نے اپنے نفس کو ذلیل کیا تھا تم سے آندھی کی ہلاکت کو ٹال دیا۔

بشر بن منصور رحمہ اللہ تعالیٰ نے ایک دفعہ مانہ پڑھی اور اس کو بہت طول دیا۔  
آپ نہایت خشوع میں تھے اور اس وقت آپ کے پیچھے ایک آدمی تھا جس کی آپ کو  
اطلاع نہ تھی۔ جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو اس کو کہنے لگے اے دوست میرا یہ  
فعل تجھ کو تعجب میں نہ ڈالے کیونکہ ابلیس نے بھی ملائکہ کے ساتھ ہزار ہا سال اللہ تعالیٰ کی  
عبادت کی تھی لیکن اس کا حال وہی ہوا جو تجھے معلوم ہے۔

فضیل بن عیاض رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ ہم نے ایسے لوگ دیکھے ہیں  
جو دولت مند اور اللہ سے غافل لوگوں کی صحبت سے گریز کرتے ہیں۔

امیر المؤمنین حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ فرماتے تھے جو لوگ دنیا جمع کرنے  
ہیں اور اللہ کے راستے میں خرچ نہیں کرتے اُن کے پاس مت جاؤ کیونکہ اس  
سے اللہ عز وجل ناراض ہوتا ہے اور شاید تم ان کے مال و اسباب کو دیکھ کر اپنے انعامات  
کو حقیر جاننے لگو۔

فضیل بن عیاض رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے بہت سے ایسے علماء ہیں جو بادشاہ  
کے پاس اپنے دین کو لے کر جاتے ہیں اور جب باہر نکلتے ہیں تو دین کو وہیں چھوڑ آتے  
ہیں۔ العیاذ باللہ تعالیٰ

عبد اللہ بن مبارک رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ انبیاء کے سامنے اپنے آپ  
کو باعزت دکھانا تراضیح ہے۔

بادشاہوں کے دروازے | خدیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے بادشاہوں کے  
نقنوں کے مقام ہیں | دروازوں پر کھڑے ہوتے سے بچو کیونکہ وہ نقنوں کی  
جگہ ہیں۔

ابو برداء رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ ہمارے غنی بھائیوں نے ہم سے انصاف  
نہیں کیا، کیونکہ وہ مجھے کہتے ہیں اے ابا برداء ہم تمہیں اللہ کے لئے دوست رکھتے ہیں

لیکن جب میں اُن سے دنیا کی کوئی چیز مانگتا ہوں تو مجھے چھوڑ کر بھاگ جاتے ہیں۔  
پس میں دنیا داروں کا اتنا ہی شرف کافی ہے کہ وہ مصیبتوں میں ہمارے پاس دوڑے  
آتے ہیں اور ہم ان کے پاس نہیں دوڑے جاتے۔

سعید بن مسیب رحمہ اللہ تعالیٰ تیل کی تجارت کرتے تھے اور فرمایا کرتے  
کہ اس میں امرائے دروازوں پر کھڑے ہونے کا بچاؤ ہے۔

بادشاہ کی مصاحبت خطرناک ہے | میمون بن ہیران رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ بادشاہ  
کی مصاحبت بڑی خطرناک ہے کیونکہ اگر تو نے اس کی اطاعت کی تو دین کو خطرے  
میں ڈالا اور اگر تو نے اس کی نافرمانی کی تو اپنی جان کو خطرے میں ڈالا پس سلامتی اسی میں  
ہے کہ تو اس سے واقف نہ ہو اور وہ تجھ سے واقف نہ ہو۔

زہری نے جب بادشاہ سے مخالفت پیدا کی تو مالک بن دینار رحمہ اللہ تعالیٰ  
نے ان کی طرف لکھا اے دوست اللہ سبحانہ و تعالیٰ ہمیں اس بلا سے بچائے جس میں تو  
گرفتار ہوتا ہے، اس میں بڑے بڑے فتنے ہیں، عالم اور بزرگ ہونے کے بعد تو نے  
اپنی عمر کا خاتمہ ظالموں کی صحبت سے کیا اور جب کوئی ان کو برا کہتا ہے تو تو ان کی  
طرف سے بحث کرتا ہے اگر ان کی مصاحبت میں اور کچھ نہ ہوتا مگر یہی کہ تو اُن سے  
مانوس ہوتا ہے اور ان کی وحشت کو دور کرتا ہے تو تجھے یہی گناہ کافی تھا، پھر مالک  
بن دینار نے مرتے دم تک اُن سے ملاقات چھوڑ دی۔

پس اے دوست اس کو یاد رکھ اور دو لٹمذوں اور دنیا داروں کی صحبت سے پرہیز  
کر مگر کسی ضرورت شرعی سے جو اس طرح آسانی سے حل ہو جائے۔ اور سب تعریف  
اللہ کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔





## ۸۲۔ زبور کے مواعد

سب صالحین رضی اللہ عنہم کے اخلاق میں سے ایک یہ ہے کہ وہ اپنے مریدوں کو ان اوصاف کی تربیت دینے کے لئے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے مقرب بندوں مثلاً انبیاء و مرسلین علیہم الصلوٰۃ والسلام اور اولیاء و صلحاء رضی اللہ عنہم کو پہلی کتابوں کے ذریعے سکھائے ہیں بکثرت تمثیل پیش کرتے تاکہ انہیں معلوم ہو جائے کہ تقویٰ ہر شریعت میں ما مور بہ رہا ہے ہمارے شیخ سیدی علی خواص رحمہ اللہ تعالیٰ اکثر انہی شہادت میں زبور کے وعید و نذیر و اجر پیش کرتے۔ اس میں بسا اوقات اللہ سبحانہ و تعالیٰ اپنے نبی داؤد علیہ السلام کو خطاب کرتا ہے اور اس سے مراد ان کا غیر ہوتا ہے۔ اس کی نظیر اللہ تعالیٰ کا یہ قول ہے جو حضرت محمد علی اللہ علیہ وسلم کو خطاب ہوا لَمِنْ أَشْرَكَتْ لِيَحْبِطَنَّ عَمَلُكَ رَاكِبٌ مِّنْ شَرِكٍ کیا تو تمہارے عمل ضائع ہو جائیں گے اور لِيَايُهَا السَّيِّئَاتُ اَتَى اللہ وغیرہ۔

چغلیوروں کی صحبت وغیرہ سے احتراز ہمارے شیخ سیدی علی خواص ہم سے فرمایا کرتے کہ غیبت کرنے والوں اور چغلیوروں کی صحبت سے بچتے رہو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے داؤد علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی تھی کہ اسے داؤد! مبارک ہو اس شخص کو جو نافرمانوں کی جگہ پر کھڑا نہیں ہوتا اور نہ فاسقوں کے پاس بیٹھتا ہے اور نہ چغلیوروں اور غیبت کرنے والوں کو صاحب بناتا ہے۔

اے داؤد! جو شخص لوگوں کے عیوب ظاہر کرتا ہے یا ظاہر کرنے کا ارادہ کرتا ہے میں اس کو قیامت کے روز تمام لوگوں کے رو برو خوار کروں گا۔

اے داؤد! جس شخص نے اپنی آنکھ نیچے کی اور فرج کو محفوظ رکھا اور زبان کی حفاظت کی وہ میرے نزدیک مقرب ہے۔

علم کی زکوٰۃ میں نے سیدی علی خواص رحمہ اللہ تعالیٰ کو کسی عالم کو نصیحت کرتے سنا کہ اے دوست! امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو لازم جان کیونکہ یہ علم کی زکوٰۃ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے داؤد علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی کہ اے داؤد! جب علماء امر بالمعروف اور نہی عن المنکر چھوڑ دیں گے تو ان کی ہیبت جاتی رہے گی اور ان کے بجائے کینے اور برے لوگ باہیبت ہو جائیں گے، مبارک ہو لوگوں سے علیحدہ رہنے والوں اور لوگوں کے عیوب میں خاموش رہنے والوں کو، اور مبارک ہو اس شخص کو جو رات کو اپنا لیٹر چھوڑ کر سخت سردی میں میرے ساتھ مناجات کرتا ہے حالانکہ تمام لوگ اپنے لحافوں میں پڑے سوتے ہیں، اور مبارک ہو ان لوگوں کو جو میری تعظیم کرتے ہیں اور میرے خوف کی وجہ سے غیر محرم فروع کی طرف نظر نہیں کرتے۔

اے داؤد! کم سے کم سزا جو میں زانیوں کو دیتا ہوں وہ یہ ہے کہ ان کے چہرے سے رونق اور تازگی لے جاتا ہوں اور ان کی عمر کی برکت مٹا دیتا ہوں۔

اے داؤد! بنی اسرائیل سے کہہ دو کہ تم میرے ذکر سے غافل ہو جاتے ہو مگر فلمیں جاری ہیں وہ کبھی غافل نہیں ہوتیں، اور جو لوگ گناہ کرنے کے وقت دروازے بند کرتے ہیں اور پورے لٹکا دیتے ہیں ان سے کہہ دو کہ اگر میں چاہوں تو تمہیں ہلاک کر دوں اور زمین میں دھسا دوں۔

اے داؤد! بنی اسرائیل سے کہہ دو کہ مجھ سے ڈرتے رہیں۔ میں ان کے چہرے کو ہیبت اور قبولیت عطا کروں گا اور ان کے دشمنوں کو اس طرح ان کے قدموں تلے گراؤں گا جیسے کہ چھری کے نیچے دبہ پڑا ہوتا ہے۔

محبوب خدا کی علامت | اے داؤد! اس شخص کی علامت جو مجھے محبوب ہے یہ ہے کہ

وہ کم گو ہوا اور بکثرت استغفار کرے۔

اے داؤد! اپنی آنکھ کو مومنوں کے حرم سے محفوظ رکھ تو دنیا تیرے پاس ذلیل ہو کر آئے گی۔ اے داؤد! میرے غضب سے ان زنا کاروں کو گھیر لیا جو مومنین کے حرم میں فساد کرتے ہیں۔

اے داؤد! بنی اسرائیل سے کہہ دو کہ پوشیدہ میری نافرمانی نہ کریں اور مجھ کو اپنی نظروں میں بندوں سے شبی ذلیل نہ بنائیں ورنہ میں ان کو آگ سے عذاب دوں گا۔

نعمتیں استدراج ہیں | میں نے سیدی علی خواص رحمہ اللہ تعالیٰ کو اکثر یہ کہتے سنا ہے کہ بسا اوقات انسان کو استدراج کے لئے نعمتیں دی جاتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے داؤد علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی اے داؤد! عقلمندوں سے کہہ دو کہ جب ان پر بکثرت احسانات ہوں تو مجھ سے خائف رہیں اور جوں جوں انعامات بڑھتے جائیں گریہ و زاری میں بھی بڑھتے جائیں کیونکہ یہ نعمتیں ان کے واسطے استدراج ہیں اور اگر میں ان کے ساتھ محبت رکھتا تو ان کو دنیا سے بالکل علیحدہ کر دیتا۔

اے داؤد! یتیم کے حق میں شفیق باپ بن جا، میں تیرا رزق بڑھاؤں گا اور تیرے گناہ معاف کر دوں گا۔

اے داؤد! جس نے میری نافرمانی کی اُس نے میری تعظیم نہیں کی۔  
اے داؤد! جب تیرے پاس سے کوئی خوبصورت عورت گزرے تو تو قیامت میں میری دشوری یاد کر۔

اے داؤد! جو شخص مجھ سے ملے اور کسی غیر کی رعایت رکھے وہ میری رعایت سے نکل گیا۔

اے داؤد! اپنی آنکھ کو بچا اور زبان کی حفاظت کر کیونکہ میں ناسقوں کو پسند



ہیں کرتا۔

اے داؤد! بنی اسرائیل سے کہہ دو کہ لوگوں کی عزتیں خراب نہ کریں کیونکہ اس سے دل اندھا اور مردہ ہو جاتا ہے۔ مبارک ہو اس شخص کو جو اپنے عیوب میں غور کر اور ان کی اصلاح کے درپے ہو۔

اے داؤد! میری طرف جھک جا میں تیرے سامنے بادشاہوں کے سر جھکا دوں گا اور تیرے چہرے پر ہیبت ڈال دوں گا۔

باطن کی صفائی | اے داؤد! اپنے باطن کو پاک کر کیونکہ ظاہری پاکیزگی میرے نزدیک تجھے کچھ فائدہ نہ دے گی۔

میں نے سیدی علی خواص رحمہ اللہ تعالیٰ کو ایک تاجرو سے کہتے سنا جس کی حالت زیلوں ہو گئی تھی کہ تجھے خوشخبری ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ کو تجھ سے محبت ہے! اللہ تعالیٰ نے داؤد علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی اے داؤد! قیامت اس وقت تک نہ ہو گی جب تک کہ شریف ذلیل نہ ہوں اور ذلیل شریف، اور میری کتاب بیکار چھوڑ دی جائے اور اس کی تلاوت نہ ہو اور دنیا میں فاجر و گناہگار بالدار ہو جائے اور مومن و عالم با عمل تنگ دست، جب یہ حالت ہو گی تو میں اہل زمانہ کے نزدیک دنیا پسندیدہ کر دوں گا اور ان کو آخرت کی محبت سے روک دوں گا۔ جب وہ ایسا کریں گے تو ان پر عذاب کی تلوار مسلط کروں گا اور ان پر اشیائے زرغ گراں کروں گا اور چھوٹا بڑھے کی عزت نہیں کرے گا اور لوگ فسق و فجور میں پڑ جائیں گے اور میرے نزدیک ان کی یہی سزا ہو گی۔

اے داؤد! کتنی فصیح زبانیں ہیں کہ میں ان کو موت کے وقت کلمہ شہادت سے روک دیتا ہوں کیونکہ وہ لوگوں کی عزت خراب کرتی تھیں۔

اے داؤد! بنی اسرائیل سے کہہ دو کہ اگر وہ میری خاطر اپنے بھائی باپ اور

اولاد کو نہ چھوڑیں گے تو میں ان کی نماز قبول نہیں کروں گا۔

ادائے حقوق | اے داؤد! بنی اسرائیل سے کہہ دو کہ مرنے سے پہلے حقوق ادا کرویں ورنہ میں نے قسم کھائی ہے کہ جس کے ذمے لوگوں کے حقوق ہیں اس کو اس حالت میں اٹھاؤں گا کہ اس کے گلے میں آگ کا ہار ہوگا جو اسے ہر برائی کے بدلے داغ دے گا۔  
اے داؤد! ہر نمازی کی نماز قبول نہیں ہوتی اور ہر عابد کی عبادت آسمان تک نہیں پہنچتی۔

میں نے سیدی علی خواص رحمہ اللہ تعالیٰ کو ایک دوست سے کہنے سنا کہ اے بیٹے تو تقویٰ کو لازم رکھ اور یہ کہہ کر اللہ عزوجل کی نافرمانی کرنے سے بچ کہ ہمارا پروردگار غفور و رحیم ہے کیونکہ یہ نفس کی جھوٹی باتیں اور شیطان کی چالیں ہیں۔  
اللہ تعالیٰ نے داؤد علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی اے داؤد! بنی اسرائیل سے کہہ دو کہ تم رات کے وقت گناہ میں پڑ کر میرا مقابلہ کرتے ہو اور دن کو استغفار کر کے مجھے دھوکا دیتے ہو اور گناہ سے بالکل نہیں رکتے، گویا تمہارا معاملہ ایسے شخص سے ہے جو تمہارے گمراہ اور چالاکی سے واقف نہیں۔

اے داؤد! بنی اسرائیل سے کہہ دو کہ اپنی آنکھیں بچا کر رکھیں، بہت سے لوگ دوستوں کو برائی میں دیکھتے ہیں اور پھر انہیں بدنام کرتے ہیں حالانکہ وہ خود ان سے بڑھ کر برے ہوتے ہیں لیکن میں انہیں خوار نہیں کرتا اور اگر چاہوں تو خوار کروں۔

اے داؤد! جو شخص میری خوشنودی کے علاوہ کسی اور غرض کے لئے علم حاصل کرے میں اسے دوزخ میں داخل کروں گا۔

اے داؤد! جو شخص گناہ کرتا ہے اور اسے لوگوں کی نظر سے چھپاتا ہے تو کیا وہ مجھ سے بھی چھپا سکتا ہے؟



اے داؤد! خوش نصیب ہیں وہ لوگ جو تنہا بیوی بھی گناہ کرنے میں مجھ سے  
نتراتے ہیں۔

یہودہ لوگوں سے امتیاز | اے داؤد! گریہ دزاری کو نے والوں سے صحبت کرادہ  
یہودہ لوگوں کو چھوڑ دے، اور بنی اسرائیل کے گنہگاروں سے کہہ دو کہ وہ میرے سوا  
میرے بندوں سے کچھ نہ شرم کھاتے ہیں جب کہ میرا جلال ان کے جلال سے کہیں زیادہ  
ہے کیونکہ میں ان سب کا سردار ہوں۔

میں نے ایک دفعہ سیدی علی خواص رحمہ اللہ تعالیٰ کو ایک ایسے شخص سے کہتے  
سنا جس کی اولاد زندہ نہ رہتی تھی کہ کہہ سب تعریف اللہ کے لئے ہے جس نے مجھے  
اپنی اولاد میں گرفتار نہیں کیا۔

اللہ تعالیٰ نے داؤد علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی کہ اے داؤد! تو اولاد کی  
خواہش نہ کر کیونکہ ہر بچہ نفع مند نہیں ہوتا۔ اکثر اولاد اپنے والد سے غافل کر  
دیتی ہے اور اس کی قبر کو آگ کے شعلوں سے جلاتی ہے۔

اے داؤد! غیبت میں مجھے نگاہ رکھا اور میں تجھے لوگوں میں مایوں رکھوں گا  
اور مجھے کثرت یاد کر میں تیرا رزق بڑھاؤں گا۔

اے داؤد! جو تجھ سے سرکشی کرے تو اس سے سرکشی نہ کر ورنہ میری مدد  
تجھ سے دور ہو جائے گی۔

اے داؤد! بنی اسرائیل سے کہہ دو کہ تم کتنی بار دنیا کا فانی ہونا معلوم کر چکے  
ہو۔ پھر بھی تمہارے اعضاء اس کے جمع کرنے میں مصیبتیں اٹھاتے ہیں۔

اے داؤد! بنی اسرائیل سے کہہ دو کہ نافرمانی کے وقت تمہیں یہ ڈر نہیں ہوتا  
کہ اگر قبل از قیام اسی حالت میں مر جاؤ اور مجھے میرے غضب کی حالت میں ملو تو میں  
تمہیں جہنم میں گراؤں گا جو نہایت بری جگہ ہے۔



اسے داؤد! اگر میں چاہوں تو گناہ سگاہ پیا سمان کو گرتے کا حکم دوں یا زمین کو اس کے نگلی جانے کا حکم دوں۔

اسے داؤد! بنی اسرائیل سے کہہ دو جب تم گناہ کرنے لگو تو عذاب کے فرشتوں کی سمیت اور دوزخ کے طبقوں میں بیٹیروں کی تنگی کو یاد کر لیا کرو۔

اسے داؤد! اگر بندوں کو گناہ کرنے پر میرے غضب کی اطلاع ہو جائے تو وہ مر جائیں لیکن میں نے ان پر رحم کو کے بسے پوشیدہ رکھا ہے۔

اسے داؤد! اپنا چہرہ زمین پر رکھ کر میرے ہاتھ مناجات کرو۔

اللہ سے حیا! اسے داؤد! تیرا باپ آدم میرے نزدیک تمام لوگوں سے نادم تھا، اس نے کبھی غیر محرم فرج کو نہیں چھوا تھا اور نہ کسی آدمی کو قتل کیا تھا۔ میں نے اس کو ایک درخت

کا پھل کھانے سے منع کیا تھا لیکن اس نے غلطی سے کھا لیا، پس اس کے جسم کی پوشاک، اتھر گئی اور سر کا تاج گر پڑا، اور میں نے اس کو بدامنت کی جگہ پر کھڑا کر دیا۔

تو پھر اس شخص کے ساتھ کیا ہو گا جس کے فرج سے غیر محرم کو چھوا ہو یا جس نے ناحق قتل کیا ہو میں پاک ہوں اور اسے نوگو تم پر کیسا ہر یا تو ہوں اور تم کیسے شرم ہو

کچھ میری آنکھوں کے سامنے میری تیرائی گونجتی ہے اور اگر میرے بندوں میں سے کوئی تمہیں دیکھ پائے تو بارے شرم کے گھچل جائے ہو حالانکہ مجھ سے شرمندہ ہونا اسباب ہے۔

اسے داؤد! کیا بات ہے کہ تو مطمئن ہے اور روئے والوں کے ساتھ نہیں روتا اور نوحہ کرنے والوں کے ساتھ نوحہ نہیں کرتا۔ اگر تو عذاب کے فرشتوں اور آگ

کو دیکھ پائے اور اس میں زانیوں کے لئے میں نے جو عذاب مقرر کیا ہے اس کو دیکھ تو اس طرح گھچل جائے جیسے آگ میں قلعی۔

اسے داؤد! تیرے لئے برف میں مرنے کے بل کا م کرنا حساب میں تجھ پر میرے جرح قح کرنے سے بہت آسان ہے۔ مجھے میری عزت اور جلال کی قسم ہے کہ میں جہنموں

کو ضرور اپنے دوبرو پیش کر دیں گا اور ان سے رائی کے برابر باتوں کا بھی سوال کروں گا۔  
اسے داؤد اپنی اسرائیل سے کہہ دو کہ تم دیکھتے ہو اور دیکھو سے زنا کرتے  
ہو گویا تم سمجھتے ہو کہ میں تم کو دیکھتا ہوں۔  
اسے داؤد! جو شخص خلوتوں میں گناہ کرتا ہے میں اس کے جرموں سے لوگوں  
کو مطلع کروں گا اور اس کو رسوا کر کے جہنم میں گراؤں گا۔

زبور کی نصائح جو میں نے سیدی علی خراسی رحمہ اللہ تعالیٰ سے سنی ہیں ختم ہوئیں  
میں نے یہ تمام نصائح ایک رسالہ میں جمع کی ہیں پس اس کو پڑھ، اور سب  
تعریف اللہ کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔

## خاتمہ

کتاب تنبیہ المفترین یہاں ختم ہوئی ہے جو دسویں صدی ہجری کے آخر میں  
قریب غوردہ لوگوں کو اپنے سلف صالح کی مخالفت سے متنبہ کرنے کے لئے لکھی  
گئی ہے۔ سو اللہ تعالیٰ کا شکر ہے جس نے ہم کو یہ ہدایت کی وہ نہ ہم اس راہ پر  
چلنے والے نہ تھے اگر اللہ ہم کو ہدایت نہ دیتا۔ جب میں نے اس کتاب کو لکھنا  
شروع کیا تو میں بہت حیران تھا کیونکہ میرے پاس ایسا مواد نہ تھا جس سے اس  
کتاب میں امداد لے سکتا، اچانک ایک شخص میرے پاس ایک قدیم کتاب لایا  
جو شروع سے بھٹی ہوئی تھی۔ یہ کتاب گوفی خط میں لکھی ہوئی تھی اور اس کی کتابت  
کی تاریخ پانچ سو ہجری سے کچھ اوپر تھی۔ میں نے اس کو سلف صالح صحابہ اور تابعین  
کے حالات سے بریز پایا اور دیکھا کہ اس کا مصنف و کعب بن جراح کی روایت لات ہے  
جو امام مالک علیہ الرحمہ کے معاصر تھے۔ میں اس کے مطالعہ سے بہت خوش ہوا چنانچہ  
میں نے اس کتاب کے اخلاق کو اس کے ذریعے مستحکم کیا۔ گویا جو شخص اس کتاب



کا مطالعہ کرے گا وہ صحابہ، تابعین اور تابع تابعین رضی اللہ عنہم اجمعین کی صحبت میں ہوگا اور ان کے اقوال و افعال، زہد و تقویٰ اور خوف و خشیت کو ملاحظہ کرے گا، چنانچہ میں نے خطبہ میں لکھا ہے کہ جو کوئی انصاف کی نظر سے دیکھے گا تو اسے معلوم ہوگا کہ وہ سلف کے اوصاف سے اس طرح عاری ہے جیسے کہ سانپ اپنی کینچلی ہے۔ ہم اللہ تعالیٰ سے التجا کرتے ہیں کہ وہ اس کے ذریعے دوستوں کو اور ان کے بعد آنے والوں کو نفع دے اور ہمارا اور ان کا خاتمہ بالخير کرے، اور پس دنیائے ہمارا آخری کلام یہ ہو: **أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَ أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ** **وَصَلَّى اللَّهُ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ أَجْمَعِينَ**

ہم اس کتاب کے خاتمہ میں سے موقف کے بیان کردہ اخلاق سے کچھ بیان کرتے ہیں۔ حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے قیامت کے روز اللہ عز و جل آدم علیہ السلام کو حکم دے گا کہ تو میرے اور اپنی اولاد کے درمیان حاکم ہو پس جس کی نیکیاں اس کی برائیوں سے ایک ذرہ کے برابر بھی زیادہ ہوں وہ جنت میں داخل ہوگا تاکہ تجھے معلوم ہو کہ میں ظالم ہی کو مذاہب دیتا ہوں۔ بچا پر رحمہ اللہ تعالیٰ آیت **تَتَقَلَّبُ يَدَاكَ** **أَلْفَ مِائَاتٍ** **وَالْأَبْصَارُ** کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ دروں کا قلب اپنی جگہوں سے لٹکتا ہے اور آنکھوں کا قلب سیاہی سے نیلا اور بینائی سے اندھا ہوتا ہے، اور سب تعریف اللہ کے لئے ہے جو تمام جہازوں کا پروردگار ہے۔





## ۸۲۔ حسن تالیف

سلف صالحین رحمہ اللہ کے اخلاق میں سے ایک یہ ہے کہ وہ اپنے  
کو اپنی تالیفات میں خوش آئند الفاظ استعمال کرنے اور زیادہ لکھنے کی تکلیف نہ  
نہت ہی سے دیتے نہ اس لئے کہ لوگ اس پر ان کی مدح کریں اور کہیں کہ فلاں شخص  
اس تالیف میں کوئی کوتاہی نہیں کی۔

اسے دوست یاد رکھ کہ اگر انسان کتاب لکھنے میں بہت کوشش سے کام لے  
اور نہایت عمدگی سے تحریر کرے تو بھی بعض اوقات مسئلہ کی کوئی نہ کوئی شرط ضروری  
پڑے گی یا تفصیل کے متعلق مطلق رہنے پڑے گا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے  
وَلَوْ كُنَّا مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللَّهِ لَوَجَدُوا رِجْسًا أَوْ اِخْتِلَافًا بَیْنَهُمْ (اور اگر  
قرآن مجید اللہ کے سوا کسی اور کی طرف سے ہوتا تو اس میں بہت اختلاف پاتے)۔  
شیخ ابن عربی کا قول | شیخ محی الدین بن العربی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ میں نے  
کبھی کوئی کتاب تفسیر اور اختیار سے نہیں لکھی، بلکہ جو کچھ مجھے اللہ تعالیٰ اس وقت  
نہایت ہے وہی اپنی تالیف میں لکھتا جاتا ہوں۔

حضرت سیدی علی خواص رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے انسان کے کلام کا  
خطا، تخریب اور تناقض سے محفوظ نہ ہونے کا سبب یہ ہے کہ وہ دائم بیدار  
نہیں رہتا لہذا غفلت وہو میں پڑ جاتا ہے۔

حقیقی ادب کیا ہے؟ | سیدی احمد رضا رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے حقیقی ادب  
یہ ہے کہ انسان اس بات کی خواہش نہ کرے کہ اس پر مطلق کوئی اعتراض نہ ہو بلکہ

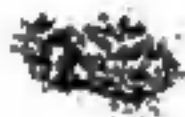
آئی الامکان وہ کلام اللہ عز و جل کی مشابہت سے بچتا رہے ، اور سبب تشریف  
 اللہ کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے ۔

وبی اللہ التوفیق

وہو حبیبی ونعم الوکیل

ولاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم

وصلی اللہ علی سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ اجمعین



# اخلاق صالحین

DATE

یعنی

(510)

سلف صالحین رضی اللہ عنہم کے اخلاقِ حسنہ پر ۸۲ روح پرور  
یہ مقالات جو عارفِ ربانی امام عبد الوہاب الشعرانی علیہ الرحمہ  
تقدیر تصنیف "تہذیب المحدثین" سے منتخب کر کے نہایت  
پیرائے میں ترجمہ کئے گئے ہیں،

ترجمہ محمد رفیع ملک ایم اے

محمد لطیف ملک ایم اے

شعاع ادب • لاہور